ادْعُ إِلٰى سَبِيْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ
پ ۱۴

حکمت اور عمدہ وعظ کے ذریعے اپنے پروردگار کے راستے کی طرف دعوت دو

خطباتِ صمدانی

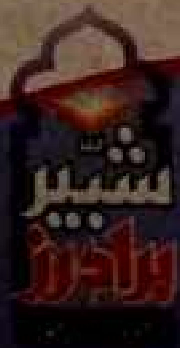
مجموعہ تقاریر

جلد نمبر **1**	ماہ محرم	ماہ صفر	ماہ ربیع الاول

الحافظ القاری مولانا

محمد فاضل صمدانی

ایم اے اسلامیات و عربی



ادْعُ اِلٰی سَبِیْلِ رَبِّکَ بِالْحِکْمَۃِ وَالْمَوْعِظَۃِ الْحَسَنَۃِ پ ۱۴ ع ۲۲

اپنے رب کی طرف بلاؤ پکی تدبیر اور اچھی نصیحت سے

خُطباتِ صمدانی

الحافظ القاری مولانا **محمد فاضل صمدانی** ایم اے اسلامیات و عربی

خطیب جامع مسجد غوثیہ نیو گارڈن ٹاؤن فیصل آباد



شبیر برادرز®

زبیدہ سنٹر ۴۰۔ اردو بازار لاہور

فون: 042-37246006

[illegible]

خطباتِ صمدانی

ناشر: ملک شبیر حسین

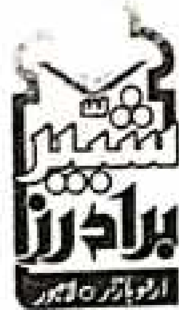
سن اشاعت: نومبر 2009ء / ذیقعدہ 1430ھ

طابع: اشتیاق اے مشتاق پرنٹرز لاہور

کمپوزنگ:

سرورق: اے ایف ایس ایڈورٹائزر ز وغیرہ 0322-7202212

قیمت: روپے



ضروری التماس

قارئین کرام! ہم نے اپنی بساط کے مطابق اس کتاب کے متن کی تصحیح میں پوری کوشش کی ہے۔ تاہم پھر بھی آپ اس میں کوئی غلطی پائیں تو ادارہ کو آگاہ ضرور کریں تاکہ وہ درست کر دی جائے۔ ادارہ آپ کا بے حد شکر گزار ہوگا۔

انتساب

والدین کے نام

جن کی تربیت اور دعاؤں کی بدولت یہ ناچیز
پڑھنے لکھنے کے قابل ہوا۔
اللہ تعالیٰ انہیں جنت الفردوس میں جگہ عطا
فرمائے۔آمین

بفیضانِ نظر

عالم باعمل ولیِ کامل آفتاب شریعت

ماہتاب طریقت خطیب شیریں بیاں

استاذ العلماء شیخ الحدیث والتفسیر

حضرت علامہ

مولانا محمد کریم سلطانی صاحب

بانی ادارہ تبلیغ الاسلام

کھرڑیانوالہ فیصل آباد

التماس

پیش نظر کتاب

''خطباتِ صمدانی'' جلداوّل

اس وقت آپ کے ہاتھوں میں ہے
پوری کوشش کی گئی ہے کہ اس میں کوئی غلطی نہ رہے۔
ہماری کوشش کے باوجود اگر آپ کو کہیں غلطی نظر آئے تو مہربانی
فرما کر اطلاع دیں تا کہ آئندہ اسے دور کیا جا سکے۔

محمد عامر صمدانی

نیو گارڈن ٹاؤن گلی نمبر 6 جہانگیر یہ روڈ
نزد ہلال روڈ فیصل آباد

ابتدائیہ

پیش نظر کتاب ''خطبات صمدانی'' جلد اوّل
مختلف موضوعات پر یہ لکھی ہوئی تقریریں میرے والد محترم کی وہ تقریریں ہیں جو آپ جمعۃ المبارک کے دن مسجد میں بیان فرماتے رہے ہیں۔ مسلمانوں کے فائدے کے لئے ان کو منظر عام پر لایا جا رہا ہے۔ آسان مؤثر طرز تحریر اور خوبصورت انداز کی وجہ سے علما، خطباء، طلباء اور عوام الناس کے لئے ان شاء اللہ مفید ثابت ہوں گی۔ اللہ تعالیٰ ان کو ہماری نجات کا ذریعہ بنائے۔ آمین

محمد اجمل صمدانی
پرنسپل صمدانی ایجوکیشنل کمپلیکس
نیو گارڈن ٹاؤن فیصل آباد

فہرست مضامین

عنوان — صفحہ

مولانا حسن رضا ﷫ نے اپنے قصیدہ میں اہل بیت کی مدح وثنا فرمائی ہے چند اشعار ملاحظہ فرمائیں:

کس زباں سے ہو بیان مدح و شان اہل بیت
مدح گوئے مصطفےٰ ہے مدح خوان اہل بیت

ان کی پاکی کا خدائے پاک کرتا ہے بیان
آیۂ تطہیر سے ظاہر ہے شان اہل بیت

ان کے گھر میں بے اجازت جبرائیل آتے نہیں
قدر والے جانتے ہیں قدر و شان اہل بیت

رزم کا میدان بنا ہے جلوہ گاہ حسن و عشق
کربلا میں ہورہا ہے امتحان اہل بیت

کس مزے کی لذتیں ہیں آب تیغ یار میں
خاک و خون میں لوٹتے ہیں تشنگان اہل بیت

فاطمہ کے لاڈلے کا آخری دیدار ہے
حشر کا ہنگامہ برپا ہے میان اہل بیت

یہ شہیدان محبت کے ہیں نیزوں پر بلند
اور اونچی کی خدائے قدر وشان اہل بیت

گھر لٹانا سر کٹانا کوئی تجھ سے سیکھ لے
جان عالم ہو فدا! اے خاندان اہل بیت

اہل بیت پاک سے گستاخیاں بے باکیاں
لعنۃ اللہ علیکم دشمنان اہل بیت

بے ادب گستاخ فرقے کو سنا دے اے حسن
اس طرح کہتے ہیں سنی ''داستان اہل بیت''

خطباتِ صمدانی

جلداوّل

خطبات ماہ محرم الحرام

پہلا خطبہ : شان اہل بیت

دوسرا خطبہ : صبراور شہادت

تیسرا خطبہ : شہادت امام حسین

چوتھا خطبہ : شہادت کے بعد واقعات

پانچواں خطبہ: حضرت بابا فرید گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ

حدیث شریف

عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ جَلَّلَ عَلَی الْحَسَنِ وَالْحُسَیْنِ وَعَلِیٍّ فَاطِمَةَ کِسَاءً ثُمَّ قَالَ اَللّٰهُمَّ هٰؤُلَآءِ اَهْلُ بَیْتِیْ وَخَاصَّتِیْ اَذْهِبْ عَنْهُمُ الرِّجْسَ وَطَهِّرْهُمْ تَطْهِیْرًا فَقَالَتْ اُمُّ سَلَمَةَ وَاَنَا مَعَهُمْ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ اِنَّکَ عَلٰی خَیْرٍ ۔

(ترمذی شریف ج دوم باب ماجاء فی فضل فاطمہ رضی اللہ عنہا)

روایت ہے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک چادر اوڑھادی امام حسن رضی اللہ عنہ اور امام حسین رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا پر پھر فرمایا اے اللہ! یہ لوگ میرے گھر والے ہیں اور میرے خاص ہیں تو ان سے نجاست دور کردے اور خوب پاک کردے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی کہ میں بھی ان کے ساتھ اہل بیت سے ہوں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو تو خیر پر ہے۔ یعنی تو بھی اہل بیت سے ہے۔

پہلا خطبہ

شانِ اہلِ بیت رضی اللہ عنہم

اَلْحَمْدُلِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالْعَاقِبَۃُ لِلْمُتَّقِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ اَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ...... بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ...... اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیُذْھِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَھْلَ الْبَیْتِ وَ یُطَھِّرَکُمْ تَطْھِیْرًا ○

(پارہ۲۲ سورۃ الاحزاب آیت ۳۳)

اٰمَنْتُ بِاللّٰہِ صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْم وَ بَلَّغَنَا رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمُ اَلامِیْن وَ نَحْنُ عَلٰی ذٰلِکَ مِنَ الشّٰاھِدِیْنَ وَالشّٰکِرِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ...... اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ ...... یٰاَ یُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَ سَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا......

تمام حضرات محبت، ذوق اور شوق کے ساتھ درود پاک پڑھیں۔

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ
وَ عَلٰی اٰلِکَ وَ اَصْحَابِکَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہِ

میرے محترم بزرگو اور معزز دوستو! آج محرم شریف کا چونکہ پہلا جمعۃ المبارک ہے۔ اس لئے آج مختصر وقت میں فضائل اہل بیت علیہم السلام بیان کروں گا۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ حق بیان کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور اس پر ہم سب کو عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

قرآن کریم کی جو آیت تلاوت کی ہے اس کا ترجمہ یہ ہے:

اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰهُ لِیُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَیْتِ وَیُطَهِّرَكُمْ تَطْهِیْرًا ○

''اے نبی کے گھر والو! پس خدا یہی چاہتا ہے پلیدی کو تم سے دور فرمائے اور تمہیں خوب پاک اور صاف کردے۔''

حضرات محترم! جب یہ آیت مقدسہ نازل ہوئی تو مسلم شریف میں ہے کہ سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ، حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ، حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اپنی عظمت والی رحمت والی کالی کملی میں داخل فرمالیا اور ہاتھ اٹھا کر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا فرمائی:

اَللّٰهُمَّ هٰؤُلَاءِ اَهْلُ بَیْتِیْ وَ خَاصَّتِیْ اَذْهِبْ عَنْهُمُ الرِّجْسَ وَ طَهِّرْهُمْ تَطْهِیْرًا ۔

''یعنی اے اللہ! یہ میرے اہل بیت اور میرے خواص ہیں تو ان سے ہر ممکن برائی کو دور فرمادے اور انہیں خوب پاک اور صاف کردے۔''

تیری نسل پاک میں ہے بچہ بچہ نور کا
تو ہے عین نور تیرا سب گھرانہ نور کا

سرکارِ مدینہ ﷺ کی یہ دعا سن کر اُمّ المومنین حضرت اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی: وَ اَنَا مِنْهُمْ "اور میں بھی ان میں سے ہوں"۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اِنَّكِ عَلٰی خَيْرٍ۔ "بیشک تو تو پہلے ہی خیر پر ہے یعنی تو بھی اہل بیت سے ہے۔"

اہل بیت کی عظمت اور شان کو بیان کرتے ہوئے حضور پرنور ﷺ نے ارشاد فرمایا اوّل گروہ جس کی میں شفاعت کروں گا میرے اہل بیت اطہار ہیں پھر مرتبہ بمرتبہ قریش ہیں، پھر انصار ہیں، پھر اہل یمن سے جو مجھ پر ایمان لائے، پھر تمام عرب، پھر اہل عجم اور جن کی میں پہلے شفاعت کروں گا وہ افضل ہیں۔ (طبرانی)

حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا اپنی اولاد کو تین خصلتیں سکھاؤ۔ اپنے نبی کی محبت اور نبی کے اہل بیت کی محبت اور قرآن کریم کی قرأت۔ (دیلمی)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ سرکارِ مدینہ ﷺ نے فرمایا! محبت رکھو اللہ تعالیٰ سے اس لئے کہ وہ تمہیں نعمتیں عطا کرتا ہے اور میرے ساتھ محبت کرو اس لئے کہ میں اللہ تعالیٰ کا حبیب ہوں اور محبت کرو میری اہل بیت کے ساتھ اس لئے کہ وہ مجھے پیارے ہیں۔ (ترمذی ج ۲ ص ۲۴۴)

اہل بیت اور سفینہ نوح علیہ السلام:

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے کعبہ شریف کے دروازے کو پکڑ کر یہ اعلان کیا۔ اے لوگو! جو کوئی مجھے پہچانتا ہے وہ تو پہچانتا ہے اور جو کوئی نہیں پہچانتا میں اس کو اپنی پہچان کراتا ہوں۔ میں ابوذر ہوں۔ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا! میرے اہل بیت کی مثال تمہارے درمیان کشتی نوح علیہ السلام کی سی ہے جو کوئی اس کشتی نوح پر سوار ہوا اس نے طوفان میں غرق ہونے سے نجات پائی اور جس نے اس سے روگردانی کی وہ غرق ہوا۔ اس طرح جو کوئی اس کشتی اہل بیت میں سوار ہو گیا یعنی

ان کی متابعت کرے گا وہ ضلالت میں ڈوبنے سے نجات پائے گا اور جو کوئی ان کی مخالفت کرے گا وہ ضلالت و گمراہی کے دریا میں ڈوب جائے گا۔ (مکتوبات ص ۳۷۴)

حضور ﷺ نے فرمایا میں تم میں بے مثل چیزیں چھوڑ کر جا رہا ہوں ایک اللہ تعالیٰ کی کتاب جو نور ہدایت سے بھرپور ہے۔ اس کو بہت مضبوطی سے پکڑے رہنا۔ دوسری گرانقدر اور بزرگ چیز میرے اہل بیت ہیں میں تم کو خدا یاد دلاتا ہوں اپنی اہل بیت کے معاملے میں، تم کو خدا یاد دلاتا ہوں اپنی اہل بیت کے معاملے میں اور یوں ہی تین بار اس کا تکرار فرمایا۔ (مسلم شریف ج ۲ ص ۲۷۹)

حضور پرنور ﷺ نے فرمایا اے لوگو! میں تمہارے درمیان دو گراں بہا چیزیں چھوڑنے والا ہوں ایک کتاب اللہ جو کہ آسمان سے زمین تک پھیلی ہوئی ہے، دوسرے میرے اہل بیت، یہ دونوں ایک دوسرے سے ہرگز جدا نہ ہوں گے۔ یہاں تک کہ حوض کوثر پر دونوں میرے پاس جمع ہوں۔ (صواعق محرقہ)

نَبِیِّ مُکَرَّم ﷺ نے ارشاد فرمایا! ستارے آسمان والوں کے لئے سلامتی کا باعث ہیں۔ جب ستارے جھڑ جائیں گے آسمان والے فنا ہو جائیں گے اور ایسے ہی میرے اہل بیت زمین والوں کے لئے سلامتی کا باعث ہیں جب یہ نہ رہیں گے تو اہل زمین بھی ختم ہو جائیں گے۔ (خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۲۲۶)

نَبِیِّ مُکَرَّم ﷺ نے قرآن کریم اور اہل بیت کی شان کو بیان فرمایا ہے تاکہ لوگ ان دو چیزوں کی شان سے باخبر رہیں ان سے محبت کر کے اجر اور ثواب حاصل کریں۔

حضور ﷺ کے تمام قرابت داروں خاندان بنو ہاشم خصوصاً اہل بیت کرام کی محبت، ان کا ادب و احترام عین ایمان ہے، بلکہ جان ایمان ہے، سچ یہ ہے جس کے

دل میں اہل بیت کی محبت نہیں وہ یوں سمجھے کہ اس کی شمع ایمان بجھی ہوئی ہے۔ وہ منافقت کے اندھیروں میں بھٹک رہا ہے، جتنی کسی کی قرابت حضور ﷺ سے زیادہ ہوگی اتنی ہی اس کی محبت واحترام زیادہ مطلوب ہوگا۔

یہ چند احادیث پیش کی ہیں سینکڑوں احادیث موجود ہیں جن میں اہل بیت عظام رضی اللہ عنہم سے محبت کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ اہل بیت کی محبت ہمارا ایمان ہے۔ اہل سنت کو یہ شرف حاصل ہے کہ ہم اہل بیت سے سچی محبت رکھتے ہیں جو قرآن اور احادیث سے ثابت ہے۔ ہم اس کے مطابق محبت کرتے ہیں اس میں غلو نہیں کرتے۔

خُطبہ غَدِیرِ خُم:

حضور پرنور ﷺ نے "غَدِیرِ خُم" کے تالاب کے پاس ایک تاریخی خطبہ ارشاد فرمایا جس میں یہ اعلان بھی فرمایا:

مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلِيٌّ مَوْلَاهُ ۔ (مشکوۃ: ص ۲۶۸)

"جس کا میں دوست ہوں علی اس کے دوست ہیں۔"

عَلِيٌّ مِنِّيْ وَ اَنَا مِنْ عَلِيٍّ ۔

"حضرت علی مجھ سے ہیں اور میں علی سے ہوں۔"

یعنی میرا گوشت ان کا گوشت ہے اور میرا خون ان کا خون ہے۔ بارگاہ نبوت میں کمال قرب کا اظہار ہے۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا پاک دامن ہیں پس اللہ تعالیٰ نے ان کو اور ان کی اولاد کو آگ پر حرام کردیا ہے۔ (طبرانی)

اہل بیت رضی اللہ عنہم کے ساتھ محبت رکھنا ہر مسلمان کا فرض ہے۔ اہل بیت رضی اللہ عنہم کا مقام نہایت ارفع واعلیٰ ہے۔ اعلیٰ حضرت کیا خوب فرماتے ہیں:

کیا بات رضا اس چمنستانِ کرم کی
زہرہ ہے کلی جس میں حسین اور حسن پھول

فاطمہ جنتی عورتوں کی سردار ہیں:

نبیِ مُکرّم ﷺ نے فرمایا یہ فرشتہ آج سے پہلے کبھی زمین پر نہیں آیا۔ اس فرشتے نے اللہ تبارک وتعالیٰ سے اجازت مانگی تا کہ مجھ پر سلام بھیجے اور مجھے بشارت دے کہ حضرت خاتون جنت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا جنتی عورتوں کی سردار ہیں اور حسنین کریمین رضی اللہ عنہما جنتی جوانوں کے سردار ہیں۔ (ترمذی)

حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا جو اہل بیت سے جنگ کرے میں ان سے جنگ کروں گا جو ان سے صلح کرے میں ان سے صلح کروں گا۔ (ترمذی)

حضور ﷺ نے فرمایا فاطمہ رضی اللہ عنہا میرا جزو ہے جو انہیں ناگوار و ناپسند ہے وہ مجھے بھی ناگوار و ناپسند ہے جو انہیں پسند ہے وہ مجھے بھی پسند ہے۔ قیامت کے دن سوائے میرے نسب کے تمام نسب منقطع ہو جائیں گے۔

حضور ﷺ نے اپنی لختِ جگر فاطمہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں ارشاد فرمایا:

فَاطِمَةُ بُضْعَةٌ مِّنِّيْ مَنْ اٰذَاهَا فَقَدْ اٰذَانِيْ ۔

''فاطمہ میرے جگر کا ٹکڑا ہے جس نے اسے تکلیف دی اس نے مجھے تکلیف دی۔''

امّ المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔ حضور اکرم ﷺ جب سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو آتے ہوئے دیکھتے تو خوش آمدید کہتے پھر ان کی خاطر کھڑے ہو جاتے۔ انہیں بوسہ دیتے، ان کا ہاتھ پکڑ کر لاتے اور انہیں اپنی نشست پر بٹھا لیتے اور جب حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا حضور اکرم ﷺ کو اپنی طرف تشریف لاتے

ہوئے دیکھتیں تو خوش آمدید کہتیں پھر کھڑی ہو جاتیں اور آپ ﷺ کو بوسہ دیتیں۔(نسائی)

نبیِ مُکَرَّم ﷺ کے آزاد کردہ غلام حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضور ﷺ جب سفر پر تشریف لے جاتے تو اپنے اہل وعیال میں سے سب کے بعد جس سے گفتگو کر کے سفر پر روانہ ہوتے وہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا ہوتیں اور سفر سے واپسی پر سب سے پہلے جس کے پاس تشریف لاتے وہ بھی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا ہوتیں۔(ابوداؤد)

آیت مباہلہ اور اہل بیت:

حضرات محترم نجران کے عیسائی جب امام الانبیاء حبیب کبریا ﷺ کے ساتھ مناظرہ کرنے کے لئے مدینہ منورہ آئے تو آپ ﷺ نے دلائل کے ساتھ ان پر حق ظاہر کیا، مگر عیسائی جھگڑا کرتے رہے تو اس وقت اللہ تعالیٰ نے آیت مباہلہ نازل فرمائی:

فَمَنْ حَآجَّكَ فِيهِ مِنْ بَعْدِ مَا جَآءَكَ مِنَ الْعِلْمِ فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ اَبْنَآءَنَا وَاَبْنَآءَكُمْ وَنِسَآءَنَا وَنِسَآءَكُمْ وَاَنْفُسَنَا وَاَنْفُسَكُمْ ثُمَّ نَبْتَهِلْ فَنَجْعَلْ لَّعْنَتَ اللّٰهِ عَلَى الْكٰذِبِيْنَ ۝ (پارہ ۳ سورۃ آل عمران آیت ۶۱)

”جو تم سے حضرت عیسیٰ کے بارے میں جھگڑا کریں جبکہ تمہارے پاس اس کا علم آچکا ہے تو اے محبوب! ان سے فرمادو کہ آؤ ہم بلائیں اپنے بیٹوں کو اور تمہارے بیٹوں کو اور اپنی عورتوں کو اور تمہاری عورتوں کو اور اپنی جانوں کو اور تمہاری جانوں کو پھر ہم گڑگڑا کر دعا مانگیں اور جھوٹوں پر لعنت کریں۔“

جب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی حضور اکرم ﷺ نے نجران کے عیسائیوں کو مباہلہ کی دعوت دی۔ وقت مقررہ پر یہ لوگ حضور اکرم ﷺ کی خدمت اقدس میں پہنچے۔ ادھر نَبِیِّ مُکَرَّم ﷺ اس شان سے تشریف لائے کہ حضور اکرم ﷺ کی گود میں امام حسین رضی اللہ عنہ ہیں اور دست مبارک میں امام حسن رضی اللہ عنہ کا ہاتھ ہے اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کے پیچھے ہیں۔ حضور ﷺ نے ان سے فرمایا جب میں دعا کروں تو تم سب آمین کہنا۔

سب سے بڑے پادری عبدالمسیح نے جب ان حضرات کو دیکھا تو کہنے لگا اے جماعت نصاریٰ میں ایسے چہرے دیکھ رہا ہوں اگر انہوں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ اس پہاڑ کو اپنی جگہ سے ہٹا دے تو اللہ تعالیٰ پہاڑ کو اپنی جگہ سے ہٹا دے گا۔ لہٰذا ان سے مباہلہ نہ کرو ورنہ تم ہلاک ہو جاؤ گے اور روئے زمین پر کوئی نصرانی باقی نہ رہے گا۔ چنانچہ جزیہ دینا منظور کیا مگر مباہلہ کے لئے تیار نہ ہوئے۔

حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے۔ نجران والوں پر عذاب بہت قریب آچکا تھا۔ اگر مباہلہ کرتے تو بندر اور سؤر بن جاتے۔ جنگل میں آگ بھڑک اٹھتی۔ پرندے بھی جل جاتے۔ ایک سال کے اندر اندر تمام روئے زمین کے نصاریٰ برباد ہو جاتے۔ سرکار مدینہ ﷺ کی نگاہ نے اس موقع پر جن کو منتخب کیا وہ علی و فاطمہ و حسن اور حسین ہیں۔

رِضْوَانُ اللّٰهِ عَلَيْهِمْ اَجْمَعِيْن

حضرات محترم قرآن کریم کی آیات مقدسہ اور احادیث اہل بیت کی شان و عظمت کو واضح کر رہی ہیں اور بتا رہی ہیں کہ ہر مسلمان پر فرض ہے کہ اہل بیت کے ساتھ حُسنِ عقیدت اور محبت رکھے۔ حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اہل بیت کے ساتھ اپنی

عقیدت کا اظہار فرماتے ہیں۔

حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا اہل بیت کے لئے نذرانہ عقیدت:

يَا أَهْلَ بَيْتِ رَسُوْلِ اللّٰهِ حُبُّكُمْ فَرْضٌ مِّنَ اللّٰهِ فِي الْقُرْاٰنِ اَنْزَلَهٗ ۔

''اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت رضی اللہ عنہم تمہاری محبت اللہ تعالیٰ کی طرف سے فرض ہے اور اللہ تعالیٰ نے یہ حکم قرآن مجید میں نازل کیا ہے۔''

حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ پر رافضی ہونے کی تہمت لگائی گئی تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

لَوْ كَانَ رِفْضًا حُبُّ اٰلِ مُحَمَّدٍ فَلْيَشْهَدِ الثَّقَلَانِ اِنِّيْ رَافِضِيْ ؎

''اگر آل رسول کی محبت ہی کا نام تمہارے نزدیک رافضی ہونا ہے تو تمام دنیا کے جن وانس گواہ ہو جائیں کہ اس معنی میں یقیناً میں رافضی ہوں۔''

مولانا حسن رضا رحمۃ اللہ علیہ کیا خوب فرماتے ہیں:

کس زبان سے ہو بیاں مدح و شانِ اہل بیت
مدح گوئے مصطفٰے ہے مدح خوانِ اہل بیت
ان کی پاکی کا خدائے پاک کرتا ہے بیان
آیۂ تطہیر سے ظاہر ہے شانِ اہل بیت
اہل بیت پاک سے گستاخیاں بے باکیاں
لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ دشمنانِ اہل بیت

حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ:

حضرات محترم حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کی ولادت مبارکہ ۱۵ رمضان المبارک کو ہوئی ۔ ۳ھ میں مدینہ طیبہ میں آپ سے پہلے حسن کسی کا نام نہ رکھا گیا تھا۔ یہ جنتی نام سب سے پہلے آپ ہی کو عطا ہوا ہے۔ ایک مرتبہ سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کو اپنے کندھے پر بٹھایا ہوا تھا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرمار ہے تھے یارب میں اس کو محبوب رکھتا ہوں تو بھی محبوب رکھ۔ (بخاری شریف)

ایک مرتبہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر رونق افروز تھے، امام حسن رضی اللہ عنہ آپ کے پہلو میں تھے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک مرتبہ لوگوں کی طرف نظر فرماتے۔ ایک مرتبہ امام حسن رضی اللہ عنہ کی طرف حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ میرا فرزند سیّد ہے، یہ مسلمانوں کی دو جماعتوں میں صلح کرائے گا۔ (بخاری)

حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کے مناقب بہت زیادہ ہیں۔ آپ علم و وقار، حشمت وجود وکرم، زہد وطاعت میں بلند مرتبہ رکھتے تھے۔ ایک ایک آدمی کو ایک ایک لاکھ کا عطیہ مرحمت فرمادیتے تھے۔ پچیس حج آپ نے پیدل کئے ہیں۔ آپ کی۔ گفتگو بہت شیریں ہوتی تھی۔ اہل محفل یہ پسند نہیں کرتے تھے کہ آپ گفتگو ختم فرمادیں۔

حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ نے دو مرتبہ اپنا سارا مال اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کردیا۔ تین مرتبہ آدھا مال اللہ تعالیٰ کی راہ میں دے دیا۔

حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کے حلم اور بردباری کا یہ عالم تھا کہ آپ کے وصال کے بعد مروان بہت رویا۔ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے فرمایا آج تو رورہا ہے اور ان کی زندگی میں انہیں تکلیف دیتا تھا، جھگڑا کرتا تھا، تو مروان نے پہاڑ کی طرف اشارہ کرکے کہا میں اس سے بھی زیادہ بردبار اور حلیم الطبع کے ساتھ ایسا کرتا تھا۔ مروان

جیسے انسان کو بھی اعتراف تھا کہ آپ کی بردباری پہاڑ سے بھی زیادہ تھی۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ مسند خلافت پر جلوہ افروز ہوئے۔ چند ماہ اور چند روز کے بعد آپ نے تخت خلافت حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو دے دیا۔ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے کوفہ چھوڑ دیا اور مدینہ طیبہ آ گئے۔ یہاں پر کسی نے آپ کو زہر دے دیا۔

۵ ربیع الاوّل ۴۹ھ میں آپ کا وصال ہو گیا۔ شہادت سے اللہ تعالیٰ نے آپ کو سرفراز فرمایا۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّا اِلَیْهِ رَاجِعُوْنَ

جنت البقیع میں اپنی والدہ محترمہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پہلو میں دفن ہوئے۔ قریب وفات جب امام حسین رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ آپ کو کس بدبخت نے زہر دیا ہے۔ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ نے فرمایا کیا آپ اس کو قتل کریں گے۔ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہاں۔ امام حسن رضی اللہ عنہ نے فرمایا جس پر مجھے شک ہے اگر وہی زہر دینے والا ہے تو اللہ تعالیٰ اس سے انتقام لے لے گا، اگر وہ نہیں ہے تو میں نہیں چاہتا میری وجہ سے کوئی بے گناہ مارا جائے۔ بعض مؤرخین نے لکھا ہے آپ کی بیوی جعدہ نے یزید کے حکم سے آپ کو زہر دیا تھا اور یزید نے اس سے نکاح کا وعدہ کیا تھا۔ اسی لالچ میں اس نے حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کو زہر دیا، لیکن اس روایت کی کوئی صحیح سند موجود نہیں ہے۔ نہ ہی حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ نے قاتل کا نام بتایا بغیر تحقیق کے کسی پر قتل کا الزام لگانا کس طرح جائز ہو سکتا ہے۔

حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ:

سید الشہداء حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی ولادت ۵ شعبان ۴ھ کو مدینہ شریف میں ہوئی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کا نام حسین اور شبیر رکھا اور آپ کی کنیت ابو عبد اللہ اور

لقب سبط رسول اللّٰہ اور ریحانۃ الرسول ہے اور آپ جنتی جوانوں کے سردار ہیں۔ حضور اکرم ﷺ نے حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کو فرمایا:

هُمَا رِيْحَانِيْ مِنَ الدُّنْيَا ۔ ''وہ دنیا میں میرے دو پھول ہیں۔'' (ترمذی)

حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کو پھول کی طرح حضور ﷺ سونگھتے اور سینے سے لگاتے۔

سرکار مدینہ ﷺ کی چچی اُمّ الفضل حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی بیوی ایک بار حضور ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا آج میں نے ایک پریشان خواب دیکھا ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کیا خواب دیکھا ہے۔ عرض کیا میں نے دیکھا ہے آپ کے جسم کا ٹکڑا کاٹا گیا اور میری گود میں رکھا گیا۔ حضور ﷺ نے سن کر فرمایا! تم نے چچی جان بہت اچھا خواب دیکھا۔ ان شاء اللہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ہاں بیٹا پیدا ہوگا، وہ تمہاری گود میں دیا جائے گا۔ ایسا ہی ہوا۔ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے اور حضرت اُمّ الفضل رضی اللہ عنہا کی گود میں دیئے گئے۔ حضرت امّ الفضل رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میں نے ایک دن حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوکر امام حسین رضی اللہ عنہ کو آپ ﷺ کی گود میں دیا۔ کیا دیکھتی ہوں کہ آنکھوں سے آنسو جاری ہیں۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! میرے ماں باپ آپ ﷺ پر قربان ہوں یہ کیا حال ہے۔ فرمایا! حضرت جبرائیل علیہ السلام میرے پاس آئے اور انہوں نے یہ خبر دی کہ میری امت میرے اس فرزند کو قتل کرے گی۔ میں نے کہا کیا اس کو، فرمایا ہاں! اور میرے پاس اس کے مقتل کی سرخ مٹی بھی لائے۔ (البیہقی)

ولادت کے ساتھ ہی شہادت کی خبر مشہور ہو چکی تھی مگر حضور اکرم ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا نہیں فرمائی کہ یہ امتحان ٹل جائے نہ ہی اہل بیت نے

حضور ﷺ کی بارگاہ میں دعا کی التجا کی، کیونکہ مقامِ امتحان ہے ثابت قدم رہنا مقصود ہے۔ اللہ تعالیٰ کی رضا میں راضی رہنا مقصود ہے۔

حسنین کریمین رضی اللہ عنہما نے تختیاں لکھیں:

ایک دن دونوں صاحبزادے حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے تختیاں لکھیں اور حضور ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے۔ عرض کی نانا جان ہم دونوں میں سے خط کس کا اچھا ہے۔ آپ ﷺ اس خیال سے کہ کسی کو رنج نہ ہو فیصلہ نہ فرمایا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس بھیج دیا۔ انہوں نے بھی یہی خیال کر کے حضرت خاتونِ جنت کے پاس بھیج دیا۔ خاتونِ جنت نے فرمایا میں برائی بھلائی کیا بتاؤں۔ یہ سات موتی ہیں ان کو میں زمین پر پھینکتی ہوں جو تم میں سے زیادہ موتی چن لے اسی کا خط اچھا ہے آپ نے موتی پھینکے حسنین کریمین نے تین تین موتی چن لئے۔ قریب تھا کہ ایک بھائی چوتھا موتی اٹھا لے حضرت جبرائیل امین علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے ایک موتی اٹھالیا اور اس کے دو ٹکڑے کر دیئے۔ آدھا آدھا دونوں بھائیوں کے حصہ میں آ گیا۔ حضور ﷺ کو جب پتہ چلا تو آنکھوں میں آنسو آ گئے۔

اور فرمایا اللہ اکبر! آج اللہ تبارک وتعالیٰ کو ان کی اتنی رنجیدگی ناپسند ہے مگر قربان اس کی بے نیازی کے، ایک دن وہ ہوگا بھوکے پیاسے میدان کربلا میں شہادت کا جام پئیں گے۔ اک دن حسنین کریمین آپس میں کشتی کر رہے تھے۔ سرکارِ مدینہ ﷺ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کو داؤ بتا رہے تھے جس طرح ہم بچوں کو کشتی کے داؤ بتاتے ہیں۔ آپ ﷺ فرما رہے تھے حسین رضی اللہ عنہ کی ٹانگ پکڑو اس طرح بازو سے پکڑو۔ خاتون جنت نے عرض کی ابا جان لوگ تو چھوٹوں کو داؤ بتاتے ہیں آپ بڑے کو داؤ بتا رہے ہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا فاطمہ میں چھوٹے کو داؤ کس طرح بتاؤں کہ چھوٹے کو تو داؤ بتانے کے لئے جبرائیل امین علیہ السلام آئے ہوئے ہیں۔

حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ اور ہرنی کا بچہ:

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں ایک بدّو آیا اور اس نے تحفتاً ایک ہرنی کا بچہ پیش کیا۔ وہ بچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کو دے دیا حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے دیکھا تو پوچھا یہ ہرنی کا بچہ کہاں سے لائے ہو۔ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ نے کہا نانا جان نے دیا ہے۔ امام حسین رضی اللہ عنہ بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور عرض کی مجھے بھی ہرنی کا بچہ دیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت سمجھایا مگر نہ مانے۔ قریب تھا کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ رو پڑتے۔ اللہ تعالیٰ نے ہرنی کو حکم دیا تم اپنا دوسرا بچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جا کر پیش کر دو تا کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ خوش ہو جائیں۔ ہرنی بچہ لے کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچی اور عرض کی میرا ایک بچہ بدّو کے ذریعے آپ کے پاس پہنچ گیا دوسرا بحکم الٰہی حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے لئے لے کر آئی ہوں قبول فرمائیں۔ اگر حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ رو پڑتے تو عرش کے فرشتوں کے دل دہل جاتے۔

ایک دن حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے رونے کی آواز حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سنی تو خاتونِ جنت حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو فرمایا اس کو رونے نہ دیا کرو ان کے رونے سے میرے دل کو سخت تکلیف ہوتی ہے۔ (اوراق غم ص ۱۷۴)

حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا مقروضوں اور غریبوں کی مدد کرنا:

حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ اہل بیت نبوت کے سخی گھرانے سے تعلق رکھتے تھے۔ سخاوت کرنا، غریبوں کی مدد کرنا، مسکینوں کی مدد کرنا یہ چیز وراثت میں ملی تھی۔ آپ کے دروازے سے سائل خالی ہاتھ نہ جاتا تھا۔ ایک مرتبہ ایک سائل حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور دروازے پر دستک دی۔ آپ اس وقت نماز میں مشغول تھے۔ نماز سے فراغت کے بعد دروازے پر تشریف لائے دیکھا سائل

واقعی محتاج اور ضرورت مند ہے۔ آپ نے خادم کو بلایا فرمایا اس وقت گھر میں کتنی رقم ہے۔ عرض کیا دو سو درہم، فرمایا وہ لے آؤ۔ عرض کیا یہ صرف اہل بیت کے خرچ کے لئے ہیں۔ آپ نے فرمایا ہمارا گزارا ہو جائے گا۔ اس غریب محتاج کی مدد ضروری ہے چنانچہ اسی وقت دو سو درہم منگوا کر آپ نے سائل کو دے دیئے۔ اور فرمایا اس وقت تنگدستی ہے تمہاری زیادہ خدمت نہیں کر سکے۔ (ابن عساکر)

اسی طرح ایک مرتبہ آپ کو بیت المال سے بہت بڑی رقم ملی اگر آج کسی پیر کو ملتی تو کوٹھی خریدتا لیکن قربان جائیں حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے رقم لے کر گھر نہیں گئے سیدھے مسجد میں آ کر بیٹھ گئے اور ضرورت مند کا انتظار کرنے لگے۔ کسی نے عرض کیا آپ کا لباس پرانا ہے اپنے لئے لباس خرید لیں، گھر کی ضروری چیزوں پر خرچ کریں، آپ نے فرمایا! اپنے اوپر خرچ کرنے سے بہتر ہے کہ کسی محتاج کی مدد کی جائے۔ ایک ضرورت مند آیا تو آپ نے تمام رقم اسے عنایت کر دی۔ (ابن عساکر)

ایک مرتبہ سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ بیمار ہو گئے۔ جب حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کو پتہ چلا تو آپ بیمار پرسی کے لئے تشریف لے گئے اس وقت اسامہ کی زبان پر یہ الفاظ جاری تھے:

وَاغَمَّاهُ وَاغَمَّاهُ ۔

''آہ کتنا بڑا غم ہے آہ کتنا بڑا غم ہے۔''

حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے فرمایا! بھائی کس چیز کا غم ہے حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا موت سامنے کھڑی ہے اور میں مقروض ہوں۔ قرض کی عدم ادائیگی کی وجہ سے سخت پریشان ہوں۔ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے فرمایا فکر نہ کریں آپ کا قرض میں ادا کر دوں گا۔ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے تمام قرض خواہوں کو بلوایا اور ان کی ساری رقم ادا کر دی۔ یہ رقم ساٹھ ہزار بنتی تھی۔ حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ خوش ہو گئے اور آپ

کو دعائیں دیتے رہے۔ (ابن عساکر ج ۴ ص ۳۳۲)

اللہ تعالیٰ اہل بیت سے سچی محبت عطا فرمائے۔

حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کا علم وفضل اور عبادت وریاضت:

حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے اپنے والد حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی آغوش میں تعلیم وتربیت حاصل کی جو کہ باب مدینة العلم ہیں، نانا جان حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تربیت میں رہے اسی لئے حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ علم کے سمندر ہیں۔ امام عالی مقام اپنے زمانے کے بہت بڑے عالم فاضل تھے۔ جب کوئی مشکل پیش آتی تو مشکل کو حل کرانے کے لئے علماء کرام آپ کی طرف رجوع فرماتے۔

ایک مرتبہ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کو دودھ پینے والے بچے کا وظیفہ مقرر ہونے کے متعلق مسئلہ معلوم کرنے کی ضرورت پیش آئی۔ اس مسئلے میں بھی انہوں نے حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی طرف رجوع کیا۔ آپ نے فرمایا کہ بطن مادر سے نکلنے کے بعد جب بچہ آواز نکالے اس وقت سے وہ وظیفہ کا مستحق ہو جاتا ہے۔ آپ بہت بڑے عالم تھے۔ (اسد الغابہ)

نواسۂ رسول سیدنا حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ عابد اور زاہد تھے۔ تمام زندگی عبادت الٰہی میں گزاری۔ آپ کے دن دین اسلام کی تبلیغ اور راتیں قیام، رکوع اور سجود میں گزرتیں۔ جب آپ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں کھڑے ہوتے نماز کے لئے آنکھوں سے آنسو بہنے لگتے، نہایت خشوع اور خضوع سے نماز مکمل کرتے۔ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے اپنے بڑے بھائی حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کی طرح پچیس حج پیدل کئے۔ (شہادت نواسۂ رسول)

حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ اوصاف جلیلہ کے حامل تھے۔ علم وعمل، صبر و استقلال، سخاوت وشجاعت، تدبر، عاجزی، انکساری، حق گوئی، راضی برضائے مولیٰ

کے مجسمہ تھے۔صاحب فصاحت وبلاغت تھے۔

شجاعت حسین رضی اللہ عنہ:

نواسۂ رسول فرزند بتول حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ شجاعت و بہادری میں اعلیٰ مقام رکھتے تھے۔خود سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے حسین کو ہیبت اور جرأت عطا کی ہے۔حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی بہادری، شجاعت اور جواں مردی کا اس سے بھی اندازہ ہوسکتا ہے کہ جب ۳۵ھ میں بلوائیوں نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے مکان کا محاصرہ کیا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ دونوں کو آپ کی حفاظت کے لئے دروازے پر مقرر فرمایا۔ اس موقع پر حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے نمایاں خدمت سرانجام دی اور بلوائیوں کا مقابلہ کیا اور دروازے کی طرف سے کسی کو مکان کے اندر داخل نہ ہونے دیا۔بلوائی پچھلی طرف سے مکان میں داخل ہوئے۔

اسی طرح حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے جنگ جمل اور جنگ صفین اور معرکہ نہروان میں اپنی حیرت انگیز شجاعت اور بہادری سے معرکے سَر کئے۔

ایک مرتبہ ایک جنگ میں حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے سب سے آگے بڑھ کر فرمایا تھا: هَلْ مِنْ مُبَارِزٍ ہے کوئی تم میں سے میرے مقابلہ میں آئے۔حضرت امام کا یہ چیلنج سن کر ایک بہادر زبرقان مقابلہ کے لئے نکلا اور پوچھا تم کون ہو۔آپ نے فرمایا میں حسین ابن علی رضی اللہ عنہما ہوں۔اس پر زبرقان نے کہا۔اے میرے بیٹے تم میدان سے ہٹ جاؤ، کیونکہ ایک دن میں نے دیکھا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اونٹنی پر سوار ہو کر قُبا کی طرف جارہے تھے اور تم نبی مکرم کے آگے بیٹھے ہوئے تھے۔میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اس حالت میں ملاقات کرنا نہیں چاہتا کہ میرے ہاتھ تمہارے خون سے رنگین ہوں۔(شہادت نواسۂ رسول)

سخاوت:

حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نہایت ہی سخی تھے اور فیاض تھے۔ کبھی ایسا نہیں ہوا دروازے پر کوئی سائل آیا ہو اور محروم چلا گیا ہو۔ ایک شخص آپ کی خدمت میں حاضر ہوا عرض کی غریب ہو میرے بچے چھوٹے چھوٹے ہیں۔ کھانے کے لئے کچھ عنایت فرمائیں۔ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا بھائی بیٹھ جا میرا رزق آ رہا ہے۔ جب آ گیا تو تجھے دیکر رخصت کروں گا۔

اتنے میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف سے پانچ تھیلیاں دیناروں سے بھری ہوئی آئیں اور ہر تھیلی میں ایک ہزار دینار تھے۔ آپ نے اس فقیر کو حکم دیا پانچوں تھیلیاں اٹھا کر اپنے گھر لے جاؤ۔ اور معذرت کی کہ تمہیں میں نے دیر تک بٹھایا ہے۔ اگر مجھے معلوم ہوتا صرف پانچ تھیلیاں ہی آئیں گی تو تمہیں ہرگز نہ بٹھاتا۔ ہم نے اپنی زندگی حاجت مندوں کی مرادیں پوری کرنے کے لئے وقف کی ہوئی ہے۔ (کشف المحجوب ص ۱۰۶)

بردباری:

حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ بڑے بردبار اور حلیم الطبع تھے۔ لونڈی آپ کو نماز کے لئے وضو کرا رہی تھی اتفاقاً لونڈی کے ہاتھ سے لوٹا گر پڑا جس سے آپ کا چہرہ زخمی ہو گیا تو آپ نے غصہ سے لونڈی کی طرف دیکھا۔ لونڈی نے پڑھا:

وَالْكَاظِمِيْنَ الْغَيْظَ "یعنی مومن غصہ پی جانے والے ہوتے ہیں۔"

یہ سن کر امام حسین رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

كَظَمْتُ غَيْظِيْ "میں نے غصہ پی لیا۔"

لونڈی نے پھر پڑھا:

وَالْعَافِیْنَ عَنِ النَّاسِ ۔ ''مومن لوگوں کو معاف کرنے والے ہوتے ہیں۔''

آپ نے فرمایا جاؤ میں نے تمہیں معاف کر دیا۔ لونڈی نے آیت کا آخری

حصہ پڑھا:

وَاللّٰہُ یُحِبُّ الْمُحْسِنِیْنَ ط ''احسان کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ پسند کرتا ہے۔''

آپ رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا جا میں نے تجھے آزاد کر دیا۔

(در منثور ج ۲ ص ۷۳)

اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا ہے اللہ تعالیٰ ہمیں اہل بیت کی سچی محبت عطا فرمائے۔ ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

وَ اٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ



حدیث شریف

عَنْ عَبْدِاللّٰہِ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لَیْسَ مِنَّا مَنْ شَقَّ الْجُیُوْبَ وَضَرَبَ الْخُدُوْدَ وَدَعَا بِدَعْوَۃِ الْجَاھِلِیَّۃِ

(ترمذی شریف ج ۱، ابواب الجنائز)

حضرت عبداللہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ہم میں سے نہیں وہ شخص کہ پھاڑے گریبان اور پیٹے رخسار اور پکارے کافروں کی طرح پکارنا۔ یعنی ناشکری کی باتیں کریں مصیبت کے وقت۔



دوسرا خطبہ

﴿صبر اور شہادت﴾

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ ط اَمَّا بَعْدُ!
فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ...... بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ...... يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ ط اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ ﴿۰﴾ وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ يُّقْتَلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ ط بَلْ اَحْيَآءٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ ﴿۰﴾

(پ۲ ع۳ سورۃ البقرہ آیت ۱۵۳ تا ۱۵۴)

اٰمَنْتُ بِاللّٰهِ صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ وَ بَلَّغَنَا رَسُوْلُهُ النَّبِيُّ الْكَرِيْمُ الْاَمِيْنُ وَ نَحْنُ عَلٰى ذٰلِكَ مِنَ الشَّاهِدِيْنَ وَ الشّٰكِرِيْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ...... اِنَّ اللّٰهَ وَ مَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ ...... يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَ سَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا......

تمام حضرات محبت کے ساتھ درود پاک پڑھیں۔

اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ
وَعَلٰى اٰلِكَ وَاَصْحَابِكَ يَا حَبِيْبَ اللّٰهِ

میرے محترم بزرگو اور معزز دوستو! قرآن کریم کی جو آیتیں آپ کے سامنے تلاوت کی گئی ہیں ان کا ترجمہ یہ ہے:

یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اسْتَعِیْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ ۝ وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ یُّقْتَلُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ ؕ بَلْ اَحْیَآءٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ ۝

"اے ایمان والو صبر اور نماز کے ساتھ مدد چاہو۔ بے شک اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے اور جو خدا کی راہ میں مارے جائیں انہیں مردہ مت کہو بلکہ وہ زندہ ہیں۔ ہاں تمہیں خبر نہیں۔"

محرم الحرام سے اسلامی سال شروع ہوتا ہے۔ محرم الحرام میں شہیدوں کا ذکر ہوتا ہے۔ ان کی عظمت، شان اور فضیلت بیان ہوتی ہے۔ ان کے عظیم کارنامے بیان ہوتے ہیں۔ ان کی قربانیوں کا ذکر ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے خود شہیدوں کی شان کو قرآن کریم میں بیان فرمایا ہے۔

یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا ......"اے ایمان والو"! جب بھی تم کسی

مصیبت میں

رنج میں

پریشانی میں

کسی بھی آزمائش میں

مبتلا ہو جاؤ۔ اسْتَعِیْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ ؕ۔ "مدد چاہو صبر اور نماز کے ساتھ"...... اسْتَعِیْنُوْا سے ثابت ہوتا ہے صبر کرنے والوں اور نماز پڑھنے والوں کی

مدد اللہ تعالیٰ خود فرماتا ہے۔ صبر کرنا نماز پڑھنا مومن کی پہچان ہے۔

اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الصّٰبِرِیْن "بیشک اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کیساتھ ہے"

اس سے معلوم ہوتا ہے صبر کرنے والوں کے ساتھ کوئی اور ہو یا نہ ہو خدا یقیناً صبر کرنے والوں کے ساتھ ہوتا ہے۔ اس آیت میں صبر کا دو مرتبہ ذکر ہے۔ نماز کا ایک مرتبہ ذکر ہے۔

معلوم ہوتا ہے صبر نماز سے ڈبل چاہئے یعنی نماز کا وضو بھی صبر ہے۔ نماز کی دعا بھی صبر ہے۔ نماز کی ابتداء بھی صبر ہے۔ نماز کی انتہا بھی صبر ہے۔ بے صبری کی نماز، روزہ، حج، جہاد قبول نہیں۔ بے صبرے کی کوئی عبادت قبول نہیں۔ صبر کرنے والوں کے ٹوٹے ہوئے سجدے بھی قبول ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

اِنَّمَا یُوَفَّی الصّٰبِرُوْنَ اَجْرَھُمْ بِغَیْرِ حِسَابٍ ۝

(پ ۲۳ ع ۱۶ سورۃ الزمر آیت ۱۰)

"بے شک صبر کرنے والوں کو بے حساب اجر دیا جائے گا۔"

حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

صبر کا ایمان کے ساتھ ایسا ہی تعلق ہے جس طرح سر کا بدن کے ساتھ۔ اگر ہاتھ کٹ جائے انسان زندہ رہ سکتا ہے۔ پیر کٹ جائے انسان زندہ رہ سکتا ہے۔ ہونٹ کٹ جائے انسان زندہ رہ سکتا ہے لیکن اگر سر کٹ جائے تو انسان ختم ہو جاتا ہے۔

صبر ختم ہو جائے تو ایمان ختم ہو جاتا ہے۔ اہل بیت نے صبر کیا ہے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے صبر کیا ہے۔ صحابیات رضی اللہ عنہن نے صبر کیا ہے۔ ہر نبی نے صبر کیا ہے۔ ہر

ولی نے صبر کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے محبوب اور مقبول بندے صبر کرتے ہیں۔ صبر کا مرتبہ بے حد بلند و بالا ہے۔

جنگِ اُحد میں صحابیہ کا صبر:

جنگ اُحد کے موقع پر ایک صحابیہ رضی اللہ عنہا کا شوہر شہید ہو گیا۔ باپ بھی شہید ہو گیا اور اس کا بھائی بھی شہید ہو گیا۔ اس جنگ میں شیطان نے افواہ پھیلا دی تھی کہ حضور ﷺ شہید ہو گئے ہیں۔ صحابیہ نے صبر کیا بے صبری کا مظاہرہ نہیں کیا اور کہا بتاؤ حضور ﷺ کا کیا حال ہے۔ اگر کسی نے حج کیا راستے میں تکلیف ہوئی اور بے صبری کا مظاہرہ کیا تو ایسے حج کی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے مجھے کوئی ضرورت نہیں۔ نماز پڑھتا ہے لیکن صبر نہیں کرتا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے مجھے ایسی نماز کی کوئی ضرورت نہیں۔ صبر کرنا پیغمبر کی شان ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام تین سو سال تک روتے رہے۔ آنکھوں سے آنسوؤں کے چشمے جاری رہے۔ سرکار مدینہ ارشاد فرماتے ہیں۔ اگر دکھ کا اثر دل پر ہوا اور آنکھوں سے خود بخود آنسو جاری ہو گئے تو باعث رحمت ہے اور اگر کسی نے رنج اور غم کا اظہار ہاتھ اور زبان سے کیا تو باعث لعنت ہے۔ پیٹنا، بالوں کو نوچنا، زبان سے واویلا کرنا گریبان کو چاک کرنا، یہ ناجائز ہے۔ بے صبری کی نشانیاں ہیں۔ آنکھوں سے آنسو بہانا جائز اور باعث رحمت ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ يُّقْتَلُ فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ ؕ بَلْ اَحْيَآءٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ .

"جو اللہ تعالیٰ کے راستے میں قتل کئے جائیں تم انہیں مردہ مت کہو بلکہ وہ زندہ ہیں لیکن تمہیں انکی زندگی کا شعور نہیں۔"

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں دوسری جگہ ارشاد فرماتا ہے:

وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا ؕ بَلْ اَحْيَاۗءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ ۝ (پ۴ ع۸ سورۃ آل عمران آیت ۱۶۹)

"جو اللہ تعالیٰ کے راستے میں قتل کر دیئے گئے ان کے متعلق گمان بھی مت کرو کہ وہ مردہ ہیں بلکہ وہ زندہ ہیں اپنے رب کے پاس رزق دیئے جاتے ہیں۔"

قرآن کریم کی ان آیات کی روشنی میں معلوم ہوا شہیدوں کو مردہ کہنے پر بھی پابندی ہے اور مردہ سمجھنے پر بھی پابندی ہے شہید تو زندہ ہیں۔ شہید کھاتے پیتے ہیں۔ شہید نبی کے غلام کو کہتے ہیں جس کے غلام زندہ ہیں آقا کس شان سے زندہ ہوں گے۔ اہلسنّت کے عقیدے کی صداقت ہے۔ ہمارے عقیدے میں شہید بھی زندہ ہیں۔ نبی بھی زندہ ہیں اور نبیوں کے صدقے ولی بھی زندہ ہیں۔

آب حیات پینے والے کو دنیا زندہ مانتی ہے اور جو شہادت کا جام نوش کرتا ہے، اللہ تعالیٰ خود فرماتا ہے وہ زندہ ہے۔ کیا معنی شہیدوں کا ذکر زندوں کی طرح کرو۔ شہیدوں کا ذکر مُردوں کی طرح مت کرو۔ شہیدوں کا ذکر اس انداز سے کرو کہ قوم کا بچہ بچہ شہادت کے لئے تیار ہو جائے بعض لوگ شہیدوں کا ذکر پیٹ کر واویلا کر کے مناتے ہیں۔

لیکن اہلسنّت و جماعت شہیدوں کا ذکر صبر کے ساتھ مناتے ہیں۔ ایصالِ ثواب کر کے مناتے ہیں، حدیث شریف میں آتا ہے:

مَنْ ضَرَبَ الْخُدُوْدَ وَشَقَّ الْجُيُوْبَ وَدَعَا بِدَعْوَ الْجَاهِلِيَّةِ فَلَيْسَ مِنَّا ۔

''جس نے رنج وغم کا اظہار اپنے رخساروں کو پیٹ کر کیا اپنے گریبان کو چاک کر کے کیا، اس کا ہمارے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے۔''

حضرت حارثہ رضی اللہ عنہ کی شہادت:

آؤ دیکھتے ہیں پہلے شہیدوں کی یاد کس طرح منائی جاتی تھی۔ حضرت حارثہ رضی اللہ عنہ عمر چودہ سال ہے۔ ماں کے اکلوتے بیٹے ہیں۔ باپ فوت ہو چکا ہے۔ حضرت حارثہ رضی اللہ عنہ میدان بدر میں شہید ہو گئے۔ حضرت حارثہ رضی اللہ عنہ کی بوڑھی ماں کو خبر ملی کہ تمہارا بیٹا شہید ہو گیا ہے بوڑھی ماں جس کے دل میں بیٹے کی بے پناہ محبت ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فتح بدر کے بعد جب مدینہ منورہ میں رونق افروز ہوئے تو شہید کی ماں سرکار مدینہ کی بارگاہ میں حاضر ہوئی۔ عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شہید ہونے کے بعد میرے بیٹے نے کون سا مقام حاصل کیا ہے۔ معلوم ہوتا ہے صحابیہ کا عقیدہ ہے اور کسی کو پتہ ہو نہ ہو میری سرکار کو پتہ ہے۔ شہید کی ماں اپنے جذبات کا اظہار حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کر رہی ہے۔ عرض کی آقا شہید ہونے کے بعد،

اِنْ کَانَ فِی الْجَنَّةِ فَصَبَرْتُ عَلَیْهِ وَاِنْ کَانَ غَیْرَ ذٰلِكَ فَاجْتَهَدْتُ عَلَیْهِ بِالْبُکَاءِ ۔

''اگر میرا بیٹا جنت میں پہنچا ہے تو میں صبر کرتی ہوں اگر شہید ہونے کے باوجود میرا بیٹا جنت میں نہیں پہنچا پھر میں کوشش کے ساتھ اس پر واویلا کرتی ہوں پیٹتی ہوں چیختی ہوں۔''

صحابیہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی حضور اگر میرا بیٹا جنت میں پہنچا ہے۔ تو میں صبر کرتی ہوں اور اگر شہید ہونے کے باوجود جنت میں نہیں پہنچا تو میں پوری کوشش کے ساتھ

اس پر ماتم کرتی ہوں۔ ہم تو قسم اٹھا کر کہہ سکتے ہیں کہ کربلا کے شہید نہ صرف جنت میں پہنچے ہیں۔ بلکہ جنگ کے مالک ہیں۔

حضور ﷺ ارشاد فرماتے ہیں۔

اِنَّ الْحَسَنَ وَالْحُسَیْنَ سَیِّدَا شُبَابِ اَھلِ الْجَنَّۃِ ۔

''حسن اور حسین جنت کے جوانوں کے سردار ہیں۔''

جن کے نواسے جنت کے سردار ہیں نانا جان کا مقام کیا ہوگا۔

حضور ﷺ فرماتے ہیں: یہ میرے دونوں شہزادے جنت کے پھول ہیں حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ اور امام حسین رضی اللہ عنہ جب یہ دونوں شہزادے حضور ﷺ کی بارگاہ میں آتے ہیں تو حضور ﷺ اس طرح انہیں سونگھتے ہیں جس طرح پھول کو سونگھا جاتا ہے۔

حضور ﷺ فرماتے ہیں مجھے ان شہزادوں سے جنت کی خوشبو آتی ہے۔

اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں:

کیا بات رضا اس چمنستان کرم کی

زہرہ ہے کلی جس میں حسین اور حسن پھول

باغ کے پھول اور جنت کے پھولوں میں فرق ہے۔ باغ کا پھول ٹہنی سے کاٹ لیا جائے تو سوکھ جاتا ہے۔ خوشبو ختم ہو جاتی ہے۔ لیکن یہ جنت کے پھول وہ ہیں۔ کٹ جانے کے باوجود اُن کی خوشبو قیامت تک آتی رہے گی۔

ہاں تو میں عرض کر رہا تھا جب شہید کی ماں نے پوچھا کہ آقا میرا بیٹا جنت میں پہنچا ہے کہ نہیں۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا اُمِ حارثہ! عرض کی لبیک فرمایا شہادت نقد سودا ہے۔ سب کے فیصلے کل قیامت کو ہوں گے لیکن شہید کے لئے نہ ادھار ہے نہ انتظار ہے۔

۱۰ إِنَّ ابْنَكِ أَصَابَ الْفِرْدَوْسَ الْأَعْلٰى ۔

''تیرا بیٹا فردوس اعلیٰ میں پہنچ چکا ہے۔''

اس حدیث شریف میں حضور ﷺ کے علم غیب کا بھی اعلان ہو رہا ہے اور شہید کی عظمت کا بھی اعلان ہو رہا ہے۔ شہید کی ماں نے عرض کی میں آپ سے وعدہ کرتی ہوں زندگی کے ہر موڑ پر صبر کروں گی۔ آج جو شہیدوں کا ذکر بے صبری سے کرتے ہیں پیٹتے ہیں، چیختے ہیں وہ سمجھتے ہوں گے۔ شہیدوں کو بڑا درد ہوا ہوگا بڑی تکلیف ہوتی ہوگی۔

حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کی شہادت:

جنگ اُحد میں حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کو شہید ہوتے ہوئے حضور ﷺ نے خود دیکھا حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کا بال بال زخمی ہے۔ ہڈیاں ٹوٹ چکی ہیں۔ گوشت کا قیمہ ہو چکا ہے۔ حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کا مُثلہ کیا جا چکا ہے۔ جتنی حضور ﷺ کو امیر حمزہ رضی اللہ عنہ سے محبت ہے کسی اور کو نہیں ہو سکتی۔ اگر پیٹنا جائز ہوتا چیخنا جائز ہوتا گریبان چاک کرنا جائز ہوتا تو زمین و آسمان میں شور برپا ہو جاتا شہید کے جسم پر جو زخم ہے وہ جنت کا پھول ہے شہید کے خون کا ہر قطرہ آبِ کوثر سے افضل ہے۔

حضور ﷺ فرماتے ہیں شہید جب اعلائے کلمۃ الحق کی خاطر خدا اور مصطفیٰ کی رضا کی خاطر، جب باطل کی چٹانوں سے ٹکراتا ہے زخموں کے پھولوں سے اپنے جسم کو سجاتا ہے۔ زخموں کے باوجود جگر پاش پاش ہونے کے باوجود شہید کو اتنا درد بھی نہیں ہوتا جتنا کہ چیونٹی کے کاٹنے کا۔

حدیث شریف میں آتا ہے حضور ﷺ فرماتے ہیں شہید جب جام شہادت نوش کرتا ہے تو جام شہادت نوش کرتے ہی جنتوں میں پہنچ جاتا ہے۔ شہید اللہ تعالیٰ

سے ہم کلام ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ شہید کو فرماتا ہے شہید تو نے میری خاطر اپنی جان کا نذرانہ پیش کیا ہے۔ اب تجھے اختیار ہے۔ تو جو بھی نعمت پسند کرے گا تجھے عطا کر دی جائے گی۔ شہید اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کرتا ہے۔ یا اللہ! میں نے جنت اور جنت کی ساری نعمتوں کو دیکھا ہے لیکن جو لذت تیرے نام پر سر کٹانے میں آئی ہے وہ کسی اور چیز میں نہیں۔ شہید عرض کرتا ہے یا اللہ! تیری بارگاہ میں عرض ہے مجھے پھر دنیا میں بھیج دے، تاکہ تیرے نام پر بار بار گردن کٹاتا رہوں۔ ہمارا عقیدہ وہی ہے جو سرکار ﷺ کا فرمان ہے۔

حُسنِ یوسف علیہ السلام اور مصر کی شہزادیاں:

ایک بزرگ سے کسی نے پوچھا کہ حدیث شریف میں موجود ہے شہید کو درد نہیں ہوتا بابا جی ہمیں سمجھائیں کہ واقعی شہید کو درد نہیں ہوتا تو اس اللہ تعالیٰ کے ولی نے سمجھایا جب مصر کی شہزادیاں حضرت زلیخا کو حضرت یوسف کا طعنہ دے رہی تھیں حضرت زلیخا طعنے سن رہی ہیں۔ شہزادیاں حضرت زلیخا کو دیوانہ کہہ رہی ہیں مجنوں کہہ رہی ہیں۔ زلیخا کا ایک ہی جواب ہے مصر کی شہزادیو! تم نے یوسف کو دیکھا ہی نہیں زلیخا حضرت یوسف علیہ السلام سے آ کر منت وسماجت کرتی ہیں۔ مہربانی فرمائیں تشریف لائیں تاکہ شہزادیوں کے طعنے ختم ہو جائیں۔ زلیخا اسرار کر رہی تھیں۔ حضرت یوسف علیہ السلام انکار کر رہے تھے آخر کار یوسف علیہ السلام نے درخواست قبول کر لی۔ زلیخا نے ان وزیروں گورنروں امیر ترین گھروں کی شہزادیوں کو دعوت پر بلایا بہترین قالین بچھائے گئے۔ شاہانہ کھانا عمدہ پھل رکھ دیئے گئے اور ساتھ چھریاں رکھ دی گئیں۔ زلیخا نے سوچا جب شہزادیوں نے یوسف کے حسن کو دیکھا انکار نہ کر بیٹھیں کہ ہم نے تو خواب دیکھا ہے۔ نشانی لگ جائے۔ شہزادیاں دسترخواں پر اپنی اپنی جگہ بیٹھ گئیں۔ حضرت یوسف علیہ السلام

پیغمبرانہ انداز سے تشریف لائے۔ جب مصر کی حسین شہزادیوں کی نگاہیں حضرت یوسف علیہ السلام کے حسن و جمال پر پڑیں ادھر سے پھل کاٹ رہیں تھیں۔ پھل کٹ کر زمین پر گر گئے۔ چھری چل رہی ہے۔ سامنے انگلی آئی کٹ گئی۔ دوسری انگلی آئی کٹ گئی۔ تیسری انگلی آئی کٹ گئی۔ ایک ایک کر کے ساری انگلیاں کٹ گئیں۔ جس جس کی نظر حسن یوسف علیہ السلام پر پڑی ان تمام شہزادیوں نے اپنے اپنے ہاتھوں کو کاٹ لیا۔

نزاکت مآب شہزادیاں آج حسن یوسف علیہ السلام کو دیکھ کر اپنے ہاتھوں کو کاٹ رہی ہیں۔ خون بہہ رہا ہے۔ قیمتی لباس خراب ہو رہا ہے۔ شہزادیوں کو نہ انگلیوں کا درد نہ لباس کی فکر۔ چھریوں سے ہاتھوں کو کاٹ رہی ہیں۔ نگاہیں جمال یوسف علیہ السلام کا نظارہ کر رہی ہیں اور زبانیں حسن یوسف علیہ السلام کے خطبے پڑھ رہی ہیں۔ ہاتھ کٹ جانے کے باوجود کوئی چیخ و پکار نہیں۔ بلکہ حسن یوسف علیہ السلام کو دیکھ کر کہہ رہی ہیں:

وَقُلْنَ حَاشَ لِلّٰهِ مَا هٰذَا بَشَرًا ؕ اِنْ هٰذَاۤ اِلَّا مَلَكٌ كَرِيْمٌ ؕ

''اے زلیخا! تو تو کہتی تھی یہ بشر ہے یہ تو کوئی بزرگ فرشتہ ہے''

جب زلیخا نے شہزادیوں کی یہ حالت دیکھی تو فرمایا مصر کی شہزادیو! مجھے طعنہ دینے والیوں یہی وہ ہستی ہے جن کی وجہ سے تم مجھے ملامت کرتی تھیں کہ عزیز مصر کی بیوی غلام پر فدا ہو گئی ہے۔ آج ان کے حسن کو دیکھ کر تم نے انگلیاں کاٹ لیں ہیں۔ تمہیں احساس تک نہیں ہوا۔ تم نے تو انگلیاں کاٹی ہیں۔ میرا تو دل ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا ہے۔ مصر کی شہزادیوں نے اپنے ہاتھوں کو کاٹ لیا مگر درد نہیں ہوا۔ دیدار حسن یوسف علیہ السلام غالب آ گیا۔ حضور ﷺ کا حسن تو حسن یوسف پر غالب ہے۔ شہید جب جہاد میں حق و باطل کے معرکے میں اپنی جان کا نذرانہ پیش کرتے ہیں تو اس کے خون شہادت کا پہلا قطرہ زمین پر بعد میں گرتا ہے۔ دیدار مصطفیٰ ﷺ پہلے ہوتا ہے۔

شہید کی پہلی نگاہ جمال خدا پر پڑتی ہے
اور دوسری نگاہ حُسنِ مصطفیٰ پر پڑتی ہے

جنہیں یہ زیارتیں ہو جائیں انہیں درد کیسے ہو سکتا ہے۔ اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں۔

حسن یوسف پہ کٹیں مصر میں انگشت زناں
سر کٹاتے ہیں تیرے نام پہ مردان عرب

حسن یوسف کو دیکھ کر مصر کی عورتوں نے اپنی انگلیوں کو کاٹا ہے اور حُسنِ مصطفیٰ ﷺ کو دیکھ کر عرب کے مردوں نے اپنی گردنوں کو کٹوایا ہے چودہ سو سال گزر جانے کے باوجود حضور ﷺ کے نام پر گردنیں کٹانے والے لاکھوں کی تعداد میں موجود ہیں۔ اگر یقین نہیں آتا تو حضور ﷺ کے جانثار صحابی حضرت خبیب رضی اللہ عنہ سے پوچھ لیں۔ غازی علم الدین شہید رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھ لیں۔

غازی علم الدین شہید رحمۃ اللہ علیہ کا جذبہ شہادت:

غازی نے سرکار مدینہ کے گستاخ کو قتل کیا تو آپ کو سزائے موت دی گئی۔ غازی علم الدین شہید سزائے موت کی کوٹھڑی میں بند تھے۔ قائداعظم محمد علی جناح رحمۃ اللہ علیہ، علامہ محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ اور سر شفیع سب علم الدین شہید رحمۃ اللہ علیہ کے پاس گئے۔ دیکھا کہ غازی علم الدین شہید کے چہرے پر خوشیاں ہیں۔ رونقیں ہیں۔ علم الدین شہید جس کوٹھڑی میں تھے وہاں سے جنت کی خوشبو آتی تھی۔ قائداعظم نے کہا علم الدین تمہارا کون سا گواہ ہے۔ تم صرف اتنا کہہ دو پتہ نہیں کس نے قتل کیا ہے۔ پھانسی کا پھندا لٹکنے کے باوجود ہم تمہیں بچا لیں گے۔ علم الدین بجائے اس کے کہ خوش ہوتا اس کے چہرے پر جلال آ گیا۔ فرمایا محمد علی تم یہ بات کسے کہہ رہے ہو۔ مجھے تو سرکار مدینہ کی

زیارت ہو رہی ہے۔ وہ دیکھو سامنے حضور جلوہ افروز ہیں۔ محمد علی تم کہتے ہو موت سے بچالیں گے۔ مجھے تو موت میں زندگی نظر آرہی ہے۔ جب غازی علم الدین شہید کا یہ جذبہ ہے تو سید الشہداء امام حسین رضی اللہ عنہ کا جذبہ کیا ہوگا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے جذبۂ شہادت کا کون اندازہ کرسکتا ہے۔

شہید کے خون شہادت کا قطرہ زمین پر بعد میں گرتا ہے اسے جنت کا داخلہ پہلے مل جاتا ہے۔

شہادت ہے مطلوب و مقصود مومن
نہ مالِ غنیمت نہ کشور کشائی

حضرت حبیب بن زید رضی اللہ عنہ کا جذبہ شہادت:

حضور ﷺ کے زمانہ میں ایک شخص مسیلمہ نامی نے اپنی نبوت کا دعویٰ کیا اور اس جھوٹے نے اپنے وطن یمامہ سے ایک خط حضور ﷺ کے نام لکھا جس کا مضمون یہ تھا:

مِنْ مُسَیْلَمَۃَ رَسُوْلِ اللّٰہِ اِلیٰ مُحَمَّدٍ رَّسُوْلِ اللّٰہِ اَمَّا بَعْدُ فِاِنَّ لَنَا نِصفَ الاَرْضِ وَالقِرِیش نِصفًا ۔ وَلٰکِنَّ القُرِیْش لَا یَنْصِفُوْنَ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ ۔

”خدا کے رسول مسیلمہ کی طرف سے خدا کے رسول محمد ﷺ کی طرف واضح ہو کے آدھی زمین ہماری ہے اور آدھی قریش کی لیکن قریش انصاف نہیں کرتے اور سلام ہو آپ پر۔“

حضور ﷺ نے فوراً اس خط کا جواب یہ لکھوایا کہ۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۔مِنْ مُحَمَّدٍ النَّبِیُّ اِلٰی

مُسَیْلَمَۃِ الکذّاب اَمّا بعد فِاَنَّ الارَضَ لِلّٰہِ یُورِ ثُھَا مَنْ یَشَاءَ وَالعَاقِبَۃُ لِلمُتَّقِینَ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنِ تَبَعَ الھُدٰی

"اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔ محمد خدا کے نبی کی طرف سے بہت بڑے جھوٹے مسیلمہ کی طرف، واضح ہو کہ زمین خدا کی ہے وہ اپنے بندوں میں جسے چاہتا ہے وارث بناتا ہے اور انجام نیک لوگوں کے لئے ہے۔ سلام ہو اس پر جو سیدھی راہ پر چلے۔"

یہ مکتوب گرامی! حضور ﷺ نے حضرت حبیب بن زید رضی اللہ عنہ کو دے کر مسیلمہ کے پاس یمامہ بھیجا حضرت حبیب رضی اللہ عنہ یہ خط لے کر مسیلمہ کے دربار میں پہنچے اور حضور اکرم ﷺ کا خط پیش کیا مسیلمہ یہ خط پڑھ کر جل بھن گیا اور غصہ میں آ کر بولا:

اَتَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدً رَّسُوْلُ اللّٰہِ ط

"کیا تم اس بات کی گواہی دیتے ہو کہ محمد اللہ کے رسول ہیں"۔

حضرت حبیب رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہاں! ہاں بے شک وہ اللہ تعالیٰ کے سچے رسول ہیں۔ مسیلمہ نے پھر پوچھا:

اَتَشْھَدُ اَنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ ط

"کیا تم اس بات کی گواہی دیتے ہو کہ میں بھی اللہ کا رسول ہوں"۔

حضرت حبیب رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

اِنِّیْ اَصَمُّ لَا اَسْمَعُ ۔

"میں اس کلام کے سننے سے بہرہ اور یہ گواہی دینے سے گونگا ہوں"

مسیلمہ نے غصہ میں آ کر پھر ایک دو بار پوچھا اور آپ نے ہر بار یہی جواب

دیا تو اس مردود نے حضرت حبیب رضی اللہ عنہ کے سر سے پاؤں تک کے تمام اعضا الگ الگ کر دیئے اور حضرت حبیب رضی اللہ عنہ شہید ہو گئے۔

(اصابہ فی تمیز الصحابہ ص ۳۲۸)

ہزار خون ہو لیکن زبان ہو دل کی رفیق
یہی رہا ہے ازل سے قلندروں کا طریق

حضرت خُبَیب رضی اللہ عنہ کی شہادت:

جفا جو عشق میں ہوتی ہے وہ جفا ہی نہیں
ستم نہ ہو تو محبت کا کچھ مزہ ہی نہیں

اسی طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی حضرت خُبَیب رضی اللہ عنہ مکہ میں گرفتار ہو گئے۔ مکہ کے مشرک حضرت خُبَیب رضی اللہ عنہ کو سولی چڑھانے لگے اس جرم میں کہ تم نے بت پرستی کو چھوڑ کر اسلام کو کیوں قبول کیا ہے۔ سولی کو گاڑ دیا گیا۔ مشرکوں نے کہا تمہارا آخری وقت ہے۔ چند لمحوں کے بعد تمہیں سولی پر چڑھا دیا جائے گا۔ کوئی آخری آرزو ہے تو بیان کرو۔ حضرت خُبَیب رضی اللہ عنہ نے فرمایا میری آخری آرزو یہ ہے کہ مجھے دو رکعتیں نماز پڑھ لینے دو۔ مسلمان موت کی آغوش میں چلا جائے نماز پھر بھی نہیں چھوڑتا۔ دوسری آرزو یہ ہے کہ جب مجھے سولی پر چڑھایا جائے تو میرا چہرہ بیت اللہ شریف کی طرف کر دیا جائے۔

کافروں نے کہا ہم پہلی وصیت پر عمل کریں گے۔ دوسری پر نہیں۔ خُبَیب رضی اللہ عنہ تم دو رکعتیں نماز ادا کر سکتے ہو۔ حضرت خُبَیب رضی اللہ عنہ سولی کے سائے میں کھڑے ہو کر بڑے خشوع اور خضوع کے ساتھ نماز ادا کر رہے ہیں۔

ایک سجدہ تو گراں سمجھتا ہے جسے
ہزار سجدوں سے دیتا ہے آدمی کو نجات

نہ مسجد میں نہ بیت اللہ کی دیواروں کے سائے میں
نماز عشق ادا ہوتی ہے تلواروں کے سائے میں

حضرت خُبَیب رضی اللہ عنہ نے مختصر نماز پڑھی۔ کافروں نے کہا ہم نے دیکھا ہے قید خانے میں تم بڑی لمبی نماز پڑھتے تھے لیکن آج نماز مختصر پڑھی ہے آپ نے فرمایا میرا جی تو چاہتا تھا کہ یہ زندگی کی آخری نماز ہے اسے لمبا کروں لیکن میں نے اس لئے مختصر کردی تم یہ نہ کہو نبی کا غلام موت سے ڈر گیا ہے۔

شہادت سے ڈرا سکتا نہیں تو مرد مومن کو
کہ مومن ڈھونڈنے آتا ہے دنیا میں اسی دن کو

شہادت میں موت نہیں حیات ہے۔ سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں جذبہ شہادت پیدا کر دیا تھا۔ اس لئے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا کرتے تھے یا اللہ ہمیں اپنے راستے میں شہادت عطا فرما۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر غلام کی آرزو ہے وہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں شہید ہو جائے۔

شہید اس دار فانی میں ہمیں ہمیشہ زندہ رہتے ہیں
اور زمانے میں چاند تاروں کی طرح تابندہ رہتے ہیں

امیر المومنین خلیفۃ المسلمین حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ خود ہر نماز کے بعد اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا کرتے تھے۔

اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنِیْ شَهَادَةً فِیْ سَبِیْلِكَ وَجْعَلْ مَوْتِیْ فِیْ بَلَدِ حَبِیْبِكَ .

"یا اللہ! مجھے اپنے راستے میں شہادت عطا فرما اور مجھے اپنے حبیب کے شہر میں موت عطا فرما۔"

اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں آپ کی دعا قبول ہوئی۔ ابو لؤلؤ فیروز مجوسی غلام نے

آپ پر حملہ کیا آپ شہید ہوئے اور مدینہ منورہ میں شہید ہوئے اور مسجد نبوی میں مصلیٰ امامت پر نماز پڑھاتے ہوئے شہید ہوئے۔ شہادت ایک نعمت ہے۔

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کا جذبہ شہادت:

حضور ﷺ کے عظیم صحابی سیف من سیوف اللہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ آپ پر حضور ﷺ کی نگاہ پڑی تو اللہ تعالیٰ کی تلواروں میں سے ایک تلوار بن گئے۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے کئی جنگوں میں حصہ لیا۔ اسلام کے ایک عظیم جرنیل تھے۔ ایک عظیم فاتح تھے۔ جب آپ کی موت کا وقت آیا تو بستر علالت پر رونق افروز ہیں۔ امیر المومنین خلیفۃ المسلمین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ عیادت کے لئے تشریف لائے۔ دیکھا تو حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہیں۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے جب خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو روتے ہوئے دیکھا تو فرمایا تم اللہ تعالیٰ کے شیر ہو کر موت سے ڈر گئے ہو۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے کہا: اے امیر المومنین میں موت سے ڈر کر نہیں رو رہا میں تو اس لئے رو رہا ہوں کہ ساری زندگی شہادت کے لئے لڑتا رہا ہمیشہ تڑپتا رہا کہ مجھے شہادت نصیب ہو۔ جب موت آئی ہے تو بستر پر آئی ہے۔ میں تو اس لئے رو رہا ہوں کہ مجھے شہادت نصیب نہیں ہوئی۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا آپ کو غمگین ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ آپ کی یہ موت ہی شہادت ہے۔ اس لئے کہ آپ شہادت کے لئے لڑتے رہے ہیں اور آپ میدان جنگ میں کسی کافر کی تلوار سے اس لئے قتل نہیں ہوئے کہ آپ تو اللہ تعالیٰ کی تلوار ہیں اور اللہ تعالیٰ کی تلوار کو کسی کی تلوار کیسے توڑ سکتی ہے۔

شہادت ہے مطلوب و مقصود مومن
نہ مالِ غنیمت نہ کشور کشائی

حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ کا جذبہ شہادت:

حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پیارے صحابی تھے۔ خوبصورت نوجوان اور ماں باپ کے اکلوتے بیٹے تھے ان کی شادی ہوگئی۔ شادی کی پہلی رات تھی۔ گھر میں تھے۔ کمرے میں آرام کر رہے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے منادی ہوگئی کفار، مدینہ منورہ پر حملہ کرنے والے ہیں ان کے مقابلے کے لئے میدان جہاد میں چلو۔ مکان میں اپنی بیوی کے پاس ہیں۔ یہ آواز سن کر فوراً باہر آئے اور لوگوں سے معلوم کیا۔ اسی حال میں اُحد پہاڑ کی طرف روانہ ہوگئے۔ جب وہاں پہنچے معرکہ کارزار گرم تھا۔ یہ نوجوان صحابی حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ

اپنی بیوی کی

گھر کی

شب زفاف کی

شب عروسی کی

پروا کئے بغیر میدان کارزار میں کود پڑے۔ لڑائی شروع کر دی۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے جب حنظلہ رضی اللہ عنہ کو دیکھا لڑتے ہوئے تو پہچان لیا۔ حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ ڈٹ کر لڑے یہاں تک کہ شہید ہوگئے۔ جب لاشوں کو جمع کیا گیا تو حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ کی لاش نہیں مل رہی تھی۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں عرض کی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آسمان کی طرف دیکھا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ملاحظہ فرمایا کہ حنظلہ رضی اللہ عنہ کی لاش کو فرشتے اوپر لے جا کر ایک نورانی تختے پر لٹا کر آبِ رحمت سے غسل دے رہے ہیں۔ اسی دن سے آپ کا لقب غسیل الملائکہ مشہور ہوگیا۔ (مواہب لدنیہ ج ۱)

کیونکہ اعلان جہاد سن کر آپ کو غسل کرنا یاد نہ رہا اس لئے فرشتوں نے غسل دیا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جذبہ شہادت پیدا کر دیا تھا وہ ہر وقت شہادت

کے لئے تیار رہتے تھے اور شہادت کو اپنے لئے سعادت سمجھتے تھے۔

حضرت معاذ رضی اللہ عنہ اور حضرت معوذ رضی اللہ عنہ کا جذبہ شہادت:

مسلمان اس وقت تک زندہ ہے جب تک اس میں جذبہ شہادت موجود ہے جب جذبہ شہادت ختم ہو گیا مسلمان مٹ جائے گا۔

آ تجھ کو بتاؤں تقدیر امم کیا ہے
شمشیر و سنا اول طاؤس و رباب آخر

سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم جنگ بدر کے لئے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو تیار کر رہے ہیں۔ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ اور حضرت معوذ رضی اللہ عنہ دونوں بھائی آ گئے عرض کی جب ہم گھر گئے تو ہماری ماں رو رہی تھی ہم نے پوچھا رونے کی وجہ کیا ہے۔

ہماری ماں نے جواب دیا اگر آج میرا خاوند زندہ ہوتا میں اسے جہاد کے لئے بھیجتی، اگر میرا بھائی زندہ ہوتا اسے جہاد کے لئے بھیجتی، بیٹا میں تم سے تب خوش ہوں گی کہ تم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں پر جا کر قربان ہو جاؤ ماں کا جذبہ کتنا پاک ہے۔ اگر کوئی پاکستانی ماں ہوتی کہتی ابھی تمہاری عمر فلمیں دیکھنے کی ہے جہاد کی کیا ضرورت ہے۔ ان ماؤں اور ان ماؤں میں صرف اتنا فرق ہے یہ سینما کا ٹکٹ لے کر دیتی ہیں وہ جنت کا ٹکٹ لے کر دیتی تھیں۔

آ تجھ کو بتاؤں تقدیر امم کیا ہے
شمشیر و سنا اول طاؤس و رباب آخر

حضرت معاذ رضی اللہ عنہ اور حضرت معوذ رضی اللہ عنہ دونوں نے عرض کی۔ ہم ماں کے رونے کو برداشت نہیں کر سکتے حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں بھی میدان جہاد میں جانے کی اجازت دیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑے بھائی کو اجازت دے دی چھوٹے کے سر پر دست شفقت

پھیرا اور فرمایا تم چھوٹے ہو۔

جب چھوٹے نے دیکھا کہ بڑے بھائی کو اجازت مل گئی ہے تو وہ رونے لگ گیا بے قرار ہو گیا۔

شہادت سے ڈرا سکتا نہیں تو مرد مومن کو

کہ مومن ڈھونڈنے آتا ہے دنیا میں اسی دن کو

حضور ﷺ میں بڑے بھائی سے زیادہ طاقت ور ہوں اگر دیکھنا چاہیں تو کشتی کروا کر دیکھ لیں حضور ﷺ نے بات سنی تو تبسم فرمایا ارشاد فرمایا دونوں کشتی کرو حضور منصف ہیں فیصلہ حضور ﷺ نے کرنا ہے۔

معاذ اور معوذ کشتی کر رہے ہیں زور آزمائی کر رہے ہیں۔ یہ کشتی انعامی کپ حاصل کرنے کے لئے نہیں تھی یہ کشتی اس لئے تھی کہ حضور ﷺ کے قدموں پر قربان ہونے کا موقع مل جائے۔ جس کشتی کو دیکھنے والے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ہوں جس کشتی کو دیکھنے والے حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہوں جس کشتی کو دیکھنے والے حضرت علی رضی اللہ عنہ ہوں جس کشتی کو دیکھنے والے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ ہوں۔ فیصلہ حضور ﷺ نے کرنا ہو اس کی شان کا کون اندازہ کر سکتا ہے۔ چھوٹے بھائی نے بڑے بھائی سے کہا تیرے گرنے سے میری بات بنتی ہے۔ بڑے نے کہا میری بے عزتی ہے۔ چھوٹے نے کہا دونوں اکٹھے جنت میں جائیں گے، بڑا نیچے لیٹ گیا۔ چھوٹا سینے پر سوار ہو گیا۔

سرکار مدینہ ﷺ نے دیکھا تو مسکرائے فرمایا جاؤ تمہیں بھی اجازت ہے۔ قدرت نے کہا بچے چھوٹے ہیں لیکن کام ان سے بڑا لینا ہے کبھی ایسا بھی ہوتا ہے بچہ نشانے پر تیر چلائے۔

جب حضرت معاذ رضی اللہ عنہ اور حضرت معوذ رضی اللہ عنہ میدان بدر میں پہنچے دونوں نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے کہا چچا جان ابو جہل کہاں ہے؟ پوچھا تم کیا کہنا چاہتے ہو، کہنے لگے۔

قسم کھائی ہے کہ مر جائیں گے یا ماریں گے اس ناری کو
سنا ہے گالیاں دیتا ہے وہ محبوب باری کو

ابو جہل اپنی فوج کا کمانڈر انچیف ہے، لوہے میں غرق ہے، فوج کا دستہ اس کی حفاظت کر رہا ہے۔

حفاظت کر رہا ہے گرد اس کے فوج کا دستہ
یہ فوج کا دستہ کب تلک روکے گا عزرائیل کا رستہ

حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، میں نے اشارہ کیا کہتے ہیں میں حیران ہوں اشارہ پہلے کیا ہے کہ بچے پہلے پہنچے ہیں۔ دونوں نے ابو جہل پر حملہ کیا واصل جہنم کر دیا۔ ایک سپاہی نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کے بازو پر وار کیا بازو کٹ گیا، لیکن کچھ حصہ رہ گیا آپ نے سوچا یہ میرے کام میں حائل ہو رہا ہے پیر کے نیچے رکھ کر جھٹکا دیا اور بازو جدا کر دیا دوسرے ہاتھ میں تلوار لے کر جوانمردی کے وہ جوہر دکھائے کہ آسمان کے فرشتے بھی عش عش کر اٹھے۔ جذبہ شہادت سے مسلمان کا بچہ بچہ سرشار ہے۔ سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر عرض کی دشمن خدا کو ہم نے مار ڈالا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم دونوں میں سے کس نے اسے قتل کیا ہے؟ تو ہر ایک نے دعویٰ کیا میں نے اس ظالم کو قتل کیا ہے۔ آپ نے فرمایا تم نے اپنی تلواروں کو صاف تو نہیں کیا۔ دونوں نے اپنی تلواریں دکھائیں۔

سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم دونوں نے ہی قتل کیا ہے مگر ابو جہل کا سامان

حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو دلوایا۔ (مشکوٰۃ ص ۳۵۲)

غلامان محمد جان دینے سے نہیں ڈرتے
یہ سر کٹ جائے یا رہ جائے کچھ پروا نہیں کرتے

آپ اندازہ کریں کہ کیسا عظیم جذبہ ہے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا۔ آج کئی جہاد سے ڈرتے ہیں، جہاد میں چلے گئے تو مر جائیں گے، حالانکہ موت جنگ اور امن کو نہیں دیکھتی۔ موت مقررہ وقت پر آ جاتی ہے، اس میں پس و پیش نہیں ہو سکتا۔

حضرت عمرو بن جموح رضی اللہ عنہ:

حضرت عمر بن جموح رضی اللہ عنہ لنگڑے صحابی ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور عرض کی مجھے بھی جہاد میں جانے کی اجازت دیں جنگ بدر میں شریک ہو کر آپ کے قدموں پر قربان ہونا چاہتا ہوں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم معذور ہو۔ حضرت عمر بن جموح رضی اللہ عنہ نے عرض کی آقا کیا لنگڑا آدمی جنت میں نہیں جائے گا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم یہ سن کر مسکرائے اور فرمایا تمہیں اجازت ہے۔

حضرت عمرو بن جموح رضی اللہ عنہ پورے جذبے کے ساتھ لڑے اور شہید ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں جذبہ شہادت عطا فرمائے۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

حدیث شریف

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ
حُسَیْنٌ مِنِّیْ وَاَنَا مِنْ حُسَیْنٍ اَحَبَّ اللّٰہُ مَنْ اَحَبَّ حُسَیْنًا
حُسَیْنٌ سِبْطٌ مِّنَ الْاَسْبَاطِ (رواہ الترمذی)

فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ حسین رضی اللہ عنہ مجھ سے ہیں اور میں حسین رضی اللہ عنہ سے ہوں اللہ اس سے محبت کرے جو حسین رضی اللہ عنہ سے محبت کرے حسین رضی اللہ عنہ اسباط میں سے ایک سبط ہیں۔

(مشکوۃ باب مناقب اہل بیت النبی ﷺ)

یعنی میں اور حسین رضی اللہ عنہ گویا ایک ہی ہیں۔ ہم دونوں سے محبت ہر مسلمان کو چاہئے۔ مجھ سے محبت حسین رضی اللہ عنہ سے محبت ہے۔ اور حسین رضی اللہ عنہ سے محبت مجھ سے محبت ہے۔ چونکہ آئندہ پیش آنے والے واقعات سرکار مدینہ ﷺ کے پیش نظر تھے اس لئے اس قسم کی باتیں اپنی امت کو سمجھائیں۔ سبط وہ درخت ہے جس کی جڑ ایک ہو اور شاخیں بہت ہوں۔ مطلب یہ ہے کہ حسین رضی اللہ عنہ سے میری نسل چلے گی اور ان کی اولاد مشرق ومغرب کو بھر دے گی۔ آج سادات کرام مشرق ومغرب میں موجود ہیں اور انشاء اللہ قیامت تک رہیں گے۔

تیسرا خطبہ

شہادت امام حسین رضی اللہ عنہ

اَلْحَمْدُلِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالْعَاقِبَۃُ لِلْمُتَّقِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ ○ اَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ...... بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ...... وَ لَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ یُّقْتَلُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اَمْوَاتٌ ط بَلْ اَحْیَآءٌ وَّ لٰکِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ ○ (پارہ۲،ع۳)

اٰمَنْتُ بِاللّٰہِ صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ وَ بَلَّغَنَا رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمُ الْاَمِیْنُ وَ نَحْنُ عَلٰی ذٰلِکَ مِنَ الشَّاھِدِیْنَ وَ الشّٰکِرِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ......

اِنَّ اللّٰہَ وَ مَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ...... یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَ سَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا......

تمام حضرات محبت کے ساتھ درود پاک پڑھیں:

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ

وَ عَلٰی اٰلِکَ وَ اَصْحَابِکَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہِ

میرے محترم بزرگو اور معزز دوستو! قرآن حکیم کی جو آیت مقدسہ تلاوت کی گئی ہے اس کا ترجمہ یہ ہے:

وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ یُّقْتَلُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اَمْوَاتٌ ؕ بَلْ اَحْیَآءٌ وَّ لٰکِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ ۝

''اور جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں مارے جائیں انہیں مُردہ مت کہو بلکہ وہ زندہ ہیں ہاں تمہیں خبر نہیں۔''

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے وصال کے بعد یزید جب تخت حکومت پر بیٹھا گورنر ولید کو حکم دیا کہ امام حسین رضی اللہ عنہ سے میری بیعت لو۔ ولید نے حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کو بلایا اور یزید کا پیغام سنایا۔ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مجھ جیسا انسان یزید کی بیعت چھپ کر نہیں کر سکتا۔ جب حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کا یہ پیغام ہے، امام حسین رضی اللہ عنہ کی یہ بات ہے، امام حسین رضی اللہ عنہ کی یہ آواز ہے کہ مجھ جیسا انسان چھپ کر بیعت نہیں کر سکتا تو اسد اللہ کا عالم کیا ہوگا۔

امام حسین رضی اللہ عنہ کا یزید کی بیعت سے انکار:

ولید نے یزید کو بتایا کہ امام حسین رضی اللہ عنہ نے بیعت سے انکار کر دیا ہے۔ یزید نے دوبارہ پیغام دیا کہ امام حسین رضی اللہ عنہ کو لالچ دو ولید امام حسین رضی اللہ عنہ کے پاس آیا۔ منت وسماجت کی کہا کہ ہم آپ کو گورنر بنا دیں گے، لیکن آپ نے سب کچھ ٹھکرا دیا، فرمایا ولید میں اپنا پاک ہاتھ یزید کے ناپاک ہاتھ میں نہیں دے سکتا جس ہاتھ میں شراب کی بوتل رہتی ہے۔ میں اپنا پاک ہاتھ اس ہاتھ میں نہیں دے سکتا۔ اگر امام حسین رضی اللہ عنہ یزید کی بیعت کر لیتے جو کچھ یزید کر رہا تھا امام حسین رضی اللہ عنہ کی بیعت یزید کے ہر کام کے جواز کی دلیل بن جاتی۔

حکومتیں علماء کرام کو اسی لئے اپنے ساتھ ملاتی ہیں کہ جو کچھ وہ کر رہے ہیں وہ ٹھیک کر رہے ہیں۔ عوام کی آنکھوں میں مرچیں ڈالنے کے لئے، امام حسین رضی اللہ عنہ نے

فرمایا مجھ جیسا انسان چھپ کر بیعت نہیں کر سکتا جو بات سچی ہو ہم علی الاعلان کرتے ہیں۔ جب سید الشہداء کا مقام یہ ہے تو حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا مقام کیا ہوگا۔ ولید نے کہا زبان سے کہہ دو فرمایا یہ سر کٹ تو سکتا ہے لیکن بیعت نہیں ہو سکتی۔

آئین جواں مرداں حق گوئی و بے باکی
اللہ کے شیروں کو آتی نہیں روباہی

اگر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ خلافت کے قابل نہ تھے تو کیا سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ خاموش رہتے۔ اگر خلفاء کی خلافت میں کوئی شک وشبہ ہوتا تو کیا شیر خدا بیعت کر سکتے تھے؟ شیر خدا نے بیعت کی اور پچیس سال پیچھے نمازیں پڑھیں۔

پچیس دن نہیں
پچیس مہینے نہیں
مسلسل پچیس سال

پیچھے کھڑے ہو کر نمازیں پڑھیں اور کوئی الگ مسجد نہیں بنائی۔ اب اگر کوئی خلفاء راشدین پر اعتراض کرتا ہے تو وہ خلفائے راشدین کے پیچھے نماز پڑھنے والے پر اعتراض کرتا ہے۔

آج اگر کسی کے امام میں نقص ہو تو وہ اس کے پیچھے نماز نہیں پڑھتا۔ کیا حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ایمان آج کل کے مسلمانوں سے بھی گیا گزرا تھا۔ شیرے خدا بھی کہتے ہو اور ایسی باتیں بھی کرتے ہو۔ اگر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت میں یا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خلافت میں یا حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی خلافت میں کوئی نقص ہوتا تو کربلا میں ذوالفقار حیدری بعد میں نکلتی مدینہ منورہ میں پہلے نکلتی۔

اب ہمیں دیکھنا یہ ہے کہ یزید میں کون سی برائیاں تھیں جن کی وجہ سے امام حسین رضی اللہ عنہ نے بیعت نہیں کی۔ تاریخ میں موجود ہے کہ یزید

شرابی تھا

زانی تھا

بدکار تھا

گانا گانے والی عورتوں کو ہمیشہ اپنے پاس رکھتا

اوران کی آغوش میں کھیلتا۔

معلوم ہوا شراب پینا، گانے سننا، ناچ کرنا، یزیدیت ہے اوران چیزوں سے نفرت کرنا حسینیت ہے۔ اگر شراب پیئو گے، بدکاری کروگے، گانے سنو گے تو یزید کی روح خوش ہوگی اگر ان چیزوں سے نفرت کروگے تو امام حسین رضی اللہ عنہ کی روح خوش ہوگی۔ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کو یزید سے کوئی ذاتی دشمنی نہیں تھی، کوئی خاندانی دشمنی نہیں تھی، بلکہ یزید کے غلط کاموں سے دشمنی تھی۔

کوفیوں کے خطوط:

حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ جس وقت مدینہ چھوڑ کر مکہ آگئے تو کوفیوں نے خط لکھنے شروع کردیئے۔ آپ کوفے آجائیں ہم آپ کو اپنا امام بنائیں گے۔ ہم یزید سے خوش نہیں ہیں۔ یزید ظالم ہے، فاسق و فاجر ہے۔ آپ جلدی تشریف لے آئیں۔ اگر آپ نہ آئے تو کل قیامت کے دن ہم اللہ تبارک وتعالیٰ کی بارگاہ میں آپ کی شکایت کریں گے۔ آپ رضی اللہ عنہ کے پاس کافی خط آئے، بعض نے لکھا ہے کہ آٹھ سو آئے، بعض نے لکھا ہے ۸۰ ہزار آئے۔ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مشورہ کیا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کہا حضرت آپ کوفے نہ جائیں۔ کوفی وعدے کے پکے نہیں ہیں، دغاباز ہیں۔ امام حسین رضی اللہ عنہ نے کہا اچھا میں اپنا نمائندہ بھیجتا

ہوں وہ جا کر حالات دیکھ کر بتائے گا اگر حالات ٹھیک ہوئے تو چلا جاؤں گا ورنہ نہیں۔

اب تاریخ پڑھ کر دیکھو امام حسین رضی اللہ عنہ خود نہیں گئے۔امام مسلم رضی اللہ عنہ کو روانہ کیا صرف صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی وجہ سے ورنہ خود چلے جاتے۔

حضرت مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ سفیر بن کر کوفے گئے:

حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی نگاہ اٹھی، حضرت مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ پر پڑی، بڑے بڑے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم موجود ہیں۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ .... موجود ہیں

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ .... موجود ہیں

حضرت ابو سعید واقد لیثی رضی اللہ عنہ .... موجود ہیں

لیکن امام حسین رضی اللہ عنہ نے اپنے چچا زاد بھائی کو سفیر مقرر کیا۔امام مسلم رضی اللہ عنہ جب کوفے پہنچے تو کوفیوں نے بڑے شوق سے بیعت کی۔شام تک بارہ ہزار کوفیوں نے بیعت کی۔امام مسلم رضی اللہ عنہ نے جب ان کا یہ شوق دیکھا فوراً امام حسین رضی اللہ عنہ کو خط لکھا آپ جلدی کوفے تشریف لے آئیں یہ لوگ آپ پر قربان ہونے کو تیار ہیں۔انہوں نے اپنے وعدے کو پورا کیا ہے۔

ادھر یزید کو جب پتہ چلا اس نے کوفے کا گورنر تبدیل کر دیا۔عبیداللہ بن زیاد کو مقرر کر دیا یہ بڑا چالاک اور مکار تھا۔اس نے کوفے پہنچ کر کوفے کے قلعے پر چڑھ کر اعلان کروایا کہ اے لوگو! تمہارے بچوں کو یتیم کر دیا جائے گا، تمہارا مال جائیداد ضبط کر لی جائے گی ورنہ امام مسلم رضی اللہ عنہ کی بیعت کو توڑ دو۔لوگ ڈر گئے اور بیعت توڑ دی۔یہاں تک کہ امام مسلم رضی اللہ عنہ جماعت کرا رہے تھے۔تقریباً پانچ سو نمازی تھے لیکن جب سلام پھیرا تو صرف دو بچے رہ گئے۔ (سوانح کربلا ص ۸۴)

امام مسلم رضی اللہ عنہ کا خط جب حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کو ملا تو فوراً تیار ہو گئے۔ ۳ ذی الحجہ ۶۰ھ کو روانہ ہوئے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے روکا، ابن عمر رضی اللہ عنہ، ابن عباس رضی اللہ عنہ، حضرت جابر رضی اللہ عنہ، ابوسعید رضی اللہ عنہ نے روکا کہ آپ نہ جائیں۔ (سوانح کربلا ص ۹۷)

کوفی بڑے لا یوفی ہیں۔ انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو کوفے کی جامع مسجد میں شہید کیا ہے۔ امام حسن رضی اللہ عنہ کو زہر دے کر شہید کیا ہے یہ کوفی خاندان نبوت کے دشمن ہیں۔ آپ تشریف نہ لے جائیں۔ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے فرمایا اب میرے بھائی کا خط آ چکا ہے۔ اب میں ضرور جاؤں گا۔

یہ جو خاندان نبوت کے شہزادوں کے خون کی عمارت کی تعمیر ہوئی ہے۔ امام مسلم رضی اللہ عنہ کے خط کی دو لکیروں پر ہوئی ہے۔ اگر امام مسلم رضی اللہ عنہ خط نہ بھیجتے کربلا کا رُخ کچھ اور ہوتا لیکن قربان جائیں۔ امام حسین رضی اللہ عنہ کے کہ آپ نے کسی صحابی کو اپنا نمائندہ مقرر نہیں کیا۔

اگر کسی صحابی کو نمائندہ مقرر کرتے تو وہ یہی خط لکھتے جو امام مسلم رضی اللہ عنہ نے لکھا تھا امام حسین رضی اللہ عنہ چلے جاتے۔ کربلا میں جا کر شہید ہو جاتے، لوگ ہم پر اعتراض کرتے رہتے کہ خاندان نبوت کو ایک صحابی نے باہر جنگلوں میں بلا کر تہ تیغ کرا دیا ہے۔ یہ اعتراض ہوتے رہتے ہم کوئی جواب نہ دے سکتے، لیکن امام حسین رضی اللہ عنہ نے اپنے بھائی کو سفیر بنا کر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دامن کو قیامت تک داغدار ہونے سے محفوظ رکھا ہے۔

آپ رضی اللہ عنہ اپنے بال بچوں سمیت تیار ہو گئے اور کوفے کی طرف روانہ ہو گئے۔ روانگی ۳ ذوالحجہ ۶۰ھ

جب ابن زیاد کو پتہ چلا اس نے حُر کو ایک ہزار فوج کا دستہ دے کر بھیجا حُر

فوج کو ساتھ لے کر دیکھنے آ رہا تھا کہ امام حسین رضی اللہ عنہ کے ساتھ کتنی فوج ہے جب حُر نے دیکھا کوئی فوج نہ تھی شہزادے تھے یا شہزادیاں تھیں۔

نور کی تصویریں تھیں، نور کے مینار تھے۔ حُر نے امام حسین رضی اللہ عنہ کو کہا ٹھہر جاؤ۔ اب تم نہ آگے جا سکتے ہو نہ پیچھے، بتاؤ یزید کی بیعت کرنی ہے یا نہیں۔

حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے فرمایا حُر مجھے نماز ادا کرنے دے:

حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے فرمایا حُر ٹھہر جا مجھے نماز ادا کرنے دے۔ گفتگو بعد میں ہوگی۔ حضرت علی اکبر کو کہا بیٹا اذان پڑھو۔ علی اکبر نے میدان کربلا میں اذان پڑھی کسی کا بیٹا علی اکبر سے زیادہ نزاکت مآب نہیں ہو سکتا۔ کربلا کا ہر ذرہ دادِ شجاعت دے رہا تھا۔

حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ مصلّٰہ امامت پر تشریف لائے تکبیر کہی...... اَللّٰهُ اَكْبَرُ...... حُر انتظار میں تھے کہ نماز سے فارغ ہوں تو گفتگو کا سلسلہ شروع ہو، لیکن جب حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے تکبیر کہی حُر کی تقدیر میں انقلاب آ گیا جب تکبیر کی آواز حُر کے کانوں سے ٹکرائی حُر کے دل کی گہرائیوں میں اُتر گئی حُر غرور و تکبر کے گھوڑے سے نیچے اتر آیا۔ یزیدی لباس اتار دیا۔ تلوار پھینک دی، وضو کر کے حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے پیچھے کھڑے ہو کر نماز شروع کر دی۔ امام حسین رضی اللہ عنہ نے سلام پھیرا، حُر کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ امام حسین رضی اللہ عنہ کی منت وسماجت کی کہا غلطی ہوگئی ہے، معاف فرما دیں۔ سیّدنا امام حسین رضی اللہ عنہ نے فرمایا!

اَنْتَ حُرٌّ مِنَ النَّار ''جا تو نارِ جہنم سے آزاد ہے۔''

امام حسین رضی اللہ عنہ کے پیچھے ایک نماز پڑھنے والا جہنم کی آگ سے آزاد ہو جائے جس نے حسین رضی اللہ عنہ کے نانا کے پیچھے کئی سال نمازیں پڑھی ہوں کیا وہ جہنمی

ہو سکتا ہے۔

شیعہ اپنی کتابوں میں لکھتے ہیں کہ کربلا معلٰی میں جس جگہ امام حسین رضی اللہ عنہ کا مزار ہے اس کے ارد گرد تیس میل میں جو گناہ گار بھی آ کر دفن ہوگا وہ جنتی ہے اور جو امام حسین رضی اللہ عنہ کے نانا کے قدموں میں لیٹا ہو اس کی شان کیا ہوگی؟ جب حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے مزار کی شان یہ ہے تو امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے مزار کا مقام کیا ہوگا۔

اگر تمہارے سامنے کوئی خلفاء کی شان میں گستاخیاں کرے وہاں سے اٹھ جاؤ، کانوں میں انگلیاں دے لو کیونکہ بروں کی صحبت کا اثر پڑتا ہے۔

صحبت صالح ترا صالح کند
صحبت طالع ترا طالع کند

اگر نیک لوگوں کے پاس بیٹھو گے نیک بن جاؤ گے۔ حضرت نوح علیہ السلام کا بیٹا کافروں کے پاس بیٹھا خاندانِ نبوت سے نکل گیا۔

دور شو از اختلاط یار بد
یار بد بدتر بود از مار بد

کربلا میں پردے کا انتظام:

حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے کربلا میں آ کر سب سے پہلے پردے کا انتظام کیا ہے۔ آپ نے وہاں پانی کا انتظام نہیں کیا۔ آپ نے وہاں کھانے کا انتظام نہیں کیا۔ حضرت زین العابدین رضی اللہ عنہ بیمار تھے ان کی دوائی کا انتظام نہیں کیا، بلکہ سب سے پہلے پردے کا انتظام کیا ہے۔

یزید کا یہ پیغام تھا کہ ہم ان کو بے پردہ و بے حجاب کریں گے لیکن حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کا یہ پیغام تھا کہ جب تک میری جان میں جان باقی ہے اس وقت تک

ان کے پردے کی حفاظت کروں گا اور جب شہید ہو گیا تو ان کے پردے کا خدا محافظ ہے۔ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے ملت اسلامیہ کو یہ پیغام دیا ہے۔ اپنے محلوں میں، بازوں میں تو کجا اگر تمہیں میدانِ جنگ میں بھی جانا پڑ جائے تو پردے کا دامن مت چھوڑو۔

یاد رکھو! اگر تم اپنی

بیٹیوں کو

بیویوں کو

بہنوں کو

بے پردہ رکھو گے تم سے یزید خوش ہوگا۔ اگر انہیں باپردہ رکھو گے تو امام حسین رضی اللہ عنہ خوش ہوں گے۔ نام حسین رضی اللہ عنہ کا لیتے ہو کام یزید والے کرتے ہو۔ یا امام حسین رضی اللہ عنہ کا نام لینا چھوڑ دو یا اپنی عورتوں کو بے پردہ پھرانا چھوڑ دو۔

ساتویں محرم کو پانی بند کر دیا گیا:

ساتویں محرم کو پانی آپ کا بند کر دیا گیا تین دن بھوکے پیاسے رہے۔ حضرت عباس ابن علی رضی اللہ عنہما نے کہا حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ اجازت دیں پانی لاؤں اہل بیت کے شہزادے اور شہزادیاں پیاس سے تڑپ رہے ہیں۔ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے فرمایا دشمن کا پانی پر پہرا ہے وہ پانی نہیں لینے دیں گے۔ عرض کی آپ اجازت دیں پانی ضرور لے کر آؤں گا۔

مشکیزہ خالی نہر سے نہ لے کر آؤں گا
پانی یہاں نہ ملے گا تو حوضِ کوثر پہ جاؤں گا

حضرت عباس رضی اللہ عنہ مشکیزہ لے کر نکلے ادھر حضرت عباس رضی اللہ عنہ تن تنہا ہیں۔

ادھر ہزاروں کی تعداد میں لشکر ہے۔ ایک ہاتھ میں تلوار ایک ہاتھ میں مشکیزہ ہے۔ مقابلہ کرتے ہوئے جا رہے ہیں۔ کربلا کی داستان صبر کی داستان ہے۔ ڈرنے کی داستان نہیں۔ کربلا کی داستان شجاعت کے اردگرد گھومتی ہے۔ عباس ابن علی رضی اللہ عنہما کی شجاعت کا کون اندازہ کرسکتا ہے۔ لشکر یزید کی صفوں کو چیرا، ایک صف کو پھر دوسری پھر تیسری کو چیرا، گھوڑے کو دوڑاتے ہوئے نہر فرات پر پہنچ گئے۔ یہ بہادری نہیں تو اور کیا ہے یہ شجاعت نہیں تو اور کیا ہے۔ بیک وقت مشکیزہ بھی بھر رہے ہیں اور مقابلہ بھی کر رہے ہیں۔ مشکیزہ لے کر واپس آنے لگے فوج کو درہم برہم کردیا۔ لشکر کے سپہ سالار نے حکم دیا کہ شہزادے کو پانی مت لے جانے دو۔ اگر ان شیروں کو پانی مل گیا تو یزیدی فوج کا ایک سپاہی بھی بچ کر نہ جاسکے گا۔ ایک بد بخت نے حملہ کیا جس ہاتھ میں مشکیزہ تھا تلوار مار کر کاٹ دیا۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے مشکیزہ دوسرے ہاتھ میں کرلیا۔ آگے گئے ایک سپاہی نے تلوار ماری دوسرا بازو کاٹ دیا۔ آپ نے مشکیزہ دانتوں سے پکڑ لیا۔ کسی طرح یہ پانی اہل بیت کی خدمت میں پہنچ جائے۔ ایک یزیدی نے حملہ کیا اور سر تن سے جدا کردیا۔ اگر واقعہ کربلا پہاڑ دیکھ لیتا ریزہ ریزہ ہوجاتا اگر سمندر دیکھ لیتا خشک ہوجاتا۔

علی اکبر رضی اللہ عنہ کی شہادت:

حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے شہزادہ حضرت علی اکبر رضی اللہ عنہ عمر اٹھارہ سال ہے اتنا قیمتی شہزادہ ہے کہ قیامت تک ہم سارے اکٹھے ہوجائیں تو حضرت علی اکبر رضی اللہ عنہ کی گردِ راہ کے ذرّے کو نہیں پہنچ سکتے۔ حضرت علی اکبر رضی اللہ عنہ ہم شبیہ مصطفیٰ ہیں جن کی صورت حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ملتی ہے جن کی سیرت حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے ملتی ہے جن کی رفتار حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ سے ملتی ہے اور گفتار حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ سے ملتی ہے۔ حُسن کی تصویر حضرت علی اکبر رضی اللہ عنہ جب قرآن پڑھتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے امام

الانبیاء ﷺ تلاوت فرمار ہے ہیں۔ خاندانِ نبوت کے اس شہزادے نے میدان کربلا میں عظمت اور بہادری کی مثال قائم کی۔ سینکڑوں یزیدیوں کو موت کے گھاٹ اتارا۔ نہایت مردانہ وار اور بہادری کا ریکارڈ توڑتے ہوئے باطل کی چٹانوں سے ٹکرا کر جامِ شہادت نوش کیا۔

اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّا اِلَیْهِ رَاجِعُوْنَ

حضرت علی اصغر رضی اللہ عنہ کی شہادت:

پھر امام حسین رضی اللہ عنہ نے لوح محفوظ پر دیکھا علی اصغر کا نام شہیدوں میں ہے، لیکن گھوڑے پر سوار نہیں ہو سکتے۔ ہاتھوں پر اٹھا کر لے گئے کہا اس بچے کا کیا قصور ہے پیاس سے تڑپ رہا ہے اسے تو پانی دے دو، لیکن بجائے پانی کے دشمن کی طرف سے تیر آیا جو علی اصغر رضی اللہ عنہ کے حلق سے گزرتا ہوا سیّدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کے بازو میں آ کر پیوست ہو گیا۔ آپ نے پڑھا...... اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّا اِلَیْهِ رَاجِعُوْنَ ...... فرمایا اے اللہ! میں تیری رضا میں راضی ہوں۔

عون و محمد کی شہادت:

جس وقت امام حسین رضی اللہ عنہ کے شہزادے اور دوست واحباب شہید ہو گئے تو حضرت زینب رضی اللہ عنہا جو کہ آپ رضی اللہ عنہ کی بہن ہیں ان کے دو بیٹے تھے انہوں نے سیّدنا امام حسین رضی اللہ عنہ سے اجازت مانگی بھائی میرے ان دو شہزادوں کو میدان جنگ میں جانے کی اجازت دو۔ آپ نے کہا یہ تلوار چلانا نہیں جانتے۔ ان کو جانے کی اجازت کس طرح دوں۔ حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے کچھ اس انداز سے منت وسماجت کی کہ سیّدنا امام حسین رضی اللہ عنہ نے زینب کے دونوں بچوں عون و محمد کو میدان جنگ میں جانے کی اجازت دے دی۔

حضرت زینب ؓ وصیت کرتی ہیں بیٹا میں تمہیں جاتے ہوئے تو دیکھوں لیکن واپس آتے ہوئے نہ دیکھوں ماں نے بچوں کو شجاعت اور بہادری کا وہ خطبہ دیا کہ بچے بجلی بن کر دشمن پر گرے وہ بچے دشمن کی طرف جاتے ہیں حضرت زینب ؓ خیمے میں بیٹھ کر قرآن کی تلاوت شروع کر دیتی ہیں۔ تھوڑی دیر کے بعد خبر آئی زینب تیرے دونوں بچے شہید ہو گئے۔

حضرت زینب ؓ نے یہ پیغام سنتے ہی اپنا سر سجدے میں رکھ دیا اور عرض کی یا اللہ! تیرا شکر ہے کہ تو نے میرے دونوں ہدیوں کو قبول فرمالیا۔ یہ ہیں خاندانِ نبوت کی شہزادیاں۔

حضرت امام حسین ؓ نے آخر میں خود تیاری فرمائی۔ حضرت امام زین العابدین ؓ بیمار تھے۔ لڑکھڑاتے ہوئے ڈنڈے کا سہارا لے کر اٹھے عرض کی ابا جان میرے ہوتے ہوئے آپ تشریف نہ لے جائیں پہلے میں جاؤں گا بعد میں آپ جائیں۔ حضرت امام حسین ؓ نے فرمایا بیٹا تم شہادت کا قصد نہ کرو اگر تم بھی شہید ہو گئے تو خاندان نبوت کی شہزادیوں کو مدینے کون لے جائے گا۔ بیٹا میں تمہارے لئے دعا کرتا ہوں اللہ تعالیٰ تجھ سے میری نسل کو باقی رکھے گا۔ وصیت کی اور سینے سے لگایا تمام باطنی علوم جو سلسلہ بہ سلسلہ چلے آرہے تھے۔ امام زین العابدین ؓ کو دیئے اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا کی۔

یا رب یہ ہے سادات کا گھر تیرے حوالے
اور میرا ہے یہ بیمار تیرے حوالے

حضرت امام حسین ؓ آخر میں خود تیار ہوئے:

خود تیار ہوئے سر پر عمامۂ رسول باندھ کر ہاتھ میں ذوالفقار حیدری لے کر

سینے پر زرہ امیر حمزہ لگا کر تیار ہوئے اور اہل بیت کو آخری خطبہ دیا کہ میری شہادت کے بعد

بال نہ نوچنا

گریبان چاک نہ کرنا

ماتم نہ کرنا

نوحہ نہ کرنا

خطبہ دینے والے حضرت حسین رضی اللہ عنہ ہوں سننے والیاں شہزادیاں ہوں پھر عمل کا کون اندازہ کر سکتا ہے۔ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ یزیدی لشکر کی طرف جا رہے ہیں لیکن خیمے میں

بہن موجود ہے

بیٹی موجود ہے

بیوی موجود ہے

بیٹا موجود ہے

لیکن کسی کی محبت کی وجہ سے پائے استقلال میں ذرہ بھر لغزش نہیں آئی۔ خیمے سے آپ نے قدم باہر رکھا یہ دوسری منزل ہے، پہلی منزل سے زیادہ مشکل ہے، آپ کے گھوڑے نے

پہلا قدم اٹھایا ...... علی اصغر کی لاش پڑی تھی،

دوسرا قدم اٹھایا ...... علی اکبر کی لاش پڑی تھی،

تیسرا قدم اٹھا ...... عون و محمد کی لاشیں پڑی تھیں،

چوتھا قدم اٹھایا ...... عباس کی لاش پڑی تھی،

پانچواں قدم اٹھایا .... دوسرے شہزادوں کی لاشیں پڑی تھیں۔

آج اگر کسی کے گھر میں ایک لاش پڑی ہو کہرام مچ جاتا ہے، لیکن قربان جائیں حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے آپ کے سامنے کئی لاشیں پڑی ہیں، لاشوں سے خون شہادت نور کے فواروں کی طرح بہہ رہا ہے، لیکن قوت بازوں میں ضعف نہیں آیا، پائے استقلال میں لغزش نہیں آئی، پیشانی پر شکن نہیں پڑی۔

چراغ ٹوٹ گئے آفتاب ڈوب گئے
لیکن جبین پر ذرہ بھر شکن نہ آئی ہے

آپ کے گھوڑے نے قدم اٹھایا، یہ تیسری منزل ہے ادھر خود اکیلے تن تنہا ہیں سامنے بیس ہزار کا یزیدی لشکر ہے۔ ادھر خاندان نبوت کے شہزادوں کی لاشیں ہیں پیچھے خاندان نبوت کی شہزادیاں ہیں، لیکن ان مشکلات کے باوجود آپ کے صبر و استقلال میں فرق نہیں آیا۔ آپ نے کھڑے ہو کر یزیدی فوج کو خطبہ دیا۔ فرمایا تم جانتے ہو میں کون ہوں جب ان کی طرف سے کوئی جواب نہ آیا تو فرمایا!

میں وہی حسین ہوں...... جس کے جسم کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم پھول کی طرح سونگھتے تھے۔

میں وہی حسین ہوں...... جس کے نانا کا تم کلمہ پڑھتے ہو۔

میں وہی ہوں ...... جس کا کھلونا مہر نبوت تھی۔

میں وہی حسین ہوں...... اگر نانا کے کندھوں پر سوار ہو جاتا تو سجدہ لمبا ہو جاتا تھا۔

ابن سعد نے کہا خطبہ ختم کرو، آخری فیصلہ کرو فرمایا میں شہادت کے لئے تیار ہوں۔ میری ماں فاطمہ رضی اللہ عنہا میرا انتظار کر رہی ہیں۔ میں اب بھی تمہیں معاف کرنے کے لئے تیار ہوں اگر تم مجھے یزید کی بیعت پر مجبور نہ کرو، تمہاری باتیں بدلتی ہیں تو بدل جائیں لیکن!

میں اب بھی وہی بات کہتا ہوں ...... جو بات پہلے کہی تھی
میں اب بھی وہی بات کہتا ہوں ...... جو نانا جان کے روضے پر کھڑے ہو کر کہی تھی
میں اب بھی وہی بات کہتا ہوں ...... جو کعبہ شریف کے پردوں میں لپٹ کر کہی تھی
میں اب بھی وہی بات کہتا ہوں ...... جو آب زم زم پر کھڑے ہو کر کہی تھی

تمہاری باتیں بدلتی ہیں تو بدل جائیں۔ تم نے پہلے خط لکھ کر بلایا، اب تلواریں دکھاتے ہو۔

بدلتے رہتے ہیں انداز کوفی و شامی
حقیقت ابدی ہے مقام شبیری

لیکن یزیدی نمائندے نے بات قبول نہ کی اور کہا آپ موت سے ڈر گئے ہیں۔ وقت ٹالنا چاہتے ہیں۔ آپ نے فرمایا میں نے یہ بات اتمام حجت کے لئے کی ہے۔ تم یہ نہ کہہ سکو کہ ہم جانتے نہیں تھے۔ اس کے بعد آپ نے گھوڑے کو لشکر یزید کی طرف بڑھایا، حملہ کیا، کشتوں کے پشتے لگا دیئے جو بھی سامنے آیا اسے واصل جہنم کیا۔

عمر ابن سعد نے اپنے لشکر کی جب یہ حالت دیکھی اس نے لشکر کو کہا پیچھے ہٹ جاؤ اگر بچنا چاہتے ہو، پیچھے جو لشکر تیر چلانے پر مقرر تھا اسے حکم دیا امام حسین رضی اللہ عنہ پر تیر برساؤ۔ انہوں نے آپ کو چاروں طرف سے گھیر لیا اور جسم نازنین پر تیر برسانے شروع کر دیئے۔ آپ کے جسم پر بیک وقت بہتر ۷۲ تیر آ کر پیوست ہو گئے۔ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ گھوڑے سے نیچے تشریف لے آئے۔

بارش ہونے لگی تیروں کی ولی ابن ولی پر
سب ٹوٹ پڑے اک حسین ابن علی پر

شمر نے دیکھا دوڑ کر آیا کہ آپ کا سر تن سے جدا کر کے انعام حاصل

کروں۔ امام حسین رضی اللہ عنہ نے فرمایا شمر ہٹ مجھے نماز ادا کرنے دے۔ میں نماز پڑھتا ہوں تیرا جو جی چاہے کرنا میرے باپ کی ایک نماز قضا ہو گئی تھی سورج واپس لوٹ آیا تھا۔ شمر سن کر کانپ اٹھا۔

حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت:

امام کا یہ پیغام قیامت تک مسلمانوں کے ذہن وضمیر پر دستک دیتا رہے گا۔ مسلمانو جان جاتی ہے تو جائے لیکن نماز نہ جائے۔

امام حسین رضی اللہ عنہ نے اپنا سر سجدے میں رکھ دیا۔ اس سجدے میں ایسا سرور آیا ایسا لطف آیا آپ زبان حال سے فرمارہے تھے۔ یہ سر اب تن سے جدا ہو سکتا ہے، لیکن اٹھ نہیں سکتا۔

ایک سجدہ تو گراں سمجھتا ہے جسے
ہزار سجدوں سے دیتا ہے آدمی کو نجات

شمر نے تلوار مار کر سر کو تن سے جدا کر دیا اور نیزے پہ ٹانگ دیا اور نیزے کو بلند کر دیا۔ دوسرے شہزادوں کے سروں کو بھی بلند کر دیا۔ یزیدی فوج نے سمجھا فتح ہماری ہے، شکست حسین کی ہے۔ اصل میں شکست یزیدی فوج کی تھی فتح حسین کی تھی۔ قدرت کہہ رہی تھی ذرا نگاہ عبرت اٹھا کر دیکھو سر تمہارے اونچے ہیں یا شہیدوں کے۔

شاہ است حسین بادشاہ است حسین
دین است حسین دین پناہ است
سر داد نہ داد دست در دست یزید
حقا کہ بنائے لا الہ است حسین

۱۰ محرم ۶۱ھ جمعۃ المبارک کے دن چھپن سال کی عمر میں شہادت پائی۔

قتلِ حسین اصل میں مرگِ یزید ہے
اسلام زندہ ہوتا ہے ہر کربلا کے بعد

حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے مرکز کا نام مسجد ہے۔ یزید کے مرکز کا نام سینما ہے۔ سینما میں وہی کچھ ہوتا ہے جو یزید چاہتا تھا۔ مسجدوں میں وہی کچھ ہوتا ہے جو حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ چاہتے تھے جو شامیوں کی باتیں ہیں بدلتی رہتی ہیں۔ کوفیوں کی باتیں بدلتی رہتی ہیں۔ فلمیں بدلتی رہتی ہیں، گانے بدلتے رہتے ہیں۔

بدلتے رہتے ہیں انداز کوفی و شامی
حقیقت ابدی ہے مقامِ شبیری

لیکن اذان بدلی ہے نہ قرآن بدلا ہے۔ اذانیں وہی ہیں، نمازیں وہی ہیں۔ اگر امام حسین رضی اللہ عنہ سے محبت ہے تو قرآن مجید پڑھو۔ قرآن مجید سے محبت کرو یزید سے نفرت کرو۔

حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ میدانِ کربلا میں اکیلے رہ گئے لیکن ہتھیار نہیں ڈالے باطل کی چٹانوں سے ٹکرا گئے۔ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کا یہ پیغام ہے اور یہ پیغام قیامت تک میدانِ کربلا سے نشر ہوتا رہے گا کہ اگر ساری فوج ختم ہو جائے۔ سپہ سالار اکیلا رہ جائے پھر بھی ہتھیار نہ ڈالے اور باطل کی چٹانوں سے ٹکرا جائے۔

داراؤ سکندر سے وہ مردِ فقیر اولیٰ
ہو جس کی فقیری میں بوئے اسد اللہٰی

کربلا کی تاریخ شجاعت کی تاریخ ہے۔ بہادری کی تاریخ ہے۔ بے صبری کی تمام روایتیں یزید کی روایتیں ہیں۔ شمر کی روایتیں ہیں۔ صبر کی تمام روایتیں حسین کی روایتیں ہیں۔ امام حسین رضی اللہ عنہ کے ہر قدم سے شجاعت اور بہادری ٹپکتی ہے۔ ت[illegible]

کی کتابیں اٹھا کر دیکھو وہ کتاب سنی کی ہو شیعہ کی ہو۔ امام کا خطبہ موجود ہے۔ خیمے سے لے کر دشمن تک سفر طے کیا یہ کوئی معمولی سفر نہیں کیا، بلکہ اگر سارے مسلمان قیامت تک بھی اتنا سفر طے کرنا چاہیں تو نہیں کر سکتے، جتنا حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے کیا ہے۔

غور کریں! بدر میں سارے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہیں، کربلا میں سارے اہل بیت رضی اللہ عنہم کے شہزادے ہیں۔ بدر کا اور کربلا کا آپس میں گہرا تعلق ہے۔ بدر پہلا معرکہ ہے، کربلا آخری معرکہ ہے، بدر میں غازیوں کے لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی، کربلا میں شہزادوں کے لئے امام حسین رضی اللہ عنہ نے دعا کی۔ بدر میں دعا یا اللہ پندرہ سال کی کمائی مٹھی بھر مسلمان لے آیا ہوں اگر ختم ہو گئے روئے زمین پر تیرا نام لینے والا کوئی نہ ہو گا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم دعا کریں تو بددعا کرے۔

ہمیں عیسائیوں سے خطرہ نہیں
ہمیں یہودیوں سے خطرہ نہیں
نام نہاد مسلمانوں سے خطرہ ہے

جو اسلام کی جڑیں کاٹ رہے ہیں۔ صدیق و فاروق کو قیصر روم کی نگاہ سے مت دیکھو۔ نگاہ مصطفےٰ سے دیکھو۔

نبی کے منہ سے جو بات نکلی وہ ہو کے رہی
دن کو جو رات کہا شب ہو کے رہی

یہ سب کو پتہ ہے ایران فتح ہوا ہے حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے دور میں، یہ تاریخ ہے، اس کو کوئی جھٹلا نہیں سکتا۔ اپنے پرائے سب مانتے ہیں، ایران سے مال غنیمت آیا مسجد نبوی میں انبار لگے ہوئے ہیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بچے ہیروں سے

ٹھوکریں مار رہے ہیں، جس طرح بچے گیند کو ٹھوکریں مارتے ہیں۔ شہنشاہ ایران کے تخت وتاج کو ٹھوکریں مار رہے ہیں، لیکن آج ہم کافروں کی ٹھوکریں کھارہے ہیں کوئی کافر ادھر سے ٹھوکر مار رہا ہے کوئی اُدھر سے ٹھوکر مار رہا ہے۔ اگر ان تمام کافروں کی ٹھوکروں سے بچنا چاہتے ہو۔ اس کا ایک ہی علاج ہے کہ

تمام سینماؤں کو بند کردو

کلبوں کو بند کردو

شراب خانوں کو بند کردو

اپنے گناہوں کی معافی مانگو

اور رب سے صلح کرلو

اسلامی قانون نافذ کردو

اسلام زندگی کے ہر شعبے میں انسان کی رہنمائی کرتا ہے۔ انگریز کہتا ہے کہ مسلمان کو بے ایمان کردو تو کفر کو کوئی خطرہ نہیں۔ اگر سینما کلب، شراب خانے آباد رہے، کفر کو کوئی خطرہ نہیں۔ اگر مسجدیں آباد رہیں کفر کو خطرہ ہے۔

ایران جس شان سے فتح ہوا اس شان سے کوئی ملک فتح نہیں ہوا۔ ادھر حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ خطبہ دے رہے ہیں۔ ادھر فوج کی کمان کررہے ہیں۔ حضرت ساریہ رضی اللہ عنہ ایران کے قصبے میں جنگ کررہے ہیں۔ ادھر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ مسجد نبوی میں خطبہ دے رہے ہیں۔ فرمایا!

یَا سَارِیَۃُ الْجَبَلْ۔

"ساریہ پہاڑ کے ساتھ رہو۔"

کوئی ریڈیو نہیں ہے

وائرلیس سسٹم نہیں ہے

اللہ تعالیٰ نے اتنی طاقت دی ہے کہ اتنی دور سے کمان کررہے ہیں۔

ان کے جو ہم غلام تھے خلق کے پیشوا رہے

ان سے پھرے جہاں پھرا آئی کمی وقار میں

آج ہم ٹھوکریں کھارہے ہیں

کوئی لبنان کو ٹھوکر مارتا ہے

کوئی افغانستان کو ٹھوکر مارتا ہے

کوئی پاکستان کو ٹھوکر مارتا ہے

پاکستان میں قرآن مجید کا قانون نافذ کردو نقشہ بدل جائے گا۔ ہم قرآن مجید پڑھتے ہیں، لیکن اس کے قانون پر عمل کرنے سے ڈرتے ہیں، پھر پڑھنے کا کیا فائدہ۔

روم کا سفیر:

قیصر روم نے نمائندہ بھیجا جاؤ مدینے دیکھ کر آؤ مسلمانوں کی کامیابی کا راز کس چیز میں ہے۔ پورا جائزہ لے کر آؤ۔ قیصر روم کا نمائندہ مدینے میں آیا آکر دیکھا حضور ﷺ نماز کے لئے وضو فرمارہے ہیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پروانوں کی طرح اردگرد کھڑے ہیں جو پانی نیچے آتا ہے وہ زمین پر گرنے نہیں دیتے ہاتھوں پر اٹھالیتے ہیں۔

صدیق آئے دامن پھیلادیا

فاروق آئے چادر پھیلادی

بلال آئے ہاتھ پھیلادیئے

سفیر دیکھ کر واپس چلا گیا۔ قیصر روم نے کہا میں نے تمہیں کہا تھا کافی دن وہاں پر گزارنا تم جلدی ہی آگئے ہو۔ سفیر نے کہا: اے قیصر روم میں نے راز تلاش کرلیا

ہے۔تمام ملکوں کے نمائندے بیٹھے تھے۔ وہ اتنا بڑا ملک تھا جس طرح اب امریکہ، امریکہ میں ہر وقت تمام ملکوں کے نمائندے موجود ہوتے ہیں۔اس نے کہا میں بڑے بڑے بادشاہوں کے درباروں میں گیا ہوں لیکن جو شان میں نے محمد ﷺ کی دیکھی ہے وہ کسی بادشاہ کی نہیں دیکھی۔ میں نے دیکھا کہ ان کے نبی کے جسم کے ساتھ جو پانی کا قطرہ لگ جاتا ہے اس کو زمین پر نہیں گرنے دیتے تھے، بلکہ اپنے ہاتھوں پر اٹھا لیتے تھے۔ میں نے اس سے ایک نقطہ اخذ کیا ہے جو لوگ اس پانی کو جو نبی کے جسم کو لگ جائے زمین پر نہیں گرنے دیتے تو وہ نبی کے خون کے قطرے کو زمین پر کس طرح گرنے دیں گے۔

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ محاذ جنگ پر تھے۔ جنگ میں مصروف تھے۔ عین لڑائی کے دوران جنگ کو چھوڑ کر خیمے کی طرف چلے گئے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حیران تھے کہ خالد نے یہ کیا کیا۔ یہ فتح شکست سے بدل جائے گی۔ سپہ سالار کا چلا جانا یہ تو جنگ کا پانسہ پلٹ دینے کے مترادف ہے لیکن خالد نے کوئی پرواہ نہیں کی خیمے سے واپس آئے،

تلوار ہاتھ میں لی

کافروں کو قتل کیا

فتح کے آثار نمودار ہو گئے

جنگ کا نقشہ بدل گیا

مسلمانوں کو فتح ہوئی

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے پوچھا، عین لڑائی کے وقت آپ واپس خیمے میں کیوں تشریف لے گئے تھے۔ فرمایا میں جنگ کر رہا تھا لیکن جنگ کا نقشہ بدلتا ہوا نظر نہیں

آ رہا تھا۔ اچانک میرا ہاتھ سر پر لگا مجھے معلوم ہوا میرے سر پر وہ ٹوپی نہیں ہے جس میں حضور ﷺ کا بال مبارک رکھا ہوا تھا۔ مجھے جو جنگ میں فتح ہوتی ہے۔ یہ میرا کمال نہیں یہ برکت ہے۔ حضور ﷺ کے بال مبارک کی۔ ہاں میں عرض کر رہا تھا کہ جب حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے دور میں

ایران فتح ہوا

مال غنیمت آیا

لونڈیاں آئیں

اور غلام آئے۔

مال غنیمت میں حضرت شہر بانو رضی اللہ عنہا بھی آئیں۔ یہ ایران کی شہزادی تھیں۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مشورہ کیا ان کو کس کے حق زوجیت میں دیا جائے۔

کسی نے کوئی مشورہ دیا

کسی نے کوئی مشورہ دیا

لیکن حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا:

اَیْنَ حُسَیْنُ اِبْنِ عَلی ۔

''حسن ابن علی کہاں ہیں ان کو بلاؤ۔''

یہ ایران کی شہزادی ہے، حسین جنت کا شہزادہ ہے۔ میں چاہتا ہوں ایران کی شہزادی جنت کے شہزادے کے سپرد کردوں۔ اگر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ دشمن تھے شہزادی دینے کی ضرورت کیا تھی؟ اپنے بیٹے کو دیتے۔ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے قبول کرلی۔ آج اگر کوئی اعتراض کرتا ہے۔ وہ اعتراض شہزادی کی ملکیت پر ہوگا۔ اگر شہزادی کا لینا

درست ہے۔فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی خلافت بطریق اولی درست ہے۔

ہر زمانے میں یزید پیدا ہوں گے انکے مقابلے کیلئے سینہ سپر رہو
اپنے دور کے یزید کو پہچانو اور قافلہ حسین کو پہچانو

واقعہ کربلا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا رنج:

واقعہ کربلا سے جو امام الانبیاء حبیب کبریا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو جو دکھ رنج اور صدمہ پہنچا وہ اندازے سے باہر ہے۔حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں نے خواب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ کے سر مبارک کے بال بکھرے ہوئے ہیں۔غبار آلود ہیں،ڈاڑھی مبارک خاک آلود ہے اور ہاتھ مبارک میں خون سے بھری ہوئی ایک شیشی ہے۔یہ حال دیکھ کر دل بے چین ہو گیا میں نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم!یہ کیا حال ہے بال مبارک گرد آلود ہیں ہاتھ میں خون کی شیشی ہے۔

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں مقتل حسین میں موجود تھا وہاں سے اس حال میں آیا ہوں۔یہ حسین اور ان کے ساتھیوں کا خون ہے۔

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو پریشانی کے عالم میں دیکھا تو عرض کی حضور صلی اللہ علیہ وسلم یہ آپ کا کیا حال ہے۔حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں ابھی حسین کے مقتل سے آیا ہوں۔(سوانح کربلا ص۱۳۲)

رونا رحمت ہے:

علماء کرام فرماتے ہیں رونا رحمت ہے یہ صبر کے منافی نہیں ہے۔رونے پر ثواب ملتا ہے۔ہاں اگر

کوئی پیٹتا ہے

کوئی گریبان چاک کرتا ہے

کوئی رخسار پیٹتا ہے

یہ ناجائز ہے

حضور ﷺ کا بیٹا حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ جب ان کا وصال ہوا آپ کی چشمان مبارک سے آنسو جاری ہوگئے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی حضور ﷺ آپ بھی روتے ہیں۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا اگر رونا خود بخود آ جائے یہ تو رحمت ہے۔

حضرت آدم علیہ السلام دانہ گندم کھانے کے بعد جب زمین پر تشریف لائے تین سو سال تک روتے رہے۔ حضرت داؤد علیہ السلام کثرت سے روتے تھے یاد خدا میں۔ حضرت نوح علیہ السلام کثرت سے گریہ زاری کرتے۔ اسی لئے آپ کا لقب نوح مشہور ہوا۔ حضرت یعقوب علیہ السلام اپنے بیٹے حضرت یوسف علیہ السلام کی جدائی میں روتے تھے۔ یہاں تک کہ آنکھیں سفید ہوگئیں۔ اسی طرح اگر شہداء کربلا کا ذکر سن کر خود بخود رونا آ جائے تو باعث رحمت ہے۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

فَلْيَضْحَكُوْا قَلِيْلًا وَّ لْيَبْكُوْا كَثِيْرًا ۝

(پ۱۰ ع۱۷ سورۃ توبہ آیت ۸۲)

”ہنسو کم اور روؤ زیادہ۔“

وَ اٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

حدیث شریف

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عُذِّبَتْ اِمْرَأَۃٌ فِیْ ھِرَّۃٍ اَمْسَکَتْھَا حَتّٰی مَاتَتْ مِنَ الْجُوْعِ فَلَمْ تَکُنْ تُطْعِمُھَا وَلَا تُرْسِلُھَا فَتَاْکُلَ مِنْ خَشَاشِ الْاَرْضِ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ ۔

(مشکوٰۃ کتاب الزکوٰۃ باب فضل الصدقہ)

فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ ایک عورت بلی کی وجہ سے عذاب دی گئی جسے اس نے باندھے رکھا حتیٰ کہ بھوک سے مرگئی اسے نہ تو کھانا دیتی تھی اور نہ چھوڑتی تھی تا کہ زمین کے کیڑے مکوڑے کھالیتی۔ مطلب یہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ جانور پر ظلم کی اجازت نہیں دیتا تو انسان پر ظلم کی اجازت کیسے دے گا۔

چوتھا خطبہ

﴿شہادت کے بعد کے واقعات﴾

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِهٖ مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ ط اَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ...... بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ...... وَلَا تَحْسَبَنَّ اللّٰهَ غَافِلًا عَمَّا يَعْمَلُ الظّٰلِمُوْنَ ○

(پ۱۳ ع۱۹ سورۃ ابراہیم آیت ۴۲)

اٰمَنْتُ بِاللّٰهِ صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ وَ بَلَّغَنَا رَسُوْلُهُ النَّبِيُّ الْكَرِيْمُ الامين وَ نَحْنُ عَلٰی ذٰلِكَ مِنَ الشَّاهِدِيْنَ وَ الشّٰكِرِيْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ......

اِنَّ اللّٰهَ وَ مَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ ...... يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَ سَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا......

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّ بَارِكْ وَسَلِّمْ ۔

میرے محترم بزرگو اور معزز دوستو! قرآن کریم کی جو آیت مقدسہ تلاوت

کی گئی اس کا ترجمہ یہ ہے:

وَلَا تَحْسَبَنَّ اللّٰهَ غَافِلًا عَمَّا يَعْمَلُ الظّٰلِمُوْنَ ۝

”اور ہرگز اللہ تعالیٰ کو بے خبر نہ جاننا ظالموں کے کام سے۔“

آج محرم شریف کا آخری جمعہ ہے اور محرم الحرام کے آخری جمعہ میں ہمیشہ شہادت کے بعد کے واقعات یزیدیوں کا انجام اور اللہ تعالیٰ کی پکڑ کا ذکر ہوتا ہے۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ یزیدیوں اور شمروں سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔

وَلَا تَحْسَبَنَّ اللّٰهَ غَافِلًا عَمَّا يَعْمَلُ الظّٰلِمُوْنَ ۝

”اللہ تعالیٰ کو غافل مت سمجھو اس سے جو ظالم عمل کرتے ہیں۔“

ظالموں کو کچھ نہیں ملتا مگر ہلاکت اور تباہی اور بربادی۔

اِنَّ بَطْشَ رَبِّكَ لَشَدِيْدٌ ۔ (پ ۳۰ سورۃ بروج)

”بے شک تیرے رب کی پکڑ بڑی سخت ہے“

اللہ تعالیٰ کو کسی طرح بھی ظلم پسند نہیں ہے۔ ظالم ہمیشہ سڑک پر کتے کی موت مرتے ہیں اور جہنم رسید ہو جاتے ہیں۔ جب کوئی ظالم ظلم کرتا ہے تو انتقام قدرت میں گرفتار ہو جاتا ہے۔ ظلم ہمیشہ اپنے انجام کو پہنچتا ہے۔

اِنَّ بَطْشَ رَبِّكَ لَشَدِيْدٌ ۔ (پ ۳۰ سورۃ بروج)

”بے شک تیرے رب کی پکڑ بڑی سخت ہے“

اللہ تعالیٰ پکڑتا دیر سے ہے مگر سخت پکڑتا ہے جب کسی کو پکڑتا ہے تو کوئی اس کی گرفت سے چھڑا نہیں سکتا۔ اللہ تعالیٰ عدل کے پلڑے کو جھکنے نہیں دیتا جیسا ظالم ظلم کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ویسا ہی اس سے بدلہ لیتا ہے۔ ظلم انسانوں پر تو درکنار حیوانوں پر بھی ظلم نہیں کرنا چاہیے۔

عورت کا بلی پر ظلم:

حدیث شریف میں موجود ہے حضور ﷺ ارشاد فرماتے ہیں بنی اسرائیل میں ایک عورت تھی اس نے ایک بلی پالی ہوئی تھی وہ عورت اپنے رشتے داروں سے ملنے گئی اور بلی کو رسی سے باندھ گئی۔ اس عورت کا خیال تھا کہ جلدی واپس آ جاؤں گی لیکن تین دن تک واپس نہ آئی۔ اگر بلی آزاد ہوتی تو کہیں سے کھا پی کر گزارہ کر لیتی لیکن وہ رسی سے بندھی رہی تین دن میں بلی بھوک اور پیاس سے تڑپ تڑپ کر مر گئی، حضور ﷺ فرماتے ہیں جس عورت نے بلی کو باندھا تھا جب وہ مر گئی تو اللہ تعالی نے اس عورت پر قیامت تک بلی کا عذاب مسلط کر دیا وہ بلی قیامت تک اس عورت کے جسم کو نوچتی اور کھاتی رہے گی۔

عورت کا کتے پر رحم کرنا:

ایک حدیث شریف میں آتا ہے کہ حضور ﷺ فرماتے ہیں ایک بدکار عورت کہیں سفر پر جا رہی تھی ایک کتے کو دیکھا کہ پیاس کی وجہ سے اس کی زبان باہر نکلی ہوئی تھی۔ برا حال تھا۔ مرنے کے قریب پہنچا ہوا تھا۔ اس عورت کو دیکھ کر کتے پر رحم آیا۔ کنواں سامنے ہے لیکن اس پر رسی اور ڈول نہیں ہے۔ اس عورت نے اپنا دوپٹہ اتارا اور دوپٹے کے ساتھ جوتی کو باندھ کر کنویں میں ڈالا اور پانی نکال کر کتے کو پلایا جب کتے کی پیاس بجھی ادھر کتے کو ہوش آئی ادھر اللہ تعالی کی رحمت جوش میں آئی اس عورت کو بخش دیا اور اللہ تعالی نے اسے جنت عطا کر دی۔

یزید پکڑا گیا:

اکسٹھ ہجری میں واقعہ کربلا پیش آیا اور چونسٹھ ہجری میں تین سال کے بعد یزید پکڑا گیا۔ وزیر، گورنر اور فوجیں سب موجود ہیں اور یزید ان سب کے سامنے

انتقام قدرت میں گرفتار ہوا۔ کوئی سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ قدرت کی پکڑ اتنی جلدی آئے گی اور اتنی سخت آئے گی یزید پر اچانک لقوے کا دورہ پڑا تڑپنے لگ گیا ہاتھ پاؤں زور زور سے زمین پر مارنے لگ گیا۔ العطش العطش کہہ کہ پانی مانگ رہا تھا۔ یزید کے غلام، وزیر، گورنر دوڑ کر پانی لائے، یزید کے منہ میں ڈالا لیکن پانی کا ایک قطرہ بھی گلے سے نیچے نہیں اترا، جس نے ساقی کوثر کے نواسوں پر پانی بند کیا تھا اس کے گلے میں پانی اتر کیسے سکتا ہے۔ تاریخ اس پر گواہ ہے جنہوں نے کربلا میں سرکار مدینہ کے نواسوں کو پانی پینے نہیں دیا وہ خود دنیا سے پیاسے گئے۔ قیامت تک پیاسے تڑپتے رہیں گے بلکہ ہمیشہ پیاسے رہیں گے۔ یزید مرگیا فنا فی النار ہوگیا۔

یزید کے بعد اس کا بیٹا معاویہ ابن یزید بیمار تھا گورنروں اور وزیروں کی رائے سے اسے نامزد کر دیا گیا لیکن معاویہ ابن یزید کی بیماری دن بدن بڑھتی گئی چالیس دن کے بعد وہ بھی مرگیا۔

ابن زیاد پکڑا گیا:

واقعہ کربلا کے چھ سال بعد عبید اللہ ابن زیاد بھی پکڑا گیا۔ یہ کوفے کا گورنر تھا۔ بڑا ظالم انسان تھا۔ تاریخ کربلا سے پتہ چلتا ہے واقعہ کربلا میں مرکزی کردار عبید اللہ ابن زیاد کا تھا۔ ابن زیاد پکڑا گیا۔ مختار ثقفی جو لشکر یزید کے لئے قہر الٰہی بن کر آیا۔ اللہ تعالیٰ نے یزیدی فوجوں سے انتقام کے لئے مختار ثقفی کو منتخب کیا۔ بعض لوگ مختار ثقفی کی بہت تعریف کرتے ہیں ہم اہل سنت و جماعت مختار ثقفی کی تعریف نہیں کرتے کیونکہ مختار ثقفی نے آخری عمر میں نبوت کا دعویٰ کیا تھا اور کہا کہ میں نبی ہوں۔ مرتد ہوگیا، دائرہ ایمان سے خارج ہوگیا۔ اہل سنت کے نزدیک مختار ثقفی جہنمی ہے۔

محرم شریف کا مہینہ تھا اور محرم کی دس تاریخ تھی۔ جمعۃ المبارک کا دن تھا اور

نماز جمعہ ہی کا وقت تھا۔ دریائے فرات کا کنارہ تھا مختار ثقفی کی فوجوں سے ابن زیاد کی فوجوں کا مقابلہ ہوا شام کے وقت ابن زیاد کی فوجوں کو شکست ہوئی۔ ابن زیاد کی فوجوں کی لاشوں سے میدان جنگ بھرا پڑا تھا ابن زیاد پکڑا گیا اور بری طرح قتل کر دیا گیا۔

عمرو بن سعد سپہ سالار تھا:

میدان کربلا میں عمرو بن سعد لشکر یزید کا کمانڈر انچیف تھا مختار بن عبید ثقفی نے عمرو ابن سعد کو بلایا ابن سعد کا بیٹا حفص حاضر ہوا۔ مختار نے پوچھا تیرا باپ کیوں نہیں آیا۔ حفص نے جواب دیا اب وہ گوشہ نشیں ہو گیا ہے۔ گھر سے باہر نہیں نکلتا بس اللہ اللہ کرتا رہتا ہے۔ تسبیح و تہلیل کرتا رہتا ہے۔ مختار نے کہا اب وہ رَے کی حکومت کہاں ہے۔ جس کی محبت میں نواسہ رسول کو شہید کیا حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کے دن کیوں گوشہ نشین نہ ہوا۔ عمرو ابن سعد کو بلوایا اور جلاد کو حکم دیا اس کی آنکھوں کے سامنے اس کے بیٹے کو قتل کرو۔ عمرو ابن سعد نے نوجوان بیٹے کی زندگی کی ہاتھ جوڑ کر بھیک مانگی۔ مختار ثقفی نے عمر ابن سعد کو کہا۔

ظالم کیا تجھے علی اکبر پر رحم آیا تھا۔ علی اصغر پر عون و محمد پر رحم آیا تھا۔ اب تیرے بیٹے پر کون رحم کرے جلاد نے ابن سعد کے بیٹے کی گردن اڑا دی اس کے بعد مختار ثقفی نے حکم دیا ابن سعد کو بھی قتل کر دو عمرو ابن سعد اپنے انجام کو پہنچا۔

شمر کی لاش کو جلایا گیا:

شمر جس نے حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کو شہید کیا تھا وہ شمر مختار ثقفی کے سامنے لایا گیا مختار نے حکم دیا کہ پہلے اس ظالم کے دونوں بازو کاٹ دو۔ جلاد نے دونوں بازو کاٹ دیئے پھر مختار نے حکم دیا اس کی دونوں ٹانگیں کاٹ دو جلاد نے دونوں ٹانگیں

کاٹ دیں۔ مختار ثقفی نے حکم دیا کہ شمر کی لاش کو گھوڑوں کے سموں سے روندا جائے شمر کی ہڈیاں اور پسلیاں چکنا چور ہو گئیں۔ مختار نے حکم دیا اس کی لاش کو آگ میں پھینک کرنذر آتش کر دو شمر ظالم کی لاش کو آگ میں جلا دیا گیا۔ ظالم اپنے انجام کو پہنچ گیا۔

اِنَّ بَطۡشَ رَبِّکَ لَشَدِیۡدٌ "بیشک تیرے رب کی پکڑ بڑی سخت ہے۔"

اسی طرح لشکر یزید کے سپاہی ایک ایک کر کے سب اپنے انجام کو پہنچے۔ ظالم جب انتقام قدرت میں گرفتار ہوتا ہے تو اکیلے نہیں پکڑا جاتا اس کے ظلم میں جتنے شامل ہوئے ہیں سب پکڑے جاتے ہیں۔

نمرود اکیلا نہیں پکڑا گیا بلکہ اپنی ساری فوجوں کے ساتھ پکڑا گیا۔ فرعون اکیلا نہیں پکڑا گیا بلکہ اپنی تمام فوجوں کے ساتھ پکڑا گیا۔ یزید اکیلا نہیں پکڑا گیا بلکہ اپنے سارے جرنیلوں، گورنروں، وزیروں، مشیروں کے ساتھ پکڑا گیا اس کی فوج کے تمام سپاہی ایک ایک کر کے قتل ہو گئے۔

آج ان ظالموں کے سر تن سے جدا کر کے گلی کوچوں میں پھرائے جا رہے ہیں اور دنیا میں ان کی بیکسی پر افسوس کرنے والا کوئی نہیں۔ ہر انسان ملامت کرتا ہے۔ حقیر نگاہوں سے دیکھتا ہے ان ظالموں کی ذلت پر اور رسوائی کی موت پر خوش ہوتا ہے۔

اس کے بعد مختار نے عام حکم جاری کیا کہ کربلا میں جو جو شخص حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے مقابلے پر تھا وہ جہاں پایا جائے بے دردی کے ساتھ قتل کر دیا جائے۔ مختار کے سپاہیوں نے ان کا تعاقب کیا جس کو جہاں پایا

قتل کیا

لاشیں جلا دیں

گھر لوٹ لئے

خولی بن یزید کو مختار کے پاس لایا گیا مختار نے پہلے ہاتھ پیر کٹوائے پھر آگ میں جلا دیا۔ سب کو طرح طرح کے عذابوں کے ساتھ ہلاک کیا گیا۔

ابن زیاد اور اس کے جرنیلوں کے سر کاٹ کر کوفے کے گورنر ہاؤس میں بھیجے گئے۔ مختار ثقفی تخت پر بیٹھا ہوا تھا ابن زیاد اور باقی جرنیلوں کے سر مختار ثقفی کے سامنے پڑے ہوئے ہیں۔ چھ سال پہلے حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کا سر اور دوسرے شہداء کے سر اسی جگہ موجود ہیں لیکن ان شہداء کے سروں پر انوار کی بارش ہو رہی تھی لوگ زیارت کر رہے تھے اور زبان سے کہہ رہے تھے یہ جنتی نوجوانوں کے سردار ہیں۔

واقعہ کربلا اس بات کا اعلان کر رہا ہے کبھی بھول کر بھی کسی پر ظلم نہ کرنا۔ مظلوم بن جانا کبھی ظالم نہ بننا۔ مظلوم کے ساتھ خدا ہوتا ہے ظالم پر خدا کا قہر نازل ہوتا ہے۔ ظالم ایک دن پکڑا جاتا ہے۔

یزید اور یزید کے ہر سپاہی کے بیٹے ختم ہو گئے اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کا ایک ہی بیٹا امام زین العابدین رضی اللہ عنہ بچا آج تک سید باقی ہیں قیامت تک باقی رہیں گے۔

حضرت عبداللہ بن حنظلہ رضی اللہ عنہ غسیل الملائکہ فرماتے ہیں کہ خدا کی قسم ہم نے یزید کی بیعت اس وقت توڑی جب کہ ہمیں یہ خوف ہوا کہیں اس کی بدکاریوں کی وجہ سے ہم پر آسمان سے پتھر نہ برسنے لگیں بلاشبہ وہ ماؤں، بیٹیوں اور بہنوں سے نکاح کرتا شراب پیتا اور نماز نہیں پڑھتا تھا۔ (تاریخ الخلفاء)

جب یزید نے دیکھا مدینے اور مکے والے میرے خلاف ہو گئے ہیں تو اس نے مسلم بن عقبہ کو بیس ہزار کا لشکر دے کر مدینہ اور مکہ پر حملہ کرنے کے لئے بھیجا۔ لشکر نے مدینے پہنچ کر وہ طوفان بدتمیزی کیا جس کے تصور سے روح تڑپ جاتی ہے۔ قتل و غارت، لوٹ مار، آبروریزی کی وہ گرم بازاری کی کہ توبہ توبہ، تقریباً دس ہزار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو شہید کیا۔ یزیدی لشکر نے تین دن کے لئے مدینے کو مباح قرار دے کر

درندگی کا مظاہرہ کیا۔ یزیدی لشکر نے مسجد نبوی کے ستونوں سے گھوڑے باندھے۔ تین دنوں میں مسجد میں کوئی نماز کے لئے نہیں آیا۔

سعید بن مسیب مجنوں بن گئے:

حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ وہ مجنوں بن کر مسجد نبوی میں حاضر رہے فرماتے ہیں۔ نماز کے وقت روضہ مقدسہ سے اذان، اقامت اور جماعت کے ہونے کی آواز سنتا تھا۔ اور میں بھی نماز ادا کر لیتا تھا۔

حدیث شریف سنیں:۔ سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا! جو شخص اہل مدینہ کے ساتھ برائی کا ارادہ کرے گا اللہ تعالیٰ اس کو اس طرح پگھلائے گا جس طرح نمک پانی میں گھل جاتا ہے۔ (مسلم شریف)

حدیث شریف سے معلوم ہوا جو شخص اہل مدینہ کے ساتھ برائی کا ارادہ کرے گا۔ اللہ تعالیٰ اس کو تباہ و برباد کرے گا۔

برادران ملت! یزید کا کوئی ایک جرم نہیں۔ یزید بیک وقت اہل بیت کا قاتل ہے۔ یزید بیک وقت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا قاتل ہے۔ یزید بیک وقت بیت اللہ شریف کا مجرم ہے۔ یزید بیک وقت سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مجرم اور گستاخ ہے۔ یزید کی ہمدردی کرنے والو اور اس کو جنتی کہنے والو! تم یزید کے کس کس جرم پر پردے ڈالو گے۔

یزید کی خوبیاں بیان کرنے والوں یزید میں ہزاروں خوبیاں ہو لیکن کربلا کے میدان میں جو اہل بیت کے شہزادوں کا خون ہوا ہے۔ اس خون کی ایک بوند سے یزید کی ساری خوبیوں پر پردے پڑ جائیں گے۔ میں اس بات کا قائل ہوں کہ یزید اسلام مانتا تھا۔ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ بھی اسلام مانتے تھے لیکن فرق ہے یزید اپنی خواہشات پہ چلنے کو اسلام کہتا تھا۔ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ قرآن کے مطابق اپنی خواہشات کو ڈھال دینے کو اسلام کہتے تھے۔ امام حسین رضی اللہ عنہ کا اسلام کیا ہے؟

حسین رضی اللہ عنہ کا اسلام:

اسلام کی خاطر وطن کو قربان کر دو

اسلام کی خاطر دولت کو قربان کر دو

اسلام کی خاطر اگر ضرورت پڑے تو معصوم بچوں کو بھی قربان کر دو

یہ امام حسین رضی اللہ عنہ کا اسلام ہے اور یزید کا اسلام کیا ہے۔ بچوں کی خاطر اسلام کو قربان کر دو۔ دولت کی خاطر اسلام کو قربان کر دو۔ حکومت کی خاطر اسلام کو قربان کر دو۔ یہ یزید کا اسلام ہے۔ اسلام کی خاطر سب کچھ قربان کر دینا یہ کربلا کے شہید کا اسلام ہے۔ کرسی اور اقتدار کی خاطر اسلام کو قربان کر دینا یہ یزید کا اسلام ہے۔ دونوں اسلام آج بھی موجود ہیں۔ اسلام کا مذاق اڑانے والے بھی اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں۔ ساری رات فلمیں دیکھنے والے اور ساری رات گانے سننے والے بھی اپنے آپ کو سچا مسلمان کہتے ہیں۔

میں ان ناچنے والوں اور گانا گانے والے ظالموں سے پوچھتا ہوں اگر فلمیں ڈرامے دیکھنے کا نام اسلام ہے تو پھر بتاؤ تمہارے اسلام اور یزید کے اسلام میں فرق کیا ہے۔ یہ تمام

بدمعاش

عیاش

ڈاکو

چور

اور مسلمانوں کے خون سے ہولی کھیلنے والے ظالم قاتل یہ سب یزید کے سپاہی ہیں۔ ہر برائی میں ملوث ہونے والا یزید کا سپاہی ہے اور ہر خوبی میں جان قربان

کرنے والا حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کا سچا پکا غلام ہے۔

لشکر یزید نے مکہ مکرمہ پر حملہ کیا چونسٹھ دن تک محاصرہ کر کے لوگوں کو قتل کرتے رہے۔ منجنیقوں کے ذریعے اتنی سنگ باری کی کہ کعبے کا صحن بھر گیا۔ انتہائی درندگی کا مظاہرہ کیا۔ حرم شریف کے رہنے والے دو ماہ تک سخت مصیبت میں مبتلا رہے۔ کعبہ شریف کئی دن تک بے لباس رہا۔ چھت جل گئی۔ یہ واقعات ربیع الاوّل ۶۴ھ کے شروع میں ہوئے۔ ابھی جنگ جاری تھی یزید پلید کے مرنے کی خبر آئی حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے پکار کر کہا یزیدی لشکر تمہارا طاغوت ہلاک ہو گیا، یزیدی لشکر کی ہمت ختم ہو گئی، حوصلے پست ہو گئے، مکے والے یزیدی لشکر پر ٹوٹ پڑے، یزیدی لشکر بھاگ گیا اور اہل مکہ کو ان کے ظلم سے نجات ملی۔ بدبخت یزید نے تقریباً ساڑھے تین برس حکومت کی اور انتالیس برس کی عمر میں مر گیا۔

جب سر محشر پوچھیں گے بلا کے سامنے
کیا جواب جرم دو گے تم خدا کے سامنے

حضرت زینب رضی اللہ عنہا:

یہاں پر حضرت زینب رضی اللہ عنہا کا ذکر ضروری ہے کیونکہ واقعہ کربلا میں شروع سے آخر تک آپ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے ساتھ رہی ہیں۔ حضرت زینب کی والدہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا ہیں اور والد حضرت علی رضی اللہ عنہ ہیں۔ کنیت اُمّ الحسن اور اُمّ کلثوم تھی۔ واقعہ کربلا کے دوران اس قدر مصائب برداشت کئے کہ ان کی کنیت ''اُمُّ المَصَائِب'' مشہور ہو گئی۔

حضرت زینب رضی اللہ عنہا کی ولادت با سعادت جمادی الاولیٰ ۵ھ میں مدینہ طیبہ میں ہوئی۔ اس وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں موجود نہ تھے۔ تین دن کے بعد جب

تشریف لائے تو اپنے معمول کے مطابق سفر سے واپسی کے بعد حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لے گئے۔ حضرت زینب رضی اللہ عنہا کو گود میں لیا اور پیار کیا۔ اس کے بعد آپ نے نام زینب رکھا اور فرمایا یہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی ہم شکل ہے۔ حضور ﷺ اپنی نواسی حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے ساتھ بہت محبت فرماتے تھے۔ آپ کے کندھوں پر سوار ہو جاتی تھیں۔ سرکارِ مدینہ ﷺ نے حجۃ الوداع کا جب ارادہ فرمایا تو حضرت زینب رضی اللہ عنہا اس سفر میں حضور ﷺ کے ساتھ تھیں یہ ان کا پہلا سفر تھا جو انہوں نے پانچ برس کی عمر میں کیا۔ جب حضور ﷺ کے وصال مبارک کا وقت آیا تو حضور ﷺ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ اپنے بچوں کو لاؤ تو اس وقت خاتونِ جنت نے اپنے تمام بچوں کو حضور ﷺ کی خدمتِ اقدس میں حاضر کیا۔

اپنے نانا جان کو اس حال میں دیکھ کر بچوں نے رونا شروع کر دیا حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے اپنا سر حضور ﷺ کے سینہ مبارک پر رکھ دیا۔ حضور ﷺ نے ان کی پیشانی پر بوسہ دیا اور اپنا دست رحمت ان کے سر مبارک پر پھیر کر دلاسہ دیا۔ اس وقت حضرت زینب رضی اللہ عنہا کی عمر تقریباً چھ برس تھی کہ حضور ﷺ نے وصال فرمایا پھر چھ ماہ کے بعد حضرت زینب رضی اللہ عنہا کی والدہ ماجدہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا بھی وصال فرما گئیں۔ اس عمر میں یہ صدمہ بھی حضرت زینب رضی اللہ عنہا کو برداشت کرنا پڑا۔ خاتون جنت کے وصال کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اُمّ البنین سے نکاح کیا تا کہ بچوں کی نگہداشت ہو سکے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنے بچوں کی ایسی تربیت فرمائی کہ بچے تمام اوصاف جمیلہ سے متصف ہو گئے۔ حضرت زینب رضی اللہ عنہا زہد و تقویٰ، فہم و فراست عفت و عصمت، عبادت و شب بیداری، حق گوئی و بے باکی، صبر و شکر اور سخاوت و ایثار میں حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا جیسی ہو گئیں۔

علم و فضل اور زہد و تقویٰ میں قریش کی کوئی لڑکی حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے ہم

پلہ نہ تھی۔ حضرت زینبؓ علم وفضل میں اوج کمال پر تھیں۔ حضرت علیؓ اپنی اس بیٹی سے بہت مطمئن تھے۔ علمی قابلیت وبصیرت پر بہت خوش تھے۔ حضرت علیؓ کے زمانہ خلافت میں حضرت زینبؓ کوفہ میں ہی قیام پذیر رہیں۔ کوفہ کی خواتین آپ کی خدمت میں حاضر ہوکر قرآن کریم کے معانی مطالب دریافت کرتیں تھیں۔ ایک مرتبہ خواتین کے سامنے آپ کھیٰعص کی تفسیر بیان فرما رہی تھیں۔ اسی اثنا میں حضرت علیؓ آگئے پوری توجہ سے بیان سنا۔ جب انہوں نے بیان ختم کیا تو بہت خوش ہوئے اور فرمایا، بیٹی میں نے تمہارا بیان سنا اور مجھے بہت مسرت ہوئی کہ تم قرآن کریم کے مطالب ومعانی اس قدر عمدہ طریقے سے بیان کرسکتی ہو۔ حضرت زینبؓ جب جوان ہوگئیں۔ تو حضرت علیؓ نے اپنے بھتیجے حضرت عبداللہ بن جعفر طیارؓ سے نکاح کیا۔ حضرت عبداللہ بن جعفرؓ نہایت نیک سیرت انسان تھے۔ متقی اور پرہیزگار تھے۔

۳۷ھ میں حضرت علیؓ نے کوفہ کو دارالخلافہ قرار دیا اور کوفے میں قیام اختیار فرمایا تو حضرت زینبؓ اور ان کے شوہر حضرت عبداللہ بن جعفرؓ بھی مدینہ طیبہ سے کوفے آگئے رمضام المبارک ۴۰ھ میں حضرت علیؓ کو شہید کردیا گیا۔ پھر چند سالوں کے بعد حضرت امام حسنؓ بھی شہید ہوگئے۔ اس وقت حضرت زینبؓ اپنے شوہر اور بچوں کے ساتھ مدینہ منورہ میں قیام پذیر تھیں۔

کوفے والوں کی دعوت پر جب حضرت امام حسینؓ اپنے اہل وعیال اور جانثاروں کے ساتھ کوفے روانہ ہوئے تو یہ ذی الحجہ ۶۰ھ کا زمانہ تھا حضرت عبداللہ بن جعفرؓ کسی وجہ سے اس قافلے میں شریک نہ ہوسکے مگر انہوں نے حضرت زینبؓ اور اپنے بچوں کو حضرت امام حسینؓ کے ساتھ جانے کی اجازت دے دی۔

۱۰محرم الحرام ۶۱ھ کو جب واقعہ کربلا پیش آیا تو حضرت زینب ﷞ کی آنکھوں کے سامنے ان کے بچے، بھتیجے اور بھائی اور دیگر جانثار شامی فوج سے لڑتے ہوئے یکے بعد دیگرے شہادت کے منصب پر فائز ہوتے رہے۔ اس موقع پر حضرت زینب ﷞ نے جس حوصلے، صبر وتحمل، شجاعت واستقامت کا مظاہرہ کیا وہ اپنی مثال آپ ہے۔ ۱۲محرم الحرام ۶۱ھ کو اہل بیت عظام کے کربلا میں بچ جانے والے نفوس قدسیہ جن میں کچھ خواتین بچے اور حضرت امام زین العابدین اور حضرت زینب ﷞ کو قیدی بنا کر کوفے کی طرف لے جایا گیا۔ جب یہ مظلوم قافلہ کوفے میں داخل ہوا تو ہزاروں کوفی انہیں دیکھنے کے لئے جمع ہو گئے ان بے وفا کوفیوں کے ہجوم کو دیکھ کر حضرت زینب ﷞ اپنے آپ پہ قابو نہ رکھ سکیں اور پکار کر فرمایا لوگو اپنی نظریں نیچی رکھو یہ محمد رسول اللہ ﷺ کی لٹی ہوئی اولاد ہے اس کے بعد آپ نے اہل کوفہ کے سامنے ایسا خطبہ ارشاد فرمایا کہ جسے سن کر کوفیوں کے اوسان خطا ہو گئے۔

دوسرے دن قیدیوں کو کوفے کے گورنر ابن زیاد کے سامنے پیش کیا گیا ابن زیاد نے امام زین العابدین ﷜ کے قتل کا حکم دیا حضرت زینب ﷞ یہ سن کر تڑپ اٹھیں فرمایا اگر اسے قتل کرنا ہے تو اس کے ساتھ مجھے بھی قتل کر دو۔ یہ کہہ کر حضرت زینب ﷞ امام زین العابدین ﷜ کے ساتھ چمٹ گئیں۔ یہ دیکھ کر ابن زیاد اپنے ارادے سے باز آ گیا۔ بعد میں دمشق روانہ کر دیا گیا۔ سفر کی صعوبتیں برداشت کرتے ہوئے اہل بیت کا قافلہ یزید کے دربار میں پہنچا۔

پھر چند دنوں کے بعد حضرت نعمان بن بشیر انصاری ﷜ کی حفاظت میں اہل بیت کے قافلے کو مدینہ طیبہ کی طرف روانہ کر دیا گیا۔ پہلے قافلہ کربلا پہنچا اور وہاں سے مدینہ پہنچا۔ حضرت زینب ﷞ روضہ رسول پر حاضر ہوئیں تو آنکھوں سے

آنسوؤں کی جھڑی جاری تھی رقت قلبی کے ساتھ عرض کی نانا جان میں آپ کے فرزند اور اپنے بھائی کی شہادت کی خبر لائی ہوں۔ جب حال بیان کیا تو تمام لوگ رونے لگ گئے۔ خاتون جنت کی قبر پر گئیں اس قدر زار و قطار روئیں کہ پتھر بھی پانی ہو گئے۔ جب قلب اطہر کا بوجھ ہلکا ہوا تو اپنے خاندان کے لوگوں نے آپ کو صبر کی تلقین کی۔

واقعہ کربلا کے بعد حضرت زینب رضی اللہ عنہا زیادہ عرصہ زندہ نہ رہ سکیں مصائب و الم کا ایک ایسا بوجھ تھا جو برداشت کرنا بہت ہی مشکل ہو رہا تھا۔ مصائب کے پہاڑ ٹوٹنے سے قلب و جگر پارہ پارہ ہو چکے تھے۔ ۶۲ ھ میں اس دار فانی سے رحلت فرما گئیں۔ حضرت زینب رضی اللہ عنہا فصاحت و بلاغت میں درجہ کمال رکھتی تھیں۔ خواتین میں سے میدان خطابت میں کوئی ان کا ثانی نہ تھا تقریر کرتیں تو سننے والوں پر سکوت طاری ہو جاتا تھا الفاظ دلوں پر اثر کرتے تھے۔

جب آپ شہداء کربلا کے مصائب کا بیان نہایت درد و الم کے ساتھ کرتیں تو لوگوں میں اہل بیت کی حمایت کا جذبہ تیز ہو جاتا اس صورت حال کو دیکھ کر عامل مدینہ نے یزید کو حالات سے آگاہ کر دیا۔ یزید نے حکم بھیجا کہ حضرت زینب رضی اللہ عنہا کو کسی دوسرے شہر میں بھیج دو حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے پہلے تو مدینہ چھوڑنے سے انکار کیا پھر بعض خاندان کے لوگوں نے سمجھایا تو جانے کے لئے تیار ہو گئیں مصر ہجرت کر گئیں۔ مصر کے والی حضرت مسلمہ بن مخلد انصاری رضی اللہ عنہ تھے انہوں نے آپ کے مرتبہ کا خیال کرتے ہوئے عزت و احترام میں کوئی کسر نہ اٹھا رکھی اور اپنے گھر میں قیام کے لئے جگہ دی مصر میں ہی آپ نے وصال فرمایا۔

ایک روایت میں آتا ہے کہ حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے شوہر حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ کی دمشق شام میں کچھ زمینداری تھی اس لئے وہ اپنے شوہر حضرت عبداللہ بن جعفر

کے ساتھ دمشق چلی گئیں وہاں پہنچنے کے بعد بیمار ہو گئیں اور ۶۲ ھ میں وصال فرما گئیں۔

فضیلت عاشورہ:

عاشورہ سے مراد محرم الحرام کا دسواں دن ہے۔ اس دن کو عاشورہ اس لئے کہتے ہیں کہ اس دن میں اللہ تعالیٰ نے دس نبیوں پر دس کرامتوں کا انعام فرمایا ہے۔
اس دن میں حضرت آدم علیہ السلام کی توبہ قبول ہوئی۔ حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی جودی پہاڑ پر رکی حضرت موسیٰ علیہ السلام کو فرعون سے نجات ملی اور فرعون غرق ہوا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت ہوئی اور اسی دن حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر اٹھائے گئے۔ حضرت یونس علیہ السلام کو مچھلی کے پیٹ سے خلاصی ملی اور اسی دن ان کی امت کا قصور معاف ہوا حضرت یوسف علیہ السلام کنویں سے نکالے گئے اور حضرت ایوب علیہ السلام کو بیماری سے صحت ملی۔ حضرت ادریس علیہ السلام آسمان پر اٹھائے گئے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ولادت ہوئی اور اسی دن ان پر آگ گلزار ہوئی حضرت سلیمان علیہ السلام کو ملک عطا ہوا اور بھی بہت سے واقعات اس دن میں ہوئے۔ یوم عاشورہ واقعہ کربلا سے پہلے بھی معظم و مکرم دن سمجھا جاتا تھا اور حدیث شریف میں ہے قیامت بھی ۱۰ محرم الحرام کو بروز جمعہ یوم عاشورہ کو واقع ہوگی۔ (غنیۃ الطالبین)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عاشورہ کے دن روزہ رکھنے کا حکم فرمایا۔ (ترمذی)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ دیکھا کہ آپ کسی دن کے روزے کو دوسرے دنوں پر فضیلت دے کر تلاش کرتے ہوں۔ سوائے یوم عاشورہ کے۔ (بخاری)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں یوم عاشورہ کا روزہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے امید رکھتا ہوں کہ اللہ تبارک و تعالیٰ اس کو گزشتہ سال کے گناہوں کا کفارہ بنا

دے۔ (مسلم شریف)

حضور اکرم ﷺ فرماتے ہیں جو عاشورہ کے دن اپنے اہل وعیال پر وسعت کرے (طعام وغیرہ کی)۔ اللہ تبارک وتعالیٰ اس پر سارا سال وسعت فرماتا ہے۔ (نزہۃ المجالس)

مصر میں ایک شخص تھا جس کے پاس ایک کپڑے کے سوا کچھ نہ تھا اس نے عاشورا کے دن مسجد حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ میں صبح کی نماز پڑھی وہاں قاعدہ یہ تھا کہ عاشورے کے دن عورتیں اس مسجد میں دعا کرنے کے لئے جایا کرتی تھیں تو ایک عورت نے اس شخص سے کہا کہ لِلّٰہ مجھے کچھ میرے بال بچوں کے لئے دو اس شخص نے کہا اچھا میرے ساتھ چلو، گھر میں جا کر وہ کپڑا اتارا اور دروازے کی دراز سے اس عورت کو دے دیا اس عورت نے دعا دی کہ اللہ تعالیٰ تجھے جنت کے حلے پہنائے۔

اسی رات اس شخص نے خواب میں ایک نہایت خوبصورت حور دیکھی جس کے پاس ایک خوشبودار سیب تھا۔ اس نے سیب کو توڑا تو اس میں ایک حلہ پایا۔ اس شخص نے اس حور سے پوچھا تو کون ہے اس نے کہا میں عاشورہ ہوں جنت میں تیری بیوی، پھر وہ شخص جاگ پڑا سارے گھر کو خوشبو سے مہکتا پایا۔

وضو کر کے دو رکعتیں پڑھیں اور دعا کی اے اللہ! اگر واقعی وہ جنت میں میری زوجہ ہے تو میری روح قبض کر لے اور مجھے اس کے پاس پہنچا دے اللہ تعالیٰ نے اس کی دعا قبول کی اور وہ اسی وقت مرگیا۔ (نزہۃ المجالس ج ا ص ۱۷۸)

حضرت امام عبداللہ یافعی مکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ شہر "رے" (تہران) میں ایک بڑا امیر قاضی تھا اس کے پاس عاشورہ کے دن ایک فقیر آیا اس نے قاضی سے کہا اللہ تعالیٰ آپ کو عزت دے میں ایک فقیر صاحب اولاد ہوا آپ کے پاس آیا ہوں اس

دن کی عزت کے صدقے میں مجھے دس من آٹا۔ پانچ من گوشت اور دو درہم دے۔ قاضی نے ظہر کے وقت دینے کا وعدہ کیا فقیر ظہر کے وقت آیا۔ قاضی نے کہا عصر کے وقت دوں گا۔ جب عصر کا وقت آیا تو اس نے فقیر کو ٹال دیا۔

فقیر واپس چلا گیا۔ راستہ میں ایک نصرانی اپنے مکان کے دروازے میں بیٹھا ہوا تھا۔ فقیر نے اس سے کہا اس دن کی عزت کے صدقے میں مجھے کچھ عطا کر۔ نصرانی نے کہا اس دن کی خصوصیت کیا ہے۔ فقیر نے اس دن کی عزت بیان کی اور بتایا کہ یہ دن فرزند رسول حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کا دن ہے۔ نصرانی نے فقیر سے کہا تم نے اپنی حاجت کے سلسلے میں بہت بڑے عظیم دن کی عزت کا واسطہ اور قسم دی ہے۔ لہٰذا اپنی حاجت بیان کرو۔ فقیر نے وہی آٹے گوشت اور درہموں کا سوال کیا نصرانی نے دس بوری گندم اڑھائی من گوشت اور بیس درہم دے کر کہا یہ تیرے اور تیرے بچوں کے لئے ہے اور جب تک میں زندہ ہوں اس ماہ کے اس دن کی کرامت کی وجہ سے ہر سال اتنا لے جایا کرو۔ فقیر یہ سب کچھ لے کر اپنے گھر چلا گیا۔ جب رات ہوئی اور وہ قاضی سویا تو اس نے خواب میں ہاتف غیبی سے سنا کہ اپنا سر اوپر اٹھا کر دیکھو قاضی نے سر اٹھا کر دیکھا تو دو محل تھے ایک کی دیواریں سونے چاندی کی تھیں اور دوسرا سرخ یاقوت کا۔ قاضی نے کہا یاالٰہی! یہ دونوں محل کس کے ہیں۔ اس کو کہا گیا یہ دونوں تیرے لئے تھے۔ اگر تو فقیر کی حاجت پوری کر دیتا پس جب تو نے اس کو رد کر دیا تو اب یہ دونوں محل فلاں نصرانی کے ہو گئے ہیں۔

قاضی گھبرا کر نیند سے چونک پڑا اور ہائے وائے کرنے لگا۔ صبح کو نصرانی کے پاس آ کر کہا تو نے گزشتہ رات کیا نیکی کی ہے اس نے وجہ سوال پوچھی قاضی نے اپنا خواب بتایا اور کہا کہ تو اپنی اچھی نیکی جو تو نے فقیر کے ساتھ کی ہے۔ میرے ہاتھ سو ہزار

درہم میں بیچ دے نصرانی نے کہا اگر کوئی زمین بھر درہم بھی دے۔ تب بھی میں اس کو نہ بیچوں گا یہ کتنا اچھا معاملہ ہے۔ رب کریم کے ساتھ ہوا ہے۔ یہ کہہ کر وہ نصرانی کلمہ شہادت پڑھ کر مسلمان ہوگیا اور کہا بے شک یہ دین سچا ہے۔ (روض الریاحین ص ۱۵۱)

ان روایات سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ محرم شریف کی دسویں کا یعنی عاشورہ کا......

روزہ رکھنا

صدقہ کرنا

خیرات کرنا

نوافل پڑھنا

ذکرواذکار کرنا

بہت ہی فضیلت والا عمل ہے اور اجر وثواب کا باعث ہے۔ اسی دن میں نواسہ رسول حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ اور دیگر شہداء کربلا نے شہادت کا مرتبہ حاصل کیا ہے۔ ان کے لئے ایصال ثواب کریں اور اسلام کی خاطر قربانی دینا اپنا طریقہ بنائیں۔ اس دن میں نیکی اور بھلائی میں کثرت کریں اور ایسے اعمال سے بچیں جو خلاف شرع ہیں۔

اگر ذکر شہادت سن کر خود بخود رونا آجائے یہ رحمت ہے اور جائز ہے۔ سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جب حضرت جبرائیل علیہ السلام اس شہادت کی خبر لے کر آئے تو آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوگئے۔

معلوم ہوا کہ ذکر شہادت سن کر آنسو بہانا آپ کی سنت ہے اللہ تعالیٰ ہمیں عمل کی توفیق عطا فرمائے۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

حدیث شریف

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَثَلُ الْجَلِیْسِ الصَّالِحْ وَالسُّوْءِ کَحَامِلِ الْمِسْکِ وَنَافِخِ الْکِیْرِ فَحَامِلُ الْمِسْکِ اِمَّا اَنْ یُّحْذِیَکَ وَاَمَّا اَنْ تَبْتَاعَ مِنْہُ وَاَمَّا اَنْ تَجِدَ مِنْہُ رِیْحًا طَیِّبَۃً وَنَافِخُ الْکِیْرِ اَمَّا اَنْ یُّحْرِقَ ثِیَابَکَ وَاَمَّا اَنْ تَجِدَ مِنْہُ رِیْحًا خَبِیْثَۃً مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ (مشکوۃ باب الحب فی اللہ ومن اللہ)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اچھے برے ساتھی کی مثال مشک کے اٹھانے اور بھٹی دھونکنے والے کی سی ہے۔ مشک اٹھانے والا یا تمہیں کچھ دے دے گا۔ یا تم اس سے خرید لو گے۔ اور یا تم اس سے اچھی خوشبو پا لو گے۔ اور بھٹی دھونکنے والا یا تمہارے کپڑے جلا دے گا۔ اور یا تم اس سے بدبو پاؤ گے۔ یعنی اسی طرح آپ کسی برے دوست کے پاس جا کر بیٹھیں گے تو چاہے آپ کو اس سے کوئی کام ہو یا نہ ہو اس سے کوئی مطلب ہو یا نہ ہو اس کی برائی کی کوئی نہ کوئی چنگاری آپ پر ضرور پڑے گی۔ اور اگر کسی نیک صالح دوست کے پاس جا کر بیٹھیں گے تو چاہے اس سے کچھ کام ہو یا نہ ہو اللہ تعالیٰ کے ذکر کی آواز تو آپ کو آ ہی جائے گی۔

پانچواں خطبہ

﴾حضرت بابا فرید گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ﴿

اَلْحَمْدُلِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالْعَاقِبَۃُ لِلْمُتَّقِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ ط اَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلَا اِنَّ اَوْلِیَاءَ اللّٰہِ لَا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ ٥

اٰمَنْتُ بِاللّٰہِ صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ وَ بَلَّغَنَا رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمُ الْاَمِیْنُ وَ نَحْنُ عَلٰی ذٰلِکَ مِنَ الشَّاھِدِیْنَ وَ الشّٰکِرِیْنَ وَالْحَمْدُلِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ......

اِنَّ اللّٰہَ وَ مَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ ...... یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَ سَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا......

تمام حضرات محبت، ذوق اور شوق کے ساتھ درود شریف پڑھیں۔

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ

وَعَلٰی اٰلِکَ وَاَصْحَابِکَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہِ

میرے محترم بزرگو اور معزز دوستو! چونکہ محرم الحرام شریف کی پانچ تاریخ کو

پاکپتن شریف میں شیخ الاسلام حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کا عرس مبارک ہوتا ہے۔ اس لئے آج مختصر وقت میں حضرت بابا فرید گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کو نذرانہ عقیدت پیش کروں گا۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ حق بیان کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اس پر مجھے اور آپ کو عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

حضرت بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت ۵۷۱ھ بمطابق ۱۱۷۵ء کھوتوال کے قصبہ میں ہوئی۔ آپ مادرزاد ولی تھے۔ جس سال آپ کی ولادت ہوئی شعبان کی انتیس تاریخ تھی۔ آسمان پر گہرے بادل چھائے ہوئے تھے۔ شہر کے کچھ لوگ آپ کے والد ماجد قاضی جمال الدین سلیمان رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کرنے لگے۔ رمضان کا چاند نظر نہیں آیا اب ہم کل روزہ رکھیں یا نہ رکھیں۔ قاضی صاحب نے فرمایا! شک والے دن روزہ رکھنا مکروہ ہے۔

اس وقت قصبہ کھوتوال میں ایک مجذوب بزرگ رہا کرتے تھے۔ لوگ ان کے پاس گئے اور عرض حال کی، مجذوب نے لوگوں کو جواب دیا "واہ جی واہ" ڈھنڈورا شہر میں لڑکا بغل میں۔"

آج رات قاضی صاحب کے گھر میں جو بچہ پیدا ہوگا وہ قطب ہے۔ پس اگر وہ کل دودھ پیئے تو جاننا کہ چاند نہیں ہوا اور اگر نہ پیئے تو سمجھ لینا کہ آج رمضان کی پہلی تاریخ ہے۔ پس یہی ہوا۔ اسی رات کو آپ کی ولادت ہوئی اور صبح کو آپ نے دودھ نہیں پیا۔ جب لوگوں کو پتہ چلا تو سب نے روزہ رکھا۔ جب افطار کا وقت آیا تو آپ نے دودھ پیا اور پورے ماہ رمضان میں دن بھر دودھ نہ پیتے اور وقت افطار دودھ پیتے۔ (اسرار الاولیاء)

دینی تعلیم حاصل کی:

حضرت بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ نے دینی تعلیم بھی حاصل کی۔ آج کل کے پیر اکثر جاہل ہوتے ہیں۔ ان کے پاس قرآن پڑھا جائے تو انہیں پتہ نہیں ہوتا کہ قرآن پڑھا جا رہا ہے یا اخبار پڑھا جا رہا ہے، لیکن آپ نے سب سے پہلے کھوتوال میں قرآن کریم حفظ کیا۔ اس کے بعد درسی کتابیں پڑھیں۔ عشق الٰہی کی چنگاری نے حضرت کا دل یادِ الٰہی میں لگا دیا۔ بچپن میں ہی قصبہ کھوتوال کے رہنے والے آپ کے متعلق کہتے تھے ''قاضی بچہ دیوانہ'' یعنی قاضی کا بیٹا دیوانہ ہے، کیونکہ آپ جذب و مستی کی کیفیت میں رہتے تھے، ہر وقت یادِ الٰہی میں مشغول رہتے تھے۔

حضرت شیخ جلال الدین تبریزی رحمۃ اللہ علیہ جو ولی کامل تھے۔ ایک مرتبہ قصبہ کھوتوال میں تشریف لائے۔ حضرت بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کی۔ ایک انار توڑ کر آپ کی خدمت میں پیش کیا۔ بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا میں روزہ دار ہوں۔ شیخ کچھ دیر بعد روانہ ہو گئے۔ انار کا ایک دانہ زمین پر گر پڑا تھا۔ باباجیؒ نے اٹھا کر دستار مبارک کے پلو میں باندھ لیا۔ شام کو افطاری کے وقت اس دانہ کو کھایا تو دل میں روشنی پیدا ہو گئی۔ آپ کو افسوس ہوا کہ میں نے یہ انار پورا کیوں نہ لے لیا۔ جب بعد میں حضرت بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت اقدس میں یہ واقعہ عرض کیا تو آپ نے فرمایا فرید! تمام برکتیں صرف اسی ایک دانے میں تھیں جو اللہ تعالیٰ نے تیرے نصیب کیا۔

مزید تعلیم کے لئے آپ ملتان تشریف لے گئے۔ اس وقت آپ کی عمر ۱۸ سال تھی ملتان اس وقت علم کا مرکز تھا۔ آپ سرائے حلوائی کے قریب مولانا منہاج الدین ترمذی رحمۃ اللہ علیہ کے مدرسہ میں تکمیل علوم و فنون میں مشغول ہو گئے، لیکن مردِ حق ولی کامل کی تلاش میں بھی رہے۔ حضرت بابا فرید گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ ایک دن مسجد کے صحن

میں تشریف فرما تھے اور کتاب ''نافع'' پڑھ رہے تھے۔ قطب دوراں شیخ المشائخ حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ مسجد میں داخل ہوئے تحیۃ المسجد کے نفل پڑھنے شروع کر دیئے۔ حضرت بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب نافع بند کر دی اور حضرت بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ کے قریب جا کر بیٹھ گئے۔ نماز سے فارغ ہو کر پوچھا فرید مسعود کیا پڑھ رہے تھے۔ آپ نے جواب دیا ''نافع'' پڑھ رہا تھا۔ حضرت نے فرمایا! ان شاء اللہ نافع ہی ہوگی۔ حضرت قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو سینے سے لگا لیا۔ شرف بیعت سے نوازا اور دعاؤں سے نوازا۔ جب آپ نے سفر دہلی کا ارادہ کیا تو بابا جی نے ساتھ چلنے کی خواہش ظاہر کی، لیکن پیر صاحب نے منع کر دیا اور کہا ابھی ظاہری علوم کی تکمیل کرو۔ شیخ کے کہنے پر آپ یہیں پر رک گئے۔

اس کے بعد آپ نے اسلامی ملکوں کی سیر و سیاحت کی اور حرمین شریفین میں بھی حاضری دی۔ بعد میں اپنے وطن واپس تشریف لائے اور والدہ ماجدہ کی قدم بوسی کی۔ کچھ عرصہ ٹھہرنے کے بعد والدہ سے اجازت لے کر اپنے شیخ کی زیارت کے لئے دہلی پہنچے۔ دوسری مرتبہ حضرت قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو بیعت سے سرفراز فرمایا۔ آپ کی والدہ ماجدہ متقی، پرہیزگار اور پابند صوم وصلوۃ تھیں۔ بیٹے کی تربیت بہت اچھی طرح کی۔

بیٹا نماز پڑھا کرو:

ایک مرتبہ بچپن میں والدہ نے کہا بیٹا نماز پڑھا کرو۔ بیٹے نے کہا امی نماز پڑھنے سے کیا ملتا ہے۔ فرمایا شکر ملتی ہے کیونکہ آپ کو شکر بہت پسند تھی۔ آپ جب نماز پڑھتے والدہ چپکے سے مصلے کے نیچے شکر کی پڑیا رکھ دیتی۔ نماز کے بعد آپ اٹھا لیتے لیکن ایک دن والدہ شکر رکھنا بھول گئی۔ آپ نے مصلی اٹھایا تو شکر کی پڑیا موجود تھی۔

آج اس کا مزہ بھی عجیب تھا۔ امی کو بتایا کہ آج جو شکر کھائی ہے اس کا مزہ بھی عجیب تھا ۔ والدہ سمجھ گئیں کہ اللہ تعالیٰ نے میری لاج رکھ لی ہے۔ شکر جنت سے بھیج دی ہے۔ اس کے بعد آپ کا لقب گنج شکر مشہور ہوا۔ (اسرار الاولیاء ص ۲۵)

اپنے مرشد سے ملاقات:

دہلی میں حضرت بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ اپنے مرشد کے پاس حجرہ مبارکہ میں

عبادت

زُہد

ریاضت

مجاہدہ

میں مصروف تھے۔ حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ اپنے مرید قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ کی ملاقات کے لئے دہلی تشریف لائے تو حضرت بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے خلفاء کو خواجہ صاحب کے پاس پیش کیا۔ خواجہ صاحب نے ہر ایک کو فیض دیا۔ اس کے بعد دریافت کیا کوئی خلیفہ اور مرید رہ تو نہیں گیا۔ حضرت نے عرض کیا ایک درویش جس کا نام مسعود ہے، چلے میں بیٹھا ہوا ہے، وہ رہ گیا ہے، وہ حاضر نہیں ہو سکا۔ خواجہ غریب نواز خود اُٹھے۔ حضرت کو ساتھ لے کر بابا جی رحمۃ اللہ علیہ کے حجرے میں تشریف لے گئے۔

بابا جی ضعف اور کمزوری کی وجہ سے تعظیم کے لئے کھڑے نہ ہو سکے غریب نواز کے قدموں میں گر پڑے۔ غریب نواز نے سینے سے لگا لیا۔ غریب نواز نے فرمایا بختیار! اس نوجوان کو کب تک ریاضت اور چلہ کشی میں رکھو گے جو کچھ دینا ہے دے دو، پھر غریب نواز نے اسم اعظم تلقین فرمایا جو مشائخ چشت اہل بہشت میں سینہ بسینہ چلا

آ رہا تھا۔ اس کے بعد آپ کو دعائیں دیں۔

اَجُودھن (پاکپتن شریف) دریائے ستلج کے قریب ایک مقام ہے جو ملتان سے دہلی جانے والوں کی گزرگاہ پر واقع ہے۔ اس وقت دریائے ستلج اس کے قریب بہتا تھا۔ لوگ دریا کو اسی مقام سے عبور کرتے تھے۔ حضرت بابا فرید گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کے قیام پذیر ہونے کے بعد اُجودھن کو لوگ بابا جی کی شرف نسبت کی بنا پر پاک پتن شریف کہنے لگے۔ یہ نام اتنا مشہور ہوا کہ پرانا نام لوگ اب جانتے ہی نہیں۔

پاکپتن میں بابا جی نے شہر سے باہر کریر کے درختوں کے نیچے ڈیرہ لگایا۔ آپ کی غذا کریر کے پھول ہوتے تھے جو درختوں کے نیچے بیکار پڑے رہتے تھے۔ آپ کے پاس نذرانے، فتوحات بے شمار آتی تھیں، لیکن وہ آپ فقراء اور مساکین میں تقسیم فرما دیتے تھے۔ آپ اکثر روزہ رکھتے تھے۔ افطار کے وقت تھوڑا سا شربت پیتے، باقی شربت حاضرین کو دے دیتے۔ آپ کے لباس کا یہ عالم تھا کہ آپ کے پاس ایک کملی تھی۔ جس کو دن کو اوڑھ لیتے اور رات کو بچھا لیتے تھے۔ اس کملی میں تمام عمر بسر کر دی۔ ایک مرتبہ آپ کا کُرتا مبارک پھٹ گیا اور پیوند لگانے کی جگہ بھی نہ رہی۔ یہ حالت دیکھ کر ایک شخص آپ کے لئے نیا کُرتہ لایا۔ آپ نے اسے پہنا لیکن تھوڑی دیر بعد اتار دیا۔ اور شیخ نجیب الدین متوکل کو دے دیا اور پھر وہی اپنا پرانا کرتہ پہن لیا۔ اور فرمایا جو لطف اس پھٹے ہوئے کُرتے میں ہے وہ نئے میں نہیں ہے۔

آپ نے کبھی سونا چاندی اور اپنے لئے زر و مال جمع نہیں کیا۔ ہر روز آپ کی خدمت میں جو نذر و فتوح کے طور پر رقم آتی تھی اسے فوراً فقراء میں تقسیم فرما دیتے تھے۔ ایک روپیہ بھی دوسرے دن کے لئے نہ رکھتے۔ ایک دن کسی شخص نے بطور نذرانہ کچھ رقم خدمت میں پیش کی۔ آپ نے وہ رقم مولانا بدرالدین اسحٰق کو دے کر

فرمایا، اس کو تقسیم کر دو مولانا نے تقسیم کر دی۔ کچھ دیر بعد ایک روپیہ فرش پر پڑا ہوا ملا۔ مولانا نے اٹھا لیا کہ صبح فقراء کے کھانے میں کام آئے گا۔ جب آپ نماز کے لئے کھڑے ہوئے تو نماز بے ذوق تھی، آپ نے نیت توڑ دی۔ بابا جی نے مولانا سے کہا کیا وجہ ہے نماز بے ذوق ہے، کوئی رقم باقی تو نہیں ہے۔ مولانا نے عرض کیا کہ ایک روپیہ میرے پاس ہے اسے میں نے صبح کے لئے رکھا ہے۔ بابا جی نے فرمایا ایک روپیہ کیوں رکھا ہے؟ اگر لینے والا کوئی نہیں تھا تو باہر پھینک دیتے جمع کرنا ہمارا شیوہ نہیں ہے۔

اللہ والوں کے دلوں میں دنیا کی بالکل محبت نہیں ہوتی۔ دل صرف خدا کی محبت سے لبریز ہوتا ہے۔

بابا جی کے پاس جوگی آیا:

حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ نے جب پاکپتن میں قیام فرمایا۔ شہر سے باہر ویرانے میں کریر کے درختوں کے جھنڈ میں ڈیرا لگایا۔

پاکپتن کے لوگ جوگیوں کی شعبدہ بازیوں کے دلدادہ تھے۔ اللہ والوں کے سخت خلاف تھے۔ پاکپتن میں ایک جوگی رہتا تھا۔ اس کا نام شبھو ناتھ تھا۔ چیلے اس کے پاس بہت تھے۔ اس جوگی کو پتہ چلا یہاں ایک مسلمان فقیر آیا ہے۔ جس کا لوگوں میں بہت شہرہ ہے۔ وہ یہ سن کر شاگردوں اور چیلوں کو ساتھ لے کر بڑی شان و شوکت سے آیا۔ دل میں یہ ارادہ کر کے آیا کہ اگر وہ فقیر کامل ہے تو اس کے سامنے میرے دونوں مندرے ٹوٹ کر گر پڑیں۔ اگر ایسا ہوا تو میں سمجھوں گا وہ فقیر سچا ہے ورنہ جھوٹا ہے۔ جب جوگی آپ کے سامنے گیا تو آپ نے نور باطن سے اس کے دل کے خیال کو معلوم کر لیا۔

حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ مومن کی فراست ایمانی سے بچو وہ نور ایمان سے سب کچھ دیکھ لیتا ہے۔

جوگی دل میں جو بات سوچ کر آیا تھا نور باطن سے آپ جان گئے۔ آپ نے ایک نظر جوگی کے مندروں پر ڈالی۔ مندرے کانوں سے ٹوٹ کر زمین پر آ گرے۔

جوگی کے دل میں پھر خیال پیدا ہوا کہ یہ مندرے زمین پر گر کر ٹہنیاں پیدا کرلیں تو میں سچا جانوں۔ آپ جوگی کے دل کے اس خطرے سے بھی آگاہ ہو گئے۔ دونوں مندرے اپنے ہاتھوں سے زمین میں دبا دیئے۔ اللہ تعالیٰ کی قدرت سے وہ اُگ آئے اور شاخیں بن گئیں۔ یہ دیکھ کر وہ آپ کا معتقد ہو گیا اور عرض کرنے لگا کہ ابھی ایک بات اور باقی ہے۔

جوگی نے عرض کی میں چھپتا ہوں اگر آپ مجھ کو ڈھونڈ لیں تو میں مسلمان ہو جاؤں گا۔ یہ کہہ کر چادر اوپر لے کر زمین پر لیٹ گیا۔ اس کی روح نے آسمان کی طرف پرواز شروع کر دی۔ اس کے اوپر جب چادر ہٹائی گئی تو جوگی مردہ تھا مرا پڑا تھا۔ بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ نے جب اس کی یہ حالت دیکھی تو آپ مراقبہ میں چلے گئے۔ جوگی کی روح عالم ملکوت میں پہنچ چکی تھی۔ بابا جی نے اسے پکڑ لیا فرمایا خبردار! آگے قدم نہ رکھنا، کیونکہ آگے مقام اہل ایمان کا ہے تو اس مقام کو نہیں جانتا۔ یہاں تک تو پہنچ گیا ہے کہ تو اللہ والوں سے

محبت رکھتا ہے

عزت کرتا ہے

تعظیم کرتا ہے

تکریم کرتا ہے

جوگی کی روح جب قالب میں واپس آئی اُدھر آپ نے بھی مراقبے سے سر اٹھایا۔ جوگی مان گیا اور آپ کے قدموں پر گر پڑا۔ سچے دل سے کلمہ شریف پڑھ کر مسلمان ہو گیا۔

جتنے چیلے ساتھ لایا تھا، سب کے سب کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو گئے۔ جہنم کے گڑھوں سے نکل کر جنت میں داخل ہو گئے۔ وہ جوگی اور اس کے شاگرد سب ولی بن گئے۔۔(اسرار الاولیاء ص ۲۷)

نگاہِ ولی میں وہ تاثیر دیکھی
بدلتی ہزاروں کی تقدیر دیکھی

پورے علاقے میں آپ کا فیض جاری تھا، لوگ جوق در جوق آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے اور مرادوں سے جھولیاں بھر کر واپس جاتے۔ آپ کی تعلیمات سے مسلمانوں کے ایمان تازہ ہوئے۔

کافر

ہندو

مشرک

کثیر تعداد میں مسلمان ہو گئے۔ باباجی آفتاب تھے، کرنوں نے برصغیر کو روشن کیا اور منور کیا۔

آپ کا وصال مبارک:

پاکپتن شریف میں مصروف زندگی گزارنے کے بعد جب عمر ۹۳ سال ہوئی تو بیمار ہو گئے۔ آپ کے جسم میں سوئیاں چبھتی تھیں، یہ بیماری تھی جو دن بدن زور پکڑتی

گئی۔ بیماری میں اضافہ ہوتا چلا گیا۔ بیماری کی وجہ سے رمضان المبارک کے کچھ روزے بھی قضا ہو گئے۔ محرم شریف کے آغاز ہی میں بیماری اتنی شدید ہو گئی کہ آپ کو بے ہوشی کے دورے پڑنے لگ گئے۔

جب ہوش آتا مریدوں سے پوچھتے میں نے نماز پڑھ لی ہے۔ اور ہر نماز دو، دو، تین، تین مرتبہ ادا فرماتے۔ ۴ محرم الحرام کا دن سخت تکلیف میں گزرا، مگر نمازیں با جماعت ادا کیں۔ وظائف بھی پورے کئے۔ پھر عشاء کی نماز پڑھ کر آپ پر غشی طاری ہو گئی۔ جب ہوش آیا پوچھا میں نے نماز عشاء پڑھ لی ہے۔ مریدین نے عرض کی جی ہاں! بابا جی نے فرمایا ایک مرتبہ پھر پڑھ لوں۔

عشاء کی نماز دوبارہ ادا کی۔ پھر بے ہوش ہو گئے ہوش آیا تو پوچھا میں نے عشاء کی نماز پڑھ لی ہے۔ مریدین نے عرض کی دو مرتبہ پڑھ لی ہے۔ فرمایا ایک مرتبہ اور پڑھ لوں۔ اللہ تعالیٰ جانے پھر کیا ہونے والا ہے۔ وضو کیا اور عشاء کی نماز ادا کی، بعد میں مزید دو نفل ادا کئے۔

اس کے بعد ایک سجدہ کیا اور سجدے میں ہی ایک مرتبہ بلند آواز سے یَا حَیُّ یَا قَیُّوْم کہا اور واصل الی الحبیب ہو گئے۔ ۵ محرم الحرام ۶۶۴ھ مطابق ۵۔ اکتوبر ۱۲۶۵ء کو آپ کا انتقال ہو گیا۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّا اِلَیْهِ رٰجِعُوْنَ ؕ

(اسرار الاولیاء ۳۵)

ہرگز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بعشق
ثبت است بر جریدۂ عالم دوام ما

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

خطبات صمدانی

جلد اوّل

خطبات ماہ صفر المظفر

حدیث شریف

وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ كَيْفَ تَقُوْلُ فِىْ رَجُلٍ اَحَبَّ قَوْمًا وَّلَمْ يَلْحَقْ بِهِمْ فَقَالَ الْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ

(متفق علیہ مشکوۃ باب الحب فی اللہ ومن اللہ)

روایت ہے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ ایک شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس شخص کے بارے میں کیا فرماتے ہیں جو کسی قوم سے محبت کرے اور ان سے ملا نہ ہو۔ تو فرمایا کہ انسان اس کے ساتھ ہوگا جس سے وہ محبت کرے گا۔

یعنی کبھی ان سے ملاقات نہ کی ہو۔ مگر ان سے دلی محبت رکھتا ہو۔ جیسے ہم اپنے آقا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرتے ہیں اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے محبت کرتے ہیں یہ شخص قیامت کے دن اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہوگا اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ ہوگا۔

پہلا خطبہ

﴿شانِ اولیاء کرام﴾

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ ط اَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ...... بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ...... اَلَا اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ○ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ ○ لَهُمُ الْبُشْرٰى فِى الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِى الْاٰخِرَةِ ○ ط (پ ۱۱ ع ۱۱ سورۃ یونس: ۶۲)

اٰمَنْتُ بِاللّٰهِ صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ وَ بَلَّغَنَا رَسُوْلُهُ النَّبِيُّ الْكَرِيْمُ الامين وَ نَحْنُ عَلٰى ذٰلِكَ مِنَ الشَّاهِدِيْنَ وَ الشّٰكِرِيْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ......

اِنَّ اللّٰهَ وَ مَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ ...... يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَ سَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا......

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّ بَارِكْ وَسَلِّمْ .

میرے محترم بزرگو اور معزز دوستو! آج مختصر وقت میں اولیاء کرام رحمہم اللہ کی

شان بیان کروں گا۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ مجھے حق بیان کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہم سب کو اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

قرآن حکیم کی جو آیت کریمہ تلاوت کی گئی ہے اس کا ترجمہ یہ ہے:

اَلَا اِنَّ اَوْلِیَاءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَ لَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ ۝ اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ كَانُوْا یَتَّقُوْنَ ۝ لَهُمُ الْبُشْرٰی فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا وَ فِی الْاٰخِرَةِ ۝

’’سن لو بے شک اللہ کے ولیوں پر نہ کچھ خوف ہے نہ کچھ غم وہ جو ایمان لائے اور پرہیزگاری کرتے ہیں انہیں خوشخبری ہے دنیا کی زندگی میں اور آخرت میں۔‘‘

یہ صفر المظفر کا مہینہ ہے اس میں اکثر اولیاء کرام رحمہم اللہ کے عرس ہوتے ہیں جیسے

حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ

حضرت پیر مہر علی شاہ گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ

اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت بہاء الحق زکریا ملتانی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ

اور بہت سارے بزرگان دین رحمہم اللہ ہیں جن کے عرس اس مہینے میں ہوتے ہیں۔

دوسرے لفظوں میں اگر یہ کہا جائے کہ یہ عرسوں کا مہینہ ہے تب بھی ٹھیک ہے۔ اہل سنت و جماعت جن کو اولیاء کرام سے محبت ہے۔ جن کا عقیدہ جنتی عقیدہ ہے وہ اس مہینے میں اولیاء کرام رحمہم اللہ کو نذرانہ عقیدت پیش کرتے ہیں۔ ہم ولیوں کا ذکر

کیسے نہ کریں۔

ولیوں کے صدقے ہمیں ...... صداقت ملی ہے

ولیوں کے صدقے ہمیں ...... جنت ملی ہے

ولیوں کے صدقے ہمیں ...... سیدھا راستہ ملا ہے

ولیوں کے صدقے ہمیں ...... ایمان ملا ہے

ولیوں کے صدقے ہمیں ...... رضائے خدا اور رضائے مصطفیٰ ملی ہے

جہاں کوئی چیز اصلی ہوتی ہے ...... وہاں پر نقلی بھی ہوتی ہے

گھی اصلی ہے تو ...... اس کے مقابلے پر نقلی بھی ہے

مرچیں اصلی ہیں تو ...... اس کے مقابلے پر نقلی بھی ہیں

آٹے میں ملاوٹ

چینی میں ملاوٹ

دودھ میں ملاوٹ

یہاں تک کہ لوگوں نے ولایت میں بھی ملاوٹ شروع کر دی۔ بعض ولی اصلی ہیں لیکن بعض ولی نقلی بن گئے۔

نبوّت میں ملاوٹ بعض لوگ خود بخود نبی بن گئے۔ بعض لوگوں نے اللہ تبارک وتعالیٰ سے بھی مقابلہ کیا۔ فرعون نے خدائی کا دعویٰ کیا۔ نمرود نے خدائی کا دعویٰ کیا۔

الغرض! حضور ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں آ سکتا۔ ولایت کا سلسلہ جاری رہنا تھا۔ بعض ولی نقلی بن گئے۔ آپ کے سامنے جو ولایت کا دعویٰ کرے اسے ولی نہ مانیں۔ ولی کی چند نشانیاں ہیں۔

بزرگوں کے نزدیک ولی کون ہے:

حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ میرے نزدیک ولی وہ ہے جو گناہ گار کے دل پر نگاہ کرے تو دل سے اللہ تعالیٰ کا ذکر جاری ہو جائے۔ حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں میرے نزدیک

ولی وہ ہے

مرد درویش وہ ہے

مرد قلندر وہ ہے

جس کے ایک ہاتھ میں قرآن دوسرے میں حدیث ہو اور اس کا ہر قدم قرآن وحدیث کے مطابق اٹھے۔ آج کل بناوٹی ولی حرکتیں تمام شریعت کے خلاف ہیں، کہتے ہیں ہم ولی ہیں۔ میاں میر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں میرے نزدیک ولی وہ ہے جو نماز تہجد کا وضو یہاں کرے اور نفل مدینے میں پڑھے۔

یہ نقلی پیر دن میں نماز ایک نہیں پڑھتے اور کہتے ہیں ہم ولی ہیں۔ میاں میر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے میرے نزدیک ولی وہ ہے جس کی نماز تہجد بھی قضا نہ ہوئی ہو۔

حضرت داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کشف المحجوب میں فرماتے ہیں کہ میرے نزدیک ولی وہ ہے جس کے نزدیک ہیرا اور پتھر ایک ہو، یعنی پتھر پر نگاہ کرے تو ہیرا کر دے، ہیرے پر نگاہ کرے تو پتھر کر دے۔ میاں محمد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

مرد ملے تے درد نہ چھوڑے اوگن دے گن کردا

کامل مرد محمد بخشا لعل بنان پتھر دا

حضرت داتا علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ نے کشف محجوب میں اپنا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے میں نے چالیس اسلامی ملکوں کی سیر کی ہے۔ بہت سے ملک پھرے ہیں لیکن کبھی

کوئی نماز بغیر جماعت کے نہیں پڑھی جو شخص نماز ایک بھی نہ پڑھے اور شریعت کے خلاف کام کرے وہ ولی نہیں ہوسکتا۔ جو شخص

بھنگ کے دور چلائے

نماز کا مذاق اڑائے

اپنی مریدنیوں میں بے پردہ آ کر بیٹھ جائے اور ان سے مذاق کرے پھر ولایت کا بھی دعویٰ کرے وہ بے ایمان ہے۔

کار شیطان می کند نامش ولی
گر ولی این است لعنت بر ولی

کام شیطان والے کرے اور ولی کہلائے۔ اگر ولی ایسے ہی آدمی کا نام ہے تو ایسے ولی پر لعنت ہے۔

ولیوں سے محبت عقیدے کی صداقت کی نشانی ہے۔ پہلی امتوں میں جو کام نبی کرتے تھے۔ حضور ﷺ کی امت میں وہی کام اللہ تعالیٰ کے ولی کرتے ہیں۔ اب قیامت تک ولی آتے رہیں گے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ہم یہ کہہ سکتے ہیں جتنے ولی آئے ہیں اہلسنّت و جماعت میں آئے ہیں۔ صراط مستقیم آباد ہے یہ اللہ تعالیٰ کے ولیوں کی وجہ سے ہے۔ اہلسنّت کو اولیاء سے محبت ہے اسی لئے

اس مہینے میں

ہر مسجد میں

ہر محلے میں

ہر گلی میں

اہتمام کر کے نذرانہ عقیدت پیش کرتے ہیں۔ آج جو اولیاء کرام کا ذکر

کرتے ہیں کل قیامت کے دن بھی ان کے ساتھ ہوں گے۔ حدیث شریف میں آتا ہے:

اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ ۔

''آدمی اس کے ساتھ ہوگا جس کے ساتھ محبت رکھتا ہے۔''

حُبّ درویشاں کلید جنت است
دشمن ایشاں سزائے لعنت است

حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ اور نان بائی:

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے پیر حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں ایک مرتبہ بے وقت مہمان آ گئے۔ لنگر خانے میں کھانا موجود نہیں ہے۔ مہمان بے وقت آئے ہیں۔ خواجہ صاحب پریشان ہو گئے۔ نان بائی نے دیکھا کہ خواجہ صاحب پریشان ہیں۔ نان بائی گیا اور روٹیاں سالن لے آیا فوراً خواجہ صاحب کے مہمانوں کو کھانا کھلایا۔ جب مہمانوں نے پیٹ بھر کے کھانا کھالیا تو خواجہ باقی باللہ بہت خوش ہوئے۔ نان بائی جب برتن لینے آیا تو حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا مانگ جو مانگتا ہے۔ منکر کہتے ہیں نبی ولی کو کوئی اختیار نہیں وہ کچھ نہیں دے سکتے۔ خواجہ صاحب فرما رہے ہیں مانگ کیا مانگتا ہے۔ اہلسنت کا عقیدہ قرآن وسنت کے مطابق ہے۔ اہلسنت کا عقیدہ غلط ہوتا تو اہلسنت میں کوئی ولی نہ ہوتا۔ جتنے بھی

ولی ہیں

غوث ہیں

قطب ہیں

سب اہلسنت میں ہیں

سوادِ اعظم اہلسنت ہیں

یہ ولیوں کی جماعت ہے

باقی سب فرقے ہیں:

یَدُاللّٰهِ فَوقَ الْجَمَاعَۃ۔

''اللہ تعالیٰ کا ہاتھ جماعت پر ہے۔''

میں عرض کر رہا تھا خواجہ صاحب نے نان بائی کو کہا مانگ جو مانگتا ہے۔ نان بائی نے عرض کی بس دعا فرما دیں۔ اللہ تعالیٰ کا دیا ہوا سب کچھ موجود ہے۔ خواجہ صاحب نے فرمایا جب تک آج مانگے گا نہیں جانے نہیں دوں گا۔

نان بائی نے عرض کی مجھے باقی باللہ ثانی بنا دیں۔ خواجہ صاحب نے فرمایا میں نے

سالہا سال محنتیں کی ہیں

ریاضتیں کی ہیں

عبادتیں کی ہیں

اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے یہ مقام عطا کیا ہے تو ایک منٹ میں چاہتا ہے یہ مقام مل جائے سمندر کو کوزے میں بند کر دیا جائے۔

نان بائی بھی خواجہ صاحب کی صحبت میں بیٹھنے والا تھا۔ عرض کی نہ سمندر کا پتہ ہے نہ کوزے کا۔ پہلے مانگتا نہیں تھا۔ اب خالی جھولی واپس نہیں جاؤں گا۔ خواجہ صاحب نے دیکھا ارادہ مضبوط ہے۔

ہاتھ پکڑا نان بائی کو حجرے میں لے گئے۔ تین دن اندر رہے۔ کسی کو اندر آنے کی اجازت نہیں ہے۔ مرید باہر انتظار میں تھے۔ کب باہر آتے ہیں۔ جب تین

دن کے بعد دروازہ کھلا خواجہ باقی باللہ باہر آ رہے ہیں۔ نان بائی کا ہاتھ پکڑا ہوا ہے۔ دیکھنے والے کہتے ہیں۔ پہچانا نہیں جاتا تھا کہ باقی باللہ کون ہے۔ نان بائی کون ہے۔ سیرت بھی بدل دی صورت بھی بدل دی۔

نگاہ ولی میں یہ تاثیر دیکھی
بدلتی ہزاروں کی تقدیر دیکھی

فرق یہ تھا خواجہ صاحب ہوش میں تھے۔ مرید نان بائی بے ہوش تھے۔ تین دن کے بعد باقی باللہ ثانی کا وصال ہوگیا۔ خواجہ صاحب نے نماز جنازہ پڑھائی اس شان سے ولایت مانگی۔ مجھے موت آتی ہے تو آ جائے لیکن لوگ قیامت تک کہتے تو رہیں گے باقی باللہ ثانی۔ جس کے غلاموں کی شان یہ ہے آقا کا مقام کیا ہوگا۔

یہ شان ہے خدمت گاروں کی
سردار کا عالم کیا ہوگا

حضرت ابراہیم ادھم رحمۃ اللہ علیہ:

آپ کی فقیری سے پہلی زندگی ناز و نعم اور لطافت و نزاکت میں گزری ہے۔ آپ وقت کے بہت بڑے بادشاہ تھے اور اس قدر نزاکت پسند تھے۔ جب تک آپ کے بستر پر سوا من پھولوں کی سیج بچھا نہیں دی جاتی تھی اس وقت تک آپ سوتے نہیں تھے۔ بستر بچھانے پر ایک لونڈی حبشن مقرر تھی جو کہ

کالی کلوٹی تھی
ناک چپٹی تھی
ہونٹ موٹے موٹے تھے

ایک دن حسب معمول بادشاہ کا بستر بچھایا۔ ابھی بادشاہ کے آنے میں دیر تھی

لونڈی نے سوچا آج ذرا پھولوں کی سیج پر سو کر تو دیکھوں۔ کیسا مزہ آتا ہے۔ وہ جشن

روڑوں پر سونے والی

اینٹ کا سرہانہ لگانے والی

جس وقت پھولوں کی سیج پر سوئی فوراً نیند آ گئی۔ بادشاہ آیا اس نے اپنے بستر پر لونڈی کو سوتے ہوئے دیکھا تو غصہ آ گیا۔ پیچ وتاب کھانے لگ گیا۔ بادشاہ نے لونڈی کو ایک چابک مارا۔ وہ فوراً اٹھ کر کھڑی ہو گئی اور ابراہیم ادھم رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھ کر ہنسی۔ آپ کو اور غصہ آ گیا۔ آپ نے کہا پہلے تو نے میرے بستر کی توہین کی ہے اب ہنس کر میری توہین کر رہی ہے۔ یہ رونے کا مقام ہے یا ہنسنے کا۔ اس نے کہا میں ہنس اس لئے رہی ہوں کہ جب اس بستر پر ایک رات سونے والے کی یہ سزا ہے تو جس کی ساری عمر گزر گئی ہے اس بستر پر سوتے ہوئے اس کی سزا کیا ہوگی۔ یہ بات آپ کے دل کی گہرائی میں اتر گئی۔ دل کی حالت بدل گئی۔ آپ نے اسی وقت تاج وتخت چھوڑ دیا۔ سامنے جواہرات کے ڈھیر لگے ہوئے ہیں ان کو ٹھوکر مار دی اور باہر جنگل کی طرف نکل گئے اور اللہ اللہ شروع کر دی۔

حضرت ابراہیم ادھم رحمۃ اللہ علیہ اور وزیر:

حضرت ابراہیم ادھم رحمۃ اللہ علیہ دریا کے کنارے بیٹھ کر اپنی گدڑی سی رہے تھے اور اللہ اللہ بھی کر رہے تھے۔ آپ کے دور میں جو وزیر رہ چکا تھا اس کا ادھر سے گذر ہوا تو اس نے آپ کو دیکھ کر کہا حضرت میں نے تو اسی وقت کہا تھا آپ نے حکومت چھوڑ کر غلطی کی ہے اب بتائیں وہ وقت اچھا تھا یا یہ وقت اچھا ہے۔ اس وقت آپ کے پاس

ہزاروں کپڑوں کے جوڑے موجود تھے

غلام موجود تھے

کوٹھیاں تھیں

بنگلے تھے

آپ نے کوئی جواب نہ دیا اور اپنی سوئی کو دریا میں پھینک دیا اور مچھلیوں کو کہا مچھلیو مجھے سوئی واپس لا کر دو۔ وزیر نے کہا مچھلیاں بھی کسی کی بات سنتی ہیں وزیر ابھی یہ بات کہہ ہی رہا تھا کہ ہزاروں مچھلیاں اپنے منہ میں سونے کی سوئیاں لے کر نکل آئیں۔

صد ہزاراں ماہی اللہی

سوزن زر برلب ہر ماہیئے

آپ نے کہا مجھے سونے کی سوئیاں نہیں چاہیں مجھے میری زنگ آلود لوہے کی سوئی لا کر دو۔ وزیر نے کہا حضرت یہ دوسری غلطی کی ہے۔ آپ نے منوں کے حساب سے سونا ضائع کر دیا ہے۔ اگر آپ کو ضرورت نہ تھی تو مجھے ہی دے دیتے۔ وزیروں کو سونے ہی کی ضرورت ہوتی ہے۔ اسی لئے تو وہ وزیر بنتے ہیں۔ ابھی وزیر بات کہہ ہی رہا تھا ایک مچھلی آپ کی اصلی سوئی لے کر واپس آ گئی اور اس نے آپ کو دے دی۔ آپ نے وزیر سے کہا بتا یہ حکومت اچھی ہے یا وہ حکومت اچھی تھی۔ تم میرے سامنے میری تعریفیں کرتے تھے اور میرے بعد میری شکایت کرتے تھے۔

اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝

''خبردار! بیشک اولیاء اللہ نہ انہیں کوئی خوف ہے اور نہ وہ غمگین ہوں گے''

ولیوں کی یہ نشانی ہے نہ دنیا میں ان کو کوئی خوف ہے نہ قیامت کے دن وہ غمگین ہوں گے جو ولیوں کے ساتھ اپنا تعلق قائم کریں گے انہیں بھی قیامت کے دن

غم نہ ہوگا۔ اللہ تعالیٰ کے ولی کسی سے نہیں ڈرتے، اگر ڈرتے ہیں تو صرف اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہیں پھر ساری خدائی ان سے ڈرتی ہے۔

حضرت میاں میر رحمۃ اللہ علیہ:

حضرت میاں میر رحمۃ اللہ علیہ خاندان مغلیہ کے پیر تھے۔ آپ لاہور آئے تو جو بھی مغل بادشاہ لاہور سے گزرتا تھا تو حضرت میاں میر رحمۃ اللہ علیہ کو سلام کر کے گزرتا تھا۔ اورنگزیب عالمگیر رحمۃ اللہ علیہ جس وقت تخت پر بیٹھا۔

جوانی کا عالم ہے

حسن و جمال ہے

پیروں بزرگوں اور ولیوں کے ساتھ محبت رکھتا ہے

دعا کے لئے حاضری دیتا ہے

ہدیئے اور تحفے تحائف پیش کرتا ہے

اورنگزیب عالمگیر رحمۃ اللہ علیہ کا جس وقت لاہور سے گزر ہوا۔ فوج ساتھ ہے۔ کسی نے کہا بادشاہ سلامت یہاں ایک بزرگ ہیں۔ حضرت میاں میر رحمۃ اللہ علیہ ان کی زیارت کرتے چلیں۔ کہا چلو! دوپہر کا وقت ہے۔ حضرت میاں میر رحمۃ اللہ علیہ اپنے حجرے میں آرام فرما ہیں۔ باہر حجرے کے دروازے پر درویش بیٹھا ہے۔ اللہ اللہ کر رہا ہے۔ اورنگزیب بادشاہ بڑی ٹھاٹھ باٹھ سے آیا۔ شان و شوکت سے آیا۔ درویش سے کہا پیر صاحب کہاں ہیں۔ درویش نے کہا میرے پیر صاحب اس وقت حجرے میں آرام فرما رہے ہیں۔ بادشاہ نے کہا دروازہ کھولو۔ درویش نے کہا اجازت نہیں ہے۔ بادشاہ نے کہا تم جانتے نہیں میں ہندوستان کا بادشاہ ہوں۔ دروازہ کھولو۔ پیر صاحب کی زیارت کرنی ہے۔ درویش نے کہا ٹھیک ہے آپ بادشاہ ہوں گے لیکن اس وقت

میرے پیر صاحب آرام فرما رہے ہیں۔ پھر آنا زیارت ہو جائے گی۔ بادشاہ نے رقعہ لکھا۔ حضور میں زیارت کے لئے آیا تھا۔ درویش نے آنے نہیں دیا۔ یہ بات مجھے پسند نہیں آئی۔

در درویش را دربان نہ باید

''درویش کے دروازے پر پہریدار نہیں ہونا چاہئے۔''

بادشاہ درویش کو رقعہ دے کر چل پڑا۔

حضرت میاں میر رحمۃ اللہ علیہ اسی وقت حجرے سے باہر تشریف لائے۔ دیکھا کہ درویش مغموم اور پریشان ہے۔ فرمایا کیا بات ہے، کیوں پریشان نظر آ رہے ہو۔ درویش نے عرض کی۔ حضور بادشاہ آیا تھا اندر آنا چاہتا تھا میں نے اسے اندر نہیں آنے دیا۔ یہ رقعہ دے کر چلا گیا ہے۔ حضرت میاں میر رحمۃ اللہ علیہ نے رقعہ پڑھا۔ فوراً رقعہ کی دوسری طرف جواب لکھا اور درویش سے کہا جاؤ بادشاہ کو یہ رقعہ دے آؤ۔ درویش دوڑا گیا اور بادشاہ کو رقعہ دے دیا۔ جب رقعہ دیکھا تو حضرت میاں میر رحمۃ اللہ علیہ نے رقعہ کی دوسری طرف لکھا تھا۔ بادشاہ تم کہتے ہو درویش کے دروازے پر دربان نہیں ہونا چاہئے۔

'در درویش دربان نہ باید'

''درویش کے دروازے پر دربان ضرور ہونا چاہئے۔''

بباید تا سگ دنیا نہ آید

''پہریدار ہونا چاہئے تا کہ کوئی دنیا کا کتا نہ آ جائے۔''

یہ ہیں اللہ تعالیٰ کے ولی جنہیں کوئی خوف نہیں ہے۔ وہ کسی سے نہیں ڈرتے اگر ڈرتے ہیں تو صرف اللہ تبارک وتعالیٰ سے ڈرتے ہیں پھر ہر شئے ان سے ڈرتی ہے۔

حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ اور خلیفہ وقت:

حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے پاس خلیفۂ وقت سونے کی اشرفیوں کی دو تھیلیاں لے کر آیا۔عرض کی حضور یہ ہدیہ قبول فرمالیں۔اگر کوئی آج کل کا بناوٹی پیر ہوتا تو فوراً لے لیتا کیونکہ آج کل کے بناوٹی پیروں کا کام ہی نوٹ چھاپنا ہے۔

فرمایا! ”کیا ہے؟“

عرض کی! ”اشرفیاں ہیں۔“

حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا واپس لے جاؤ۔ہمیں ان اشرفیوں کی ضرورت نہیں ہے۔وہ یہ بات سن کر کانپ اٹھا۔خلیفہ وقت نے منت وسماجت کی حضور اگر اپنے لئے نہیں تو مدرسے کے طالب علموں کے لئے ہی قبول فرمالیں۔

فرمایا لے جاؤ اللہ تعالیٰ کا دیا ہوا بہت کچھ ہے۔اس نے اصرار کیا۔شہنشاہ بغداد نے اشرفیوں کی تھیلیاں ہاتھ میں پکڑیں پھر قوت غوثیت سے ان کو دبایا تو تھیلیوں سے خون بہنا شروع ہوگیا فرمایا کیا لائے ہو۔اس نے عرض کی سونے کی اشرفیاں فرمایا! یہ تو خون ہے

غریبوں کا

یتیموں کا

اگر تمہاری نسبت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے نہ ہوتی تو میں ان کو اتنا دباتا کہ خون کی نہریں جاری ہوجاتیں اور تمہارے محلات کو بہا کر لے جاتیں۔یہ ہیں اللہ تعالیٰ کے ولی کہ انہیں کوئی خوف نہیں ہے۔آج ہزاروں پیروں میں سے کوئی ایک پیر ہوگا جو صحیح ہوگا ورنہ سب

فراڈیے ہیں

بہروپیئے ہیں
منگتے ہیں

صوفی منگتے:

داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں میں اپنے پیر کے ساتھ جا رہا تھا۔ ایک شہر سے گزرے تو چند صوفی دامن پھیلا کر لوگوں سے بھیک مانگ رہے تھے۔ داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں میں نے اپنے پیر سے پوچھا یہ کیسے صوفی ہیں جو اپنے دامن پھیلا کر دنیاداروں سے مانگ رہے ہیں۔ پیر صاحب نے فرمایا ہجویری! ان کے پیر کو مرید جمع کرنے کی حرص ہے اور مریدوں کو دنیا جمع کرنے کی حرص ہے۔ ان منگتوں نے ہی صوفیوں کو بدنام کیا ہوا ہے۔ بناوٹی صوفیوں نے ہی بدنام کیا ہوا ہے۔ معاشرے میں یہ بدترین لوگ ہیں۔ امیر وہ اچھا ہے جو فقیر کے دروازے پر جائے اور فقیر وہ اچھا ہے جو امیر کے دروازے پر نہ جائے۔

حضرت میاں شیر محمد رحمۃ اللہ علیہ شرق پور والی سرکار اور گونگا بچہ:

میاں شیر محمد رحمۃ اللہ علیہ کے پاس ایک مائی صاحبہ اپنے گونگے بچے کو لے کر حاضر ہوئیں۔ عرض کی حضور یہ میرا بچہ گونگا ہے، بولتا نہیں ہے۔ میاں شیر محمد رحمۃ اللہ علیہ نے اس گونگے بچے کو کہا بیٹا تو بولتا کیوں نہیں تو اس گونگے بچے نے عرض کی، حضور آج تک کسی نے مجھے بلایا ہی نہیں۔ کسی نے بلایا ہو تو بولوں۔ یہ ہیں اللہ تعالیٰ کے ولی جو بے زبانوں کو بھی بلا لیتے ہیں۔

حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ بیمار ہو گئے:

مریدوں نے حکیم کو تلاش کیا لیکن کوئی مسلمان حکیم نہ ملا۔ کافی جستجو کے بعد ایک ہندو طبیب ملا۔ مریدوں نے اسے کہا کہ چلو اور حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ کا

علاج کرو۔ ہندو طبیب نے کہا میں باہو صاحب کے پاس نہیں جاؤں گا کیونکہ میرے باپ نے مجھے روکا ہے سلطان باہو کے پاس نہ جانا اس کے پاس جو جاتا ہے کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو جاتا ہے۔

میری وصیت ہے اس کے پاس نہ جانا۔ پہلے ہندو روکا کرتے تھے اولیاء کے پاس نہ جانا۔ اب یہ روکتے ہیں اولیاء اللہ کے پاس نہ جانا۔ مریدوں نے ہندو طبیب کو کہا چلو حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ کا علاج کرو۔ اس نے کہا وہاں نہیں جاؤں گا۔ اگر تم ان کا قارورا میرے پاس لے آؤ تو تشخیص کر دوں گا۔ دوائی دے دوں گا۔ پہلے حکیم ڈاکٹر تھوڑے ہوتے تھے لیکن بیماری کے دفاع کے لئے اب جتنے ڈاکٹر بڑھتے جا رہے ہیں۔ اتنی ہی بیماریاں بڑھتی جا رہی ہیں۔ جو ڈاکٹر آتا ہے معلوم ہوتا ہے وہ بیماریاں لے کر آتا ہے۔ مرید شیشی میں قارورا لے کر جس وقت ہندو طبیب کے پاس پہنچے۔ اس پر کاغذ وغیرہ لپٹے ہوئے تھے۔ جس وقت کاغذوں کو ہٹایا اور طبیب کی قارورے پر نگاہ پڑی ہندو طبیب نے کلمہ پڑھنا شروع کر دیا۔ اس نے کہا جس کا یہ قارورا ہے۔ اس کا جگر خشیت الٰہی سے ٹکڑے ٹکڑے ہو چکا ہے۔ وہ کٹ کٹ کر آ رہا ہے لیکن یہ جگر کٹ جانے کے بعد بھی زندہ ہے۔ معلوم ہوتا ہے اس کا مذہب حق ہے۔ لوگ ولی اسے سمجھتے ہیں۔ جس کا زمانہ مرید ہو۔ گورنر مرید ہوں۔ ولی وہ نہیں ہوتا جس کو لوگ کہیں ولی ہے۔ ولی وہ ہے جس کو ولی کہیں کہ ولی ہے۔

جب ایک سپاہی چوک میں کھڑا ہو اس کے اشاروں پر ٹریفک چلتی ہے اگر روکنا چاہے تمام ٹریفک کو روک دیتا ہے۔ اگر چلانا چاہے ہاتھ کے اشارے سے چلا دیتا ہے۔ چاہے کوئی کتنا مالدار کیوں نہ ہو۔ اس جیسے سینکڑوں اس کے ملازم ہی کیوں نہ ہوں۔ یہ روک دیتا ہے۔ وہ اعتراض نہیں کر سکتا۔ اسے حکومت نے اختیار دیا ہے۔

جب حکومت کے آدمی کا اتنا مقام ہے تو اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے اللہ تعالیٰ کے بندوں کا مقام کیا ہوگا۔

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کا مقام:

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کا بڑا مقام ہے۔ ایک مرتبہ لوگوں سے چھپ کر دریا میں مصلیٰ بچھا کر نماز شروع کر دی۔ وہاں پر حضرت رابعہ بصری رحمۃ اللہ علیہا بھی آ گئیں فرمایا یہ کوئی بڑی بات نہیں۔ اگر پانی پر نماز پڑھنا ولی کی نشانی ہوتی تو مچھلیاں ساری ولی ہوتیں اور خود ہوا میں مصلیٰ بچھا کر نماز شروع کر دی۔ رابعہ نے کہا یہ بھی کوئی کمال نہیں۔ اگر یہ ولایت کی نشانی ہوتی تو پرندے سارے ولی ہوتے۔ سب سے بڑا کمال تو دل کو پاک رکھنا ہے۔

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ اور حبیب عجمی:

حضرت حبیب عجمی مرید ہیں۔ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کے ایک مرتبہ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت حبیب عجمی کے پیچھے نماز پڑھنا شروع کر دی۔ حبیب کی زبان کچھ ٹھیک نہیں تھی۔ سین کو شین پڑھ دیا۔ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے سلام پھیر کر اپنی الگ نماز پڑھ لی اور گھر چلے گئے۔ رات کو جب سوئے تو دل پر ایسی چوٹ لگی خواب میں دیکھا اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضر ہیں۔ عرض کی یا اللہ! میں تیری رضا کو بھی کبھی پہنچا ہوں۔ جواب ملا آج پہنچنے والا تھا کہ واپس لوٹ آیا۔ عرض کی یا خدا حبیب نے قرآن غلط پڑھا تھا۔ اس لئے نماز چھوڑ کر واپس آ گیا۔ خدا نے فرمایا حسن تو نے اس کی زبان کی طرف دیکھا ہے۔ میں نے اس کے دل کی طرف دیکھا ہے حبیب کی زبان صاف نہیں دل تو صاف ہے۔

حبیب عجمی رحمۃ اللہ علیہ اور مسافر:

ایک مسافر نے دیکھا کہ حضرت حبیب عجمی رحمۃ اللہ علیہ مصلّے پر کھڑے ہو کر نماز پڑھ رہے ہیں اور ان کی بھیڑیں اور بھیڑیئے اکٹھے چر رہے ہیں۔ مسافر دیکھ کر حیران ہو گیا۔ بھیڑوں کی بھیڑیوں کے ساتھ کب سے صلح ہو گئی ہے۔ میں ذرا پوچھوں تو سہی۔ حبیب نماز سے فارغ ہوئے۔ مسافر قریب گیا سلام کیا اور پوچھا حضرت آپ یہ بتائیں بھیڑوں اور بھیڑیوں کی کب سے آپس میں صلح ہو گئی ہے۔ حضرت حبیب عجمی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا مسئلہ بعد میں پہلے بتاؤ کھانا کیا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے مہمان سے باتیں بعد میں کرو کھانا پہلے کھلاؤ۔ ہم باتیں پہلے کرتے ہیں۔ جب کھانے کا وقت آتا ہے تو اسے اسٹیشن پر چھوڑ آتے ہیں۔ مہمان ہم مصیبت سمجھتے ہیں یہ بخل ہے۔ بخیل کا ٹھکانہ جہنم ہے۔

حضرت حبیب عجمی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک لکڑی کا پیالہ لیا اور ایک پتھر کے قریب گئے۔ پیالہ اس کے نیچے کیا تو پتھر سے دودھ اور شہد کے چشمے جاری ہو گئے۔ مسافر دیکھ کر حیران ہو گیا۔ یہ کیا بات ہے۔ مہمان نوازی کے بعد کہا اب بتاؤ کیا مسئلہ ہے۔ مسافر نے کہا مسئلہ ایک لے کر آیا تھا اب دو ہو گئے ہیں۔ پہلے یہ بتائیں کہ پتھر سے دودھ کیسے نکلا؟ حبیب عجمی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا یہ تو قرآن کہتا ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے عصاء کو پتھر پر مارا پانی کے چشمے جاری ہو گئے۔ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم کے لئے پانی کے چشمے جاری ہو سکتے ہیں تو کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے لئے دودھ کے چشمے جاری نہیں ہو سکتے۔ دوسرا مسئلہ ان کی آپس میں کب سے صلح ہو گئی ہے۔ حبیب عجمی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا جب سے میری رب کے ساتھ صلح ہو گئی ہے۔ اس دن سے ان کی آپس میں صلح ہو گئی ہے۔ (تذکرۃ الاولیاء)

ولی جب تک زندہ رہے ولی ہے۔فوت ہو جائے ولی ہے قبر میں ولی ہے۔ قیامت کے دن ولی ہوگا۔ جنت میں داخل ہوگا ولی ہوگا۔ نبی زندہ رہے نبی ہے۔ فوت ہو جائے نبی ہے۔ قیامت کے دن نبی ہوگا۔ وزیر گورنر جب تک زندہ ہے عہدے پر رہے گا۔ وزیر ہے۔ گورنر ہے مرنے کے بعد ختم۔ جب تک کرسی پر ہے وزیر ہے مرنے کے بعد ختم۔ جج مرنے کے بعد ختم خدا کا ولی جس طرح زمانہ گزرتا ہے۔شان بڑھتی ہی جاتی ہے۔

علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

گزر جا عقل سے آگے کہ یہ نور
چراغ راہ ہے منزل نہیں ہے

رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو ارشاد فرمایا گذشتہ دور میں تین آدمی مل کر سفر کر رہے تھے۔ جب رات کا وقت ہوا قریب ہی ایک غار تھی اس میں ٹھہر گئے۔ اوپر سے ایک بہت بڑا پتھر گرا اور اس نے غار کا منہ بند کر دیا۔ یہ مسافر آپس میں ایک دوسرے کو کہنے لگے کہ یہاں سے ہمارا نکلنا انتہائی مشکل ہے۔ زندگی میں جو نیک عمل کیا ہے اس کے واسطے سے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا کرو۔

ایک نے کہا میرے والدین بوڑھے تھے۔ میں جب تک ان کو دودھ نہ پلا لیتا نہ خود پیتا نہ اپنے بچوں کو پلاتا ایک دن بکریاں چراتا ہوا دور چلا گیا گھر دیر سے پہنچا والدین سو چکے تھے۔ بچوں نے دودھ مانگا لیکن والدین سے پہلے میں نے بچوں کو نہ دیا پیالہ دودھ کا ہاتھ میں لئے کھڑا رہا۔ یہاں تک کہ صبح ہوگئی پہلے میرے والدین نے پیا بعد میں گھر والوں نے پیا۔ اے اللہ! اگر یہ تیری رضا کے لئے ہے تو اس چٹان کو ہٹا دے تاکہ ہم باہر نکل سکیں۔ وہ چٹان تھوڑی سی ہٹ گئی مگر اتنی نہ ہٹی کے باہر نکل سکیں۔

دوسرے نے کہا میری ایک چچازاد بہن تھی ۔ بڑی حسین وجمیل تھی مجھے بہت پسند تھی ۔ میں نے اسے اپنی طرف مائل کرنے کی کوشش کی لیکن اس نے میری طرف توجہ نہ کی ۔ قحط پڑ گیا ایک دن میرے پاس مدد کے لئے آئی ۔ میں نے کہا اگر میری خواہش پوری کرو تو میں تمہیں مال دیتا ہوں ۔ اس نے وعدہ کرلیا ۔ جب وہ آئی اور مجھے اس پر قدرت حاصل ہوگئی تو اس نے کہا اللہ تعالیٰ سے ڈر اس مہر کو نہ توڑ ۔ اس کا یہ کہنا تھا کہ میں نے اسے چھوڑ دیا ۔ مال اس سے نہ لیا ۔ اے اللہ ! اگر یہ سب تیری رضا کے لئے کیا ہے، چٹان کو ہٹا دے تاکہ ہم باہر نکل سکیں ۔ چٹان تھوڑی سی ہٹ گئی لیکن اتنی نہ ہٹی کی نکل سکیں ۔ اللہ تعالیٰ کے محبوب نے ارشاد فرمایا پھر تیسرا کہنے لگا ۔

اے اللہ ! میں نے کام کے لئے کچھ مزدور رکھے تھے ۔ میں نے انہیں مزدوری دے دی تھی ۔ صرف ایک مزدور اپنی مزدوری چھوڑ کر چلا گیا ۔ میں نے اس کی مزدوری سے کاروبار کیا ۔ بہت سا مال جمع ہوگیا ۔ وہ مزدور کچھ عرصے کے بعد آیا اور کہنے لگا مجھے میری مزدوری دے دی جائے ۔ میں نے کہا یہ جو سامنے مال کھڑا ہے !

اونٹ

بھیڑیں

بکریاں

بیل

غلام

یہ سب تیرا مال ہے لے جا

اس نے کہا میرے ساتھ مذاق نہ کر ۔ میں نے کہا مذاق نہیں کر رہا سب مال تیرا ہے ۔ وہ مال لے گیا ۔ اے اللہ ! اگر یہ کام تیری رضا کے لئے کیا ہے ۔ چٹان ہٹا

دے تاکہ ہم باہر نکل سکیں۔ چٹان ہٹ گئی مسافر باہر آگئے۔ چٹان کا ہٹ جانا یہ اللہ تعالیٰ کے بندوں کی کرامت۔ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی ولیوں کی دعا قبول فرماتا ہے۔ (مشکوۃ شریف ص ۴۲۱)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی کنیز زائدہ رضی اللہ عنہا:

امیر المومنین خلیفۃ المسلمین حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی کنیز حضرت زائدہ رضی اللہ عنہا ایک دن سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئیں۔ سلام عرض کیا۔ سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اے زائدہ! تو اتنے عرصے کے بعد کیوں آئی ہے۔ ملاقات کے لئے آیا کرو، زائدہ نے عرض کی، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آج میں آپ کو ایک واقعہ سنانے کے لئے آئی ہوں۔ اللہ تعالیٰ کے حبیب نے ارشاد فرمایا سناؤ۔

حضرت زائدہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی صبح کے وقت میں لکڑیوں کی تلاش میں نکلی۔ جب میں نے گٹھا باندھ کر اس پتھر پر اس نیت سے رکھا کہ اسے سر پر رکھ لوں تو میں نے ایک سوار کو دیکھا جو آسمان سے زمین پر نازل ہوا اور مجھ کو سلام کیا اور کہا کہ میری طرف سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام پہنچانا اور عرض کرنا کہ جنت کے داروغہ رضوان نے کہا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اس امر کی خوشخبری ہو کہ آپ کی امت کے تین گروہ ہوں گے۔ ایک گروہ کو بہشت میں بغیر حساب کے داخل کیا جائے گا دوسرے گروہ پر حساب و کتاب بہت آسان ہوگا۔ تیسرا گروہ آپ کی شفاعت سے بہشت میں جائے گا۔

یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اس نے یہ کہہ کر آسمان پر جانے کا ارادہ کیا میں اس وقت لکڑیوں کا گٹھا اٹھا کر سر پر رکھنا چاہتی تھی مگر گٹھا اٹھ نہیں سکتا تھا۔ اس نے یہ دیکھ کر کہا: اے زائدہ! یہ گٹھا پتھر پر ہی رہنے دو اور پتھر سے کہا یہ لکڑیوں کا گٹھا زائدہ کے ساتھ

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے گھر تک پہنچادے۔ پتھر اپنی جگہ سے ہلا۔ اور لُڑھکتا ہوا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دروازے پر آ گیا۔ سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم بمع صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دروازے پر تشریف لائے۔ اور پتھر کے آنے جانے کے زمین پر نشانات ملاحظہ فرمائے۔ اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ دنیا سے رخصت ہونے سے پہلے مجھے رضوان کی طرف سے اپنی امت کے متعلق بشارت ملی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے میری امت سے ایک عورت کو حضرت مریم علیہا السلام کا درجہ اور مرتبہ عطا کیا ہے۔ (کشف المحجوب)

یہ حضرت زائدہ رضی اللہ عنہا کی کرامت ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ اور شیر:

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ روم کی سرزمین میں راستہ بھول گئے اور لشکر اسلام سے پیچھے رہ گئے۔ جنگل تھا راستہ تلاش کر رہے تھے۔ ایک شیر آ گیا۔ حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے شیر! میں تو سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کا غلام ہوں۔ شیر نے دم ہلانی شروع کردی۔ آپ کے پہلو میں آکر کھڑا ہو گیا۔ آپ کے ساتھ چلنا شروع کر دیا جب آپ اپنے لشکر میں پہنچ گئے تو شیر واپس لوٹ گیا۔ یہ کرامت ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ کی۔ (مشکوۃ شریف)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جس نے میرے کسی ولی کو ایذا پہنچائی۔ بیشک میں اسے مبازرت (لڑائی) کی دعوت دیتا ہوں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کے ساتھ کون لڑائی کرسکتا ہے جو شخص اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذا پہنچائے تکلیف پہنچائے تو قرآن کریم میں آتا ہے:

اِنَّ الَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فِی الدُّنْیَا

وَالْاٰخِرَةِ ۔(پ۲۲ سورۃ الاحزاب آیت ۵۷)

''بے شک جو ایذا دیتے ہیں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کو ان پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو دنیا اور آخرت میں۔''

ولی چونکہ اللہ تعالیٰ کا دوست ہے جو ولی کو تکلیف دے گا رب تعالیٰ اس سے ناراض ہو جائے گا۔

حضرت داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے استاد:

حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری ﷺ فرماتے ہیں۔ ایک مرتبہ میں اپنے استاد حضرت ابوالقاسم گورگانی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس پڑھنے کے لئے گیا۔ جب مسجد کے دروازے پر پہنچا تو میں نے سنا مسجد کے اندر دو آدمی گفتگو کر رہے ہیں اور جب میں مسجد میں داخل ہوا تو دیکھا میرے استاد محترم اکیلے بیٹھے ہوئے ہیں۔ دوسرا آدمی کوئی نہیں۔ داتا صاحب فرماتے ہیں حیران ہوا۔ اور بیٹھ گیا۔ استاد صاحب نے فرمایا۔ علی ہجویری تم کیا سوچ رہے ہو۔ عرض کی حضور میں مسجد کے دروازے پر آیا تھا تو دو آدمیوں کی گفتگو سن رہا تھا اور جب میں مسجد میں داخل ہوا تو صرف آپ ہیں۔ دوسرا آدمی کوئی نہیں۔ داتا صاحب کے استاد ابوالقاسم نے فرمایا علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ میں مسجد کے اس ستون کے ساتھ گفتگو کر رہا تھا۔

اللہ تعالیٰ کے ولی بے زبانوں سے بھی گفتگو کر لیتے ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کے ولی کی کرامت ہے۔

صحابی کا عصاء روشن ہو گیا:

حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ اور حضرت عباد بن بشیر رضی اللہ عنہ ایک رات کسی کام کے سلسلے میں حضور ﷺ سے باتیں کرتے رہے۔ یہاں تک کہ رات کا کافی حصہ گزر

گیااور رات بھی اندھیری تھی پھر یہ دونوں صحابی اپنے گھروں کو جانے کے لئے روانہ ہوئے۔ دونوں کے ہاتھوں میں عصا تھے۔رات میں ایک صاحب کا عصا روشن ہو گیا۔ دونوں صحابی اس کی روشنی میں چلتے رہے۔ جب وہ ایسی جگہ پر پہنچے جہاں ان دونوں کے راستے جدا ہو رہے تھے تو دوسرے کا عصا بھی روشن ہو گیا۔ ہر ایک اپنے گھر آسانی سے پہنچ گیا۔ (مشکوٰۃ شریف ص۵۴۴)

حضرت سعد ابن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کا بمع لشکر کے دریا عبور کرنا:

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ اپنی فوجوں کو لے کر دریا کی طوفانی لہروں کو عبور کر رہے ہیں۔ جب دریا پار ہوئے تو آپ نے اپنے فوجیوں سے پوچھا کسی کی کوئی چیز تو دریا میں نہیں رہ گئی۔ ایک مجاہد نے عرض کی۔ میرا ایک مٹی کا پیالہ دریا میں رہ گیا ہے تو حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے دریا کو خطاب کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک غلام کا پیالہ رہ گیا ہے واپس لاؤ۔ ابھی کلام ختم نہیں ہوا تھا۔

پانی کی لہروں سے پیالہ بلند ہوا باہر کنارے پر آ گیا۔ یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی کی کرامت ہے۔

ارادے جن کے پختہ ہوں نظر جن کی خدا پر ہو
تلاطم خیز موجوں سے وہ گھبرایا نہیں کرتے
ان کے جو ہم غلام تھے خلق کے پیشوا رہے
ان سے پھرے جہاں پھرا آئی کمی وقار میں

اگر تم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سچے غلام بن جاؤ تو زمین پر تمہاری حکومت، آسمان پر تمہاری حکومت، دریاؤں پر سمندروں پر تمہاری حکومت۔

حضرت موسیٰ بن نصیر رضی اللہ عنہ فاتح افریقہ:

حضرت موسیٰ بن نصیر رضی اللہ عنہ فاتح افریقہ وہ صحراؤں کو عبور کر رہے تھے کسی نے کہا ادھر نہ جائیں۔

ادھر درندے ہیں

سانپ ہیں

حضرت موسیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہم ادھر ہی جائیں گے۔ جب آگے گئے دیکھا جنگل میں

شیر ہیں

چیتے ہیں

خطرناک درندے ہیں

حضرت موسیٰ رضی اللہ عنہ نے ایک پہاڑی پر چڑھ کر اعلان کیا۔ جنگل کے خونخوار درندو! جنگل خالی کر جاؤ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام آ گئے ہیں۔ جب حضرت موسیٰ رضی اللہ عنہ نے اعلان کیا تو سارا جنگل خالی ہو گیا۔

کی محمد سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں

یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں

سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی میں کائنات کی حکومت ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو عمل کی توفیق عطا فرمائے۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

حدیث شریف

وَعَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰہَ یَقُوْلُ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ اَیْنَ الْمُتَحَابُّوْنَ بِجَلَالِیْ اَلْیَوْمَ اُظِلُّھُمْ فِیْ ظِلِّیْ یَوْمَ لَاظِلَّ اِلَّا ظِلِّیْ (راوہ مسلم)(مشکوۃ باب الحب فی اللہ ومن اللہ)

روایت ہے انہی سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن فرمائے گا کہ کہاں ہیں میری عظمت کے لئے آپس میں محبت کرنے والے آج میں انہیں اپنے سایہ میں جگہ دوں گا جبکہ میرے سایہ کے سوا کوئی سایہ نہیں۔

یعنی اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ارشاد فرمائے گا وہ مسلمان میری بارگاہ میں حاضر ہوں جو کسی دنیاوی وجہ سے نہیں بلکہ صرف میری خوشنودی کی وجہ سے آپس میں محبت کرتے تھے کہ میری عظمت ان کے دلوں میں تھی اس لئے وہ مجھے راضی کرنا چاہتے تھے میرے بندوں کو راضی کر کے۔ آج میں انہیں اپنے سایہ میں جگہ دوں گا۔

دوسرا خطبہ

حضرت داتا گنج بخش علیہ رحمۃ اللہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ ط اَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ...... بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ...... اَلَا اِنَّ اَوْلِيَاءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ؀ (پ ۱۱ع ۱۱سورۃ یونس:۶۲)

اٰمَنْتُ بِاللّٰهِ صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ وَ بَلَّغَنَا رَسُوْلُهُ النَّبِيُّ الْكَرِيْمُ الْاَمِيْنُ وَ نَحْنُ عَلٰى ذٰلِكَ مِنَ الشَّاهِدِيْنَ وَ الشّٰكِرِيْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ......

اِنَّ اللّٰهَ وَ مَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ...... يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَ سَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا......

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّ بَارِكْ وَسَلِّمْ .

اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ
وَعَلٰى اٰلِكَ وَاَصْحَابِكَ يَا حَبِيْبَ اللّٰهِ

گنج بخش فیض عالم مظہر نور خدا
ناقصاں را پیر کامل کاملاں را رہنما

میرے محترم بزرگو اور معزز دوستو! قرآن کریم کی جو آیت مقدسہ آپ کے سامنے تلاوت کی ہے اس کا ترجمہ یہ ہے:

اَلَا اِنَّ اَوْلِیَاءَ اللّٰہِ لَا خَوْفٌ عَلَیْہِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ ۝

''سن لو بے شک اللہ تعالیٰ کے ولیوں پر نہ کچھ خوف ہے اور نہ کچھ غم۔''

آج مختصر وقت میں امام العارفین حجۃ الکاملین سیدنا مخدوم علی ہجویری داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ جن کا عرس ۱۸۔۱۹۔۲۰ صفر کو لاہور میں ہو رہا ہے نذرانہ عقیدت پیش کروں گا۔

تقریباً ساڑے نو سو سال سے یہ سلسلہ جاری ہے اور ان شاء اللہ قیامت تک جاری رہے گا۔ چار سو ہجری میں آپ کی ولادت ہوئی اور تقریباً چار سو پینسٹھ ہجری میں وصال ہوا۔ حضرت داتا صاحب افغانستان کے شہر غزنی میں پیدا ہوئے اور لاہور میں وصال ہوا۔ غزنی شہر کے دو محلوں میں بچپن گزرا۔ ایک ہجویر اور دوسرا جلاّب اسی لئے آپ کو ہجویری اور جلاّبی کہا جاتا ہے۔

جوانی علم دین پڑھتے گزر گئی۔ آپ بہت بڑے عالم تھے۔ حضرت داتا صاحب عالموں کے امام اور شہنشاہ تھے۔ علم دین حاصل کرنے کے بعد آپ مرشد کامل کی تلاش میں نکلے اور تلاش کرتے کرتے ملک شام پہنچے۔

راہ دے راہ دے ہر کوئی آکھے میں وی آکھاں راہ دے
بن مرشد تینوں راہ نہیں لبھنا مَر ویسیں وچ راہ دے

دمشق میں ایک غار ہے جس کا نام ہے بیت الجن اس کے ارد گرد جنات کا

بسیرا ہے اور بسیرا ہے۔ اس غار میں حضرت ابوالفضل محمد بن الحسن الختلی رونق افروز تھے۔ ان کے ہاتھ پر آپ نے بیعت کی اور ان کی خدمت میں رہے۔

پیر نے داتا کی ڈیوٹی لاہور لگائی:

حضرت ابوالفضل محمد بن الحسن الختلی رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا علی ہجویری ہم نے تمہاری لاہور میں ڈیوٹی لگائی ہے تم نے لاہور جا کر اسلام کی تبلیغ کرنی ہے۔ جس پیر کے مرید داتا صاحب ہیں اس پیر کا عالم کیا ہوگا۔ حضرت ابوالفضل محمد بن الحسن الختلی رحمۃ اللہ علیہ بیٹھے غار میں ہیں۔ نگاہ لاہور پر پڑ رہی ہے۔ آپ جانتے ہیں لاہور کو ایک مُبلِغ اسلام کی ضرورت ہے۔ فرمایا علی ہجویری تمہیں لاہور جانا ہوگا۔ داتا صاحب اپنے پیر سے جدا ہونا نہیں چاہتے تھے۔ کوشش کی کہ پیر کے قدموں میں رہوں۔ داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے عرض کی وہاں پر میرے پیر بھائی حسین زنجانی موجود ہیں۔ مجھے وہاں جانے کی کیا ضرورت ہے۔ فرمایا علی ہجویری تمہیں لاہور جانا ہوگا۔ داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ تیار ہو گئے۔ پہلا قدم دمشق کی غار بیت الجن کے دروازے پر تھا دوسرا قدم لاہور کے دریائے راوی پر تھا۔ فاصلے مٹ گئے۔ طنابوں کو کھینچ دیا گیا۔ اللہ تعالیٰ کے ولی کے قدموں کے سامنے یہ فاصلے کوئی حیثیت نہیں رکھتے۔

حضرت میاں میر رحمۃ اللہ علیہ:

حضرت میاں میر رحمۃ اللہ علیہ ایک مرتبہ نماز تہجد کا وضو کر کے حجرے میں گئے تھوڑی دیر کے بعد ایک درویش مسواک لینے کے لئے حجرے میں گیا تو حضرت میاں میر صاحب حجرے میں موجود نہیں تھے۔ ادھر ادھر دیکھا۔ درویش پریشان ہو گیا کہ میاں صاحب وضو کر کے اندر آئے تھے۔ مصلیٰ بچھا ہوا ہے لیکن میاں صاحب موجود نہیں۔ بہر حال درویش پریشانی کے عالم میں باہر آیا مسواک کی۔ وضو کیا، نفل

پڑھے اور جب نماز فجر کا وقت ہوا۔ حجرے کا دروازہ کھولا تو میاں صاحب حجرے میں موجود ہیں۔ درویش بڑا پریشان ہوا۔ میاں میر صاحب نے نگاہ ولایت سے دیکھا اور فرمایا باباجی کیا بات ہے، پریشان کیوں ہو؟

درویش نے عرض کی حضور میں پہلے آیا تھا آپ موجود نہیں تھے اور اب آپ موجود ہیں حالانکہ آپ حجرے سے باہر نہیں گئے تھے تو میاں میر صاحب مسکرائے فرمایا باباجی ہم نماز تہجد کا وضو یہاں کرتے ہیں نفل جا کر مسجد نبوی میں پڑھتے ہیں۔ یہ ہے ولی کی شان اور ولی کا مقام ولیوں کے قدموں کے سامنے زمین سمٹ جاتی ہے۔ اسی طرح جب داتا صاحب لاہور تشریف لائے تو ایک قدم دمشق کی غار پر تھا اور دوسرا قدم دریائے راوی کے کنارے پر تھا۔ جب لاہور پہنچے تو لاہور کے دروازے بند تھے۔ چوکیدار نے کہا کون؟ داتا صاحب نے فرمایا میں ایک مسافر ہوں، دروازہ کھولو۔ چوکیدار نے کہا ہمارا طریقہ ہے جب ہم رات کو دروازے بند کر دیتے ہیں تو پھر صبح ہی کو کھولتے ہیں۔

داتا صاحب نے چوکیدار کو مجبور نہیں کیا۔ فرمایا لاہور کے چوکیدار اگر تجھے دروازہ بند کر کے پہرا دینا آتا ہے تو ہمیں مُصَلّٰی بچھا کر اللہ تعالیٰ کا ذکر کر کے رات گزارنی آتی ہے۔

صبح کو دروازہ کھلا آپ اندر داخل ہوئے تو دیکھا آگے ایک جنازہ آرہا ہے۔ پوچھا یہ جنازہ کس کا ہے۔ لوگوں نے بتایا یہ جنازہ حسین زنجانی رحمۃ اللہ علیہ کا ہے۔ داتا صاحب فوراً سمجھ گئے کہ میری نگاہ ابتدا پر تھی لیکن میرے پیر کی نگاہ انتہا پر تھی۔

نہ تخت و تاج میں نہ لشکر و سپاہ میں ہے
جو بات مرد قلندر کی بارگاہ میں ہے

میرے پیر صاحب نے جو مجھے بھیجا ہے صحیح وقت پر بھیجا ہے۔ سب نے عرض کی حضور نماز جنازہ آپ پڑھائیں۔ داتا صاحب نے اپنے پیر بھائی حسین زنجانی رحمۃ اللہ علیہ کی نماز جنازہ خود پڑھائی۔ (فوائد الفواد)

داتا صاحب کی شان پوچھنی ہے تو گستاخوں سے بے ادبوں سے مت پوچھو داتا صاحب کی شان پوچھنی ہے تو

ولیوں سے پوچھو

غوثوں سے پوچھو

قطبوں سے پوچھو

علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھو فرماتے ہیں:

سیّد ہجویر مخدوم امم
مرقد او پیر سنجر را حرم
خاک پنجاب از دم او زندہ گشت
صبح ما از مہر او تابندہ گشت

ملفوظات میں موجود ہے حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ ولیوں کے بادشاہ آپ فرماتے ہیں۔ اگر داتا صاحب میری زندگی میں ہوتے تو میں داتا صاحب کی بیعت کرتا، غور کریں۔ داتا صاحب میں اور دوسرے بزرگوں میں کتنا فرق ہے۔ حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کی شان کتنی بلند ہے۔ آپ تبلیغ اسلام کے لئے لاہور میں ٹھہر گئے۔

داتا صاحب نے سب سے پہلے مسجد بنائی:

حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ نے یہاں آ کر سب سے پہلے مسجد بنائی ہے۔ سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم جب مدینہ پہنچے تو آپ نے سب سے پہلے مسجد بنائی ہے۔

حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے سب سے پہلے اجمیر میں مسجد بنائی ہے
حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے سرہند میں سب سے پہلے مسجد بنائی ہے۔ مسجدیں بنانا انہیں آباد کرنا نبیوں ولیوں کی سنت ہے۔ سینما بنانا یزید کی نشانی ہے۔

یاد رکھو!

مسجدیں بناؤ گے رحمان خوش ہوگا

سینما بناؤ گے شیطان خوش ہوگا

حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ نے چھوٹی سی مسجد بنائی اسلام کی تعلیم کا سلسلہ شروع کیا۔ لاہور کے کسی عالم نے اعتراض کیا آپ کی مسجد کے قبلے کی سمت درست نہیں ہے۔ آپ نے ارشاد فرمایا کل لاہور کے علماء میرے ساتھ نماز پڑھیں دوسرے دن علماء آئے اور انہوں نے داتا صاحب کے پیچھے کھڑے ہو کر نماز پڑھی کتنے خوش نصیب تھے وہ علماء جنہوں نے آپ کے پیچھے کھڑے ہو کر نماز پڑھی۔

نماز سے فراغت کے بعد آپ نے علماء کو فرمایا اب ذرا دیکھو قبلے کی سمت درست ہے یا نہیں۔ جب علماء نے محراب کی طرف دیکھا تو درمیان سے تمام حجابات اٹھ گئے اور کعبہ شریف سامنے نظر آ گیا۔ (سفینۃ الاولیاء)

حضرت مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

لوح محفوظ است پیش اولیاء
ازچہ محفوظ است محفوظ از خطا

لوح محفوظ اولیاء اللہ کے سامنے ہوتی ہے
جو خطا اور غلطی سے محفوظ ہوتی ہے

آپ نے صرف مسجد کو بنایا ہی نہیں اسے آباد بھی کیا آج بھی آباد ہے ان شاء اللہ قیامت تک آباد رہے گی۔

آج کل لوگ مسجد تو بنا لیتے ہیں لیکن اسے آباد کرنے کی طرف توجہ نہیں دیتے مسجدوں کی حالت دیکھ کر علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ کا یہ شعر یاد آتا ہے:

مسجد تو بنالی شب بھر میں ایماں کی حرارت والوں نے
من اپنا پرانا پاپی ہے برسوں میں نمازی بن نہ سکا

رائے راجو اور داتا صاحب:

لاہور پنجاب کا نائب گورنر رائے راجو تھا جو جوگی تھا اور بہت بڑا جادوگر تھا۔ اس نے لاہور کے تمام گوالوں کو حکم دے رکھا تھا۔ دودھ میرے پاس لایا کریں۔ اگر دودھ لانا بند کر دیا تو تمہاری گائیں دودھ دینا بند کر دیں گی۔ دودھ کی بجائے خون دیں گی۔ ایک عورت سے داتا صاحب نے دودھ مانگا دودھ بہانا تھا مقصود تبلیغ تھی۔ اس عورت نے کہا ہم راجو کے پاس دودھ لے جاتی ہیں، اگر دودھ لے جانا بند کر دیا تو ہماری گائیں بھینسیں دودھ دینا بند کر دیں گی، دودھ کی بجائے خون دیں گی۔

داتا صاحب نے فرمایا میں ذمہ دار ہوں۔ تمہاری گائیں ان شاء اللہ زیادہ دودھ دیں گی۔

اس بی بی نے دودھ دے دیا۔ دوسرے دن جب وہ دودھ دوہنے لگی تو گھر کے سب برتن بھر گئے۔ دودھ کے فوارے جاری ہو گئے۔ اس عورت نے اپنی سہیلیوں کو بتایا سہیلیوں نے کہا ہمیں بھی وہیں لے چل۔ عورتوں میں بات بڑی جلدی پھیلتی ہے۔ جتنا یہ بات کو پھیلاتی ہیں نہ کوئی رسالہ پھیلاتا ہے نہ کوئی اخبار۔

یہ بات عورتوں میں پھیل گئی تمام عورتیں داتا صاحب کے پاس دودھ لانے لگیں۔ جوگی کو پتہ چلا!

وہ داتا صاحب کے پاس آیا

بڑے تکبر کے ساتھ آیا

بڑے غرور کے ساتھ آیا

غصے میں پیچ وتاب کھانے لگا

اس نے کہا بابا جی! اگر تم اپنی خیریت چاہتے ہو تو لاہور چھوڑ کر چلے جاؤ۔ داتا صاحب نے فرمایا میں جانے کے لئے نہیں رہنے کے لئے آیا ہوں۔ میں خود نہیں آیا مجھے میرے پیر نے بھیجا ہے۔ اگر وہ کہیں گے چلا جاؤں گا ورنہ نہیں جاؤں گا۔

جادوگر نے ڈرانے کے لئے ہواؤں اور فضاؤں میں اڑنا شروع کر دیا۔ داتا صاحب کے پاس لکڑی کی کھڑاویں پڑی تھیں ان کو اس کی طرف پھینکا ان کھڑاؤں نے فضاؤں میں اڑنا شروع کر دیا اور جوگی کے سر میں لگنا شروع کر دیا۔ جب اوپر کو جاتا سر میں لگتیں جب نیچے آتا لگنا بند کر دیتیں۔ ولی کی جوتیاں بھی کتنی سمجھ دار ہیں۔ کافی دیر یہی سلسلہ جاری رہا۔ لوگ یہ منظر دیکھتے رہے۔ آخر وہ سمجھ گیا یہ بابا جادوگر نہیں ہے۔ اس کا دین حق ہے نیچے آیا اور کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو گیا۔

نگاہ ولی میں یہ تاثیر دیکھی
بدلتی ہزاروں کی تقدیر دیکھی

حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ جب لاہور تشریف لائے!

ہر طرف گمراہی پھیلی ہوئی تھی

ہر طرف شرک اور کفر ہو رہا تھا

ہر طرف گمراہی تھی

گانے اور چمٹے کی آواز تھی

بت پرستی ہو رہی تھی

آپ نے دین حق کی تبلیغ اتنے خلوص سے کی محبت اور پیار سے کی کہ اسلام کا کلمہ پڑھ کر لوگ مسلمان ہو گئے۔ صراطِ مستقیم پر گامزن ہو گئے یہاں پر آپ نے

پرچم توحید کو بلند کیا

اسلام کے نور سے لوگوں کے قلوب کو روشن کیا

لوگوں کو قرآن کا قاری بنایا

مسجد کا نمازی بنایا

میدان جہاد کا غازی بنایا

معرفت، حقیقت، طریقت اور شریعت کا درس دیا

علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ کیا خوب فرماتے ہیں!

خاک پنجاب از دم اُو زندہ گشت
صبح ما از مہر او تابندہ گشت

"پنجاب کی زمین ان کے دم قدم سے زندہ ہوئی۔ ہماری صبح ان کی مہربانی سے روشن ہوئی۔"

حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ عطائے رسول جب لاہور تشریف لائے۔ پہلے مدینہ طیبہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضری دی وہاں سے بغداد شریف پہنچے آپ حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ شہنشاہ بغداد کے ہم عصر ہیں غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ میں حاضری دی وہاں سے سیدھے لاہور تشریف لائے جب خواجہ صاحب حضرت داتا صاحب کے مزار پر پہنچے انوار و تجلیات کی بارش کو دیکھا۔ ایسا لطف آیا اور ایسا سرور آیا۔ یہاں پر رک گئے۔

معراج کی رات حضور صلی اللہ علیہ وسلم براق پر سوار ہو کر ستر ہزار فرشتوں کے جھرمٹ

میں بیت المقدس کی طرف جا رہے ہیں۔ راستے میں جناب موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام کا مزار آ گیا، جب موسیٰ علیہ السلام کا مزار آیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جبرائیل علیہ السلام اب میرے بھائی موسیٰ علیہ السلام کلیم اللہ کا مزار آ گیا ہے اب میری سواری کو روک دو۔

اگر کلیم اللہ کا مزار آ جائے تو حبیب اللہ کی سواری رک جاتی ہے۔ اگر داتا صاحب کا مزار آ جائے تو خواجہ صاحب کی سواری رک جاتی ہے۔

کیا مزارات پر جانا شرک ہے:

بعض لوگ کہتے ہیں مزارات پر جانا شرک ہے۔ اگر مزارات پر جانا شرک ہے تو کیا خواجہ صاحب نے ہمیں شرک کی تعلیم دی ہے۔ خواجہ صاحب نے نوے لاکھ کافروں کو کلمہ پڑھایا ہے۔ حدیث شریف میں آتا ہے کہ قبر کی دو ہی صورتیں ہیں۔

حُفْرَةٌ مِنْ حُفَرِ النِّيْرَانِ اَوْ رَوْضَةٌ مِّنْ رِيَاضِ الْجَنَّةِ ۔

(مشکوۃ ص ۱۴۰)

''قبر جہنم کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا ہے یا جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہیں۔''

اللہ تعالٰی کے ولی کی قبر جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے۔ کافر، زانی، شرابی کی قبر جہنم کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا ہے۔ جب ولی کی قبر پر جاؤ جنت کا باغ سمجھ کر جاؤ ہم جنت کے باغ میں جا رہے ہیں۔

حدیث شریف میں آتا ہے۔

زُوْرُ الْقُبُوْرِ فَاِنَّهَا تُذَكِّرُ الْمَوْتَ ۔

''قبروں کی زیارت کیا کرو کیونکہ اس سے موت کی یاد تازہ ہوتی ہے۔''

حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ جب حضرت داتا صاحب کے قدموں میں پہنچے۔

ایک دن نہیں ٹھہرے

دو دن نہیں ٹھہرے

پورے چالیس دن ٹھہرے ہیں

جاتے ہوئے جہاں تک مزار نظر آتا رہا پشت تک نہیں کی اور فرمایا:

گنج بخشِ فیضِ عالم مظہرِ نورِ خدا

ناقصان را پیرِ کامل کاملاں را راہ نما

بعض لوگ کہتے ہیں قبروں پر نہیں جانا چاہیے۔ قبروں میں کچھ نہیں ہے اگر قبروں میں کچھ نہیں تو حضور ﷺ نے سلام کا حکم کیوں فرمایا۔ آپ ﷺ نے فرمایا جب تم قبرستان میں جاؤ تو کہو۔

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ یَا اَھْلَ الْقُبُوْرِ یَغْفِرُ اللّٰہُ لَنَا وَلَکُمْ اَنْتُمْ سَلَفُنَا وَنَحْنُ بِالْاَثَرِ ۔ (مشکوٰۃ ص ۱۵۴)

''اے قبروں والو! تم پر سلام ہو اللہ تعالیٰ ہمیں اور تمہیں بخشے تم ہم سے پہلے ہو اور ہم تمہارے پیچھے آنے والے ہیں۔

ہم ہر ایک کی قبر پر نہیں جاتے ہم اسی کی قبر پر جاتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کا ولی ہے جس کی قبر جنت کا باغ ہے۔

حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی اکثر ولیوں کے مزارات کی زیارت کرتے ہوئے گزری۔ آپ جس شہر سے بھی گزرتے ہیں۔ جہاں بھی کسی ولی کا مزار نظر آتا ہے۔ آپ وہاں حاضری دیتے ہیں۔ داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب

کشف المحجوب میں خود فرماتے ہیں۔

حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے مزار پر داتا کی حاضری:

میرا گزر ملک شام کے شہر دمشق سے ہوا وہاں مُؤذِّنِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ کا مزار تھا۔ فرمایا میں نے بلال حبشی رضی اللہ عنہ کے مزار پر حاضری دی۔ جنت کی ٹھنڈی ٹھنڈی ہوائیں آ رہی تھیں۔ بیٹھے بیٹھے میری آنکھ لگ گئی۔ تو بلال حبشی رضی اللہ عنہ کے صدقے میری قسمت کا ستارہ چمک اٹھا۔ مجھے سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوگئی۔

میں نے دیکھا حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم باب بنی شیبہ سے تشریف لا رہے ہیں۔ میں فرطِ محبت سے دوڑا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پائے اقدس کو چومنے لگا، میں نے دیکھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بابا جی کو گود میں اٹھایا ہوا ہے۔ میں سوچ رہا تھا یہ کون ہیں جن پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم اتنی شفقت فرما رہے ہیں۔ ابھی یہ بات دل ہی میں تھی زبان پر نہیں آئی کیونکہ

ادب گاہ ایست زیر آسمان از عرش نازک تر
نفس گم کردہ می آید جنید و بایزید ایں جا

میرے آقا کی نگاہ مجھ پر پڑی فرمایا علی ہجویری! تم سوچتے ہو یہ کون ہیں۔ یہ تمہارے امام امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔

اس پر تبصرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں اگر امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ پیدل ہوتے، انگلی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں ہوتی تو ہوسکتا تھا امام اعظم کو ٹھوکر لگ جاتی لیکن گود میں اٹھانے کا مقصد یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو تو ٹھوکر لگنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تو امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کو ٹھوکر کس طرح لگ سکتی ہے۔

امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا راستہ

اتنا صاف ہے

اتنا شفاف ہے

اتنا سیدھا ہے

کہ ٹھوکر لگنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا

اولیاء کرام اور بزرگان دین مشائخ عظام کثرت کے ساتھ آپ کے مزار پر انوار پر حاضری دیتے رہے اور حاضری دیتے ہیں۔

حضرت خواجہ خواجگان ہند الولی عطائے رسول خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ حاضری کے لئے تشریف لائے۔ حضرت بابا فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ اکثر حاضری کے لئے تشریف لاتے۔ مریدوں سمیت پاک پتن شریف سے لاہور داتا صاحب حاضری کے لئے آتے ہیں۔ جس وقت لاہور میں داخل ہوتے ہیں آپ لمبا اور گہرا سانس لینا شروع کر دیتے ہیں۔ مریدین عرض کرتے ہیں حضور لاہور میں آتے ہی آپ کی کیفیت بدل جاتی ہے۔ آپ بڑا لمبا اور گہرا سانس لیتے ہیں۔

تو بابا صاحب فرماتے ہیں مجھے لاہور کی فضاؤں میں جنت کی خوشبو آتی ہے اور جب بابا صاحب داتا صاحب کے مزار کے بالکل قریب آتے ہیں پھر آپ قدموں سے نہیں چلتے گھٹنوں کے بل چلتے ہیں۔ مریدین عرض کرتے ہیں آپ یہاں گھٹنوں کے بل کیوں چلتے ہیں تو بابا صاحب نے فرمایا آگے انوار کی بارش ہو رہی ہے کیا اس پر میں قدم رکھ کر چلوں۔ ہر قبر پر ہم نہیں جاتے اسی قبر پر جاتے ہیں جو جنت کا باغ ہے۔ اللہ تعالیٰ کے ولی کی قبر جنت کا باغ رَوْضَةٌ مِّنْ رِيَاضِ الْجَنَّةِ ہے۔

میاں شیر محمد رحمۃ اللہ علیہ کی داتا دربار پر حاضری:

حضرت میاں شیر محمد رحمۃ اللہ علیہ داتا صاحب کے مزار پر حاضری دینے کے لئے شرق پور شریف سے تشریف لاتے۔ مریدین ساتھ ہوتے تھے۔ جس وقت میاں شیر محمد رحمۃ اللہ علیہ بس سے اترے داتا صاحب کے بازار میں داخل ہوئے تو راستے میں ایک بزرگ سے ملاقات ہوئی۔

سفید لباس ہے

سفید ریش مبارک ہے

خوبصورت چہرہ ہے

کچھ دیر گفتگو ہوئی، گفتگو ختم ہونے کے بعد میاں شیر محمد رحمۃ اللہ علیہ واپس جانے لگے۔ مریدوں نے کہا حضرت داتا صاحب کا مزار شریف بالکل قریب آ گیا ہے۔ اب واپس کیوں جانے لگے ہیں زیارت کر کے جائیں۔ فرمایا! یہ جن سے ابھی ملاقات ہوئی ہے یہ کون تھے؟ یہ داتا صاحب ہی تو تھے۔ داتا صاحب کو پہنچاننے کے لئے میاں شیر محمد رحمۃ اللہ علیہ کا ہونا ضروری ہے۔

حضرت قبلہ شیخ الحدیث مولانا سردار احمد رحمۃ اللہ علیہ فیصل آباد سے ہر جمعرات کو لاہور داتا صاحب کے مزار پر حاضری کے لئے تشریف لے جاتے اور فرماتے ہم اپنے گورنر کے پاس جا رہے ہیں۔

حقیقی داتا اللہ تعالیٰ ہے:

بعض لوگ کہتے ہیں سید علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ کو تم داتا کہتے ہو۔ داتا تو خدا ہے تم شرک کرتے ہو۔ تم مشرک ہو۔ میں ان کو سمجھانا چاہتا ہوں داتا کا معنی ہے دینے والا ہم مجازاً داتا کو داتا کہتے ہیں حقیقتاً داتا اللہ تعالیٰ ہے۔

سورۃ یوسف میں حضرت یوسف علیہ السلام کے متعلق آتا ہے۔ انہوں نے اپنے قید کے ساتھیوں سے کہا!

يَا صَاحِبَيِ السِّجْنِ اَمَّا اَحَدُكُمَا فَيَسْقِيْ رَبَّهٗ خَمْرًا

"اے میرے قید کے ساتھیوں تم دونوں میں سے ایک اپنے رب کو شراب پلائے گا۔

اس رب کے معنی ہیں بادشاہ حضرت یوسف علیہ السلام نے مصر کے بادشاہ کو رب کہا ہے حالانکہ "رب" اللہ تعالیٰ کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ اس کے باوجود حضرت یوسف علیہ السلام نے مصر کے بادشاہ کو رب کہا ہے۔ اگر مصر کا بادشاہ رب ہوسکتا ہے تو کیا داتا صاحب داتا نہیں ہوسکتے۔ رب کا معنی پالنے والا رب کا معنی پالنے والا اللہ تبارک وتعالیٰ پر حقیقی طور پر بولا جاتا ہے اور رب کا معنی بادشاہ پر مجازی طور پر ہے۔ اللہ تعالیٰ حقیقی رب ہے اور بادشاہ مجازی رب ہے۔ والدین کے بارے میں آتا ہے:

كَمَا رَبَّيَانِيْ صَغِيْرًا ۔

والدین کو مجازاً رب کہا گیا ہے

داتا کو مجازاً داتا۔ کہا جاتا ہے

ان کو بیماری ہے مسلمانوں کو مشرک بنانے کی۔

ہمارا عقیدہ ہے حقیقی داتا اللہ تعالیٰ ہے۔ یہ داتا ہیں اللہ تعالیٰ سے لے کر دیتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کے	......	بندے ہیں
اللہ تعالیٰ کے	......	ولی ہیں
اللہ تعالیٰ کے	......	دوست ہیں

مکہ مکرمہ میں جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم غریب اور مجبور تھے۔ غلام جو غلامی کی زنجیروں میں جکڑے ہوئے تھے اور مجبوریوں کی وجہ سے ہجرت نہیں کر سکے۔ وہ مسلمان دن رات اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعائیں کرتے تھے:

وَاجْعَلْ لَّنَا مِنْ لَّدُنْكَ وَلِيًّا وَّاجْعَلْ لَّنَا مِنْ لَّدُنْكَ نَصِيْرًا

(پ ۵ ع ۸ سورۃ النساء آیت ۷۵)

''یا اللہ اپنی طرف سے ہمارے لئے کوئی ولی بھیج دے اور اپنی
طرف سے ہمارے لئے کوئی مددگار بھیج دے۔''

اس آیت سے معلوم ہوا کہ

ولی کہتے ہی اسے ہیں ...... جو مددگار ہو۔

ولی کہتے ہی اسے ہیں ...... جو مصیبت میں کام آئے

ولی صرف یہیں مدد نہیں کرتا بلکہ اللہ تعالیٰ کا ولی

نزع کے وقت بھی مدد کرتا ہے

قبر میں بھی مدد کرتا ہے

اور حشر میں بھی مدد کرے گا

ولی اللہ تعالیٰ کے اس دوست کو کہتے ہیں جو ہر پریشانی میں کام آئے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم دعا کر رہے ہیں۔ یا اللہ! ہمارے لئے کوئی ولی بھیج دے۔ کوئی مددگار بھیج دے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مکہ میں آٹھ سال دعائیں کرتے رہے۔ کوئی ولی بھیج دے، کوئی مددگار بھیج دے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی دعائیں قبول ہوئیں۔ ولی کون آیا مددگار کون آیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ سے پھر مکہ آئے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ولی بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور نبی بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ میں عرض کر رہا تھا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی دعائیں قبول

ہوئیں۔ ان کے لئے مددگار اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کو بھیجا۔ مکہ فتح ہوا ہی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی دعاؤں کے صدقے ہے۔

معلوم ہوا کہ ولی کہتے ہی اسے ہیں جو مدد کرے۔ جو کہتے ہیں نبی ولی مدد نہیں کرتے وہ قرآن کی منکر ہیں۔

بایزید کے مزار پر حاضری:

حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں جب مجھے کوئی مشکل پیش آتی ہیں۔ میری روحانی منزل میں کوئی رکاوٹ پیش آتی ہے تو میں حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر حاضری دیتا ہوں میری مشکل حل ہوجاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ میری مشکل آسان کردیتا ہے۔ مزارات پر حاضری دینا حضرت داتا صاحب کا عقیدہ ہے۔

بناوٹی صوفی:

آپ فرماتے ہیں میں نے خراسان کا سفر اختیار کیا، مسافر تھا، ایک خانقاہ میں ٹھہرا۔ وہاں کچھ صوفی بناوٹی موجود تھے میرا جاننے والا بھی وہاں کوئی نہیں تھا۔ میں نے کوئی خاص صوفیوں والا لباس پہنا ہوا نہیں تھا۔

نہایت تھکا ہوا تھا۔ گرمیوں کا موسم دوپہر کا وقت تھا۔ میرے کپڑے گرد و غبار سے اَٹے ہوئے تھے۔ صوفی جو وہاں پر بیٹھے تھے۔ انہوں نے مجھے حقارت کی نظر سے دیکھا اور میرا مذاق اڑایا کہا یہ بھی صوفی آ گیا ہے۔ داتا صاحب ان صوفیوں سے کچھ فاصلے پر بیٹھ گئے۔ وہ صوفی آپس میں کہہ رہے تھے یہ صوفی ہم میں سے نہیں ہے۔ یہ ولی نہیں ہے۔

داتا صاحب فرماتے ہیں کہ میں واقعی ان میں سے نہیں تھا۔ داتا صاحب میں غرور اور تکبر نہیں ہے۔ عاجزی اور انکساری ہے۔ داتا صاحب فرماتے ہیں میں ان میں سے نہیں تھا، کیا معنی جیسے وہ بناوٹی صوفی تھے۔ داتا صاحب ان میں سے نہیں

تھے۔ داتا صاحب فرماتے ہیں وہ صوفی بہترین کھانا کھا رہے تھے۔ ان کے کھانوں کی خوشبوں مجھے آ رہی تھی اور میری طرف ان صوفیوں نے ایک روٹی پھینک دی جو باسی ہو کر سبز رنگ کی ہو چکی تھی اُلّی لگی ہوئی۔ میرے ساتھ طنزاً باتیں بھی کرتے جاتے تھے۔ روٹی کو رزق سمجھ کر اٹھا لیا صاف کر کے بسم اللہ پڑھ کر کھا لیا۔ ان صوفیوں نے خربوزے کھانے شروع کیے تو چھلکے مجھے مار رہے تھے۔ داتا صاحب اگر دعا کرتے ان کا خانہ خراب ہو سکتا تھا، لیکن داتا صاحب صابر تھے، طبیعت میں عاجزی انکساری تھی۔

داتا صاحب فرماتے ہیں جب وہ صوفی مجھے خربوزوں کے چھلکے مار رہے تھے تو مجھے بڑی کوفت ہو رہی تھی، میرا دل زخمی ہو رہا تھا، لیکن میں نے ان صوفیوں کو کچھ نہیں کہا۔ سراپا صبر بن کر بیٹھا رہا اور جو میری منزل رکی ہوئی تھی وہ حل ہو گئی۔ چھلکے لگنے کی وجہ سے نفس اتنا زخمی ہوا کہ جو منزل رک چکی تھی وہ منزل کھل گئی حل ہو گئی، جب داتا صاحب کے زمانے میں لوگ ولیوں کی اتنی بے ادبی کرتے تھے اب کیا کہا جا سکتا ہے۔ اب تو ہے ہی بے ادبی کا دور اللہ تعالیٰ بے ادبوں سے محفوظ رکھے۔

(کشف المحجوب ص ۱۶۷)

حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کے پیر:

حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ایک دن میں۔ اپنے شیخ ابوالفضل محمد بن حسن الختلی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ بیت الجن دمشق کی طرف جا رہا تھا بارش ہو رہی تھی، بارش کی وجہ سے ہر طرف کیچڑ ہو گیا، میرے اندر کیچڑ میں چلنے کی ہمت نہ تھی، کیچڑ میں چلنا مشکل ہو گیا، جوتیاں کیچڑ میں خراب ہو چکی تھیں، کپڑوں پر بھی چھینٹے پڑ رہے تھے، کپڑے بھیگ چکے تھے، لیکن اچانک جب میری نگاہ اپنے پیر و مرشد حضرت ابوالفضل محمد بن حسن الختلی رحمۃ اللہ علیہ پر پڑی تو دیکھ کر حیران ہو گیا کہ ان کے کپڑے بھی

خشک ہیں اور جوتے بھی بالکل خشک ہیں اور صاف ستھرے ہیں۔

داتا صاحب فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے پیرومرشد کی خدمت میں عرض کی کہ آپ کے کپڑے اور جوتے بالکل خشک اور صاف ہیں۔ پیر صاحب نے فرمایا! جب سے میں نے دل کو حرص سے پاک کرلیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے ہر قسم کے کیچڑ سے محفوظ کرلیا ہے۔

حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں مجھ پہ ایک مشکل آن پڑی تو میں شیخ ابوالقاسم گرگانی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں زیارت کے لئے پہنچا۔ میں نے دیکھا کہ آپ مسجد میں اکیلے تشریف فرما ہیں اور باتیں کررہے ہیں ان باتوں میں میرے سوالوں کا جواب تھا۔ میں مسجد کے اندر داخل ہوا تو عرض کی آپ کس سے باتیں کررہے ہیں یہاں تو کوئی بھی موجود نہیں ہے۔ شیخ نے فرمایا! میں اس ستون سے باتیں کررہا تھا، اللہ تعالیٰ نے اسے بولنے کی قوت عطا کردی ہے۔ یہ ساری باتوں کا جواب دے رہا تھا اور مجھ سے سوال کررہا تھا۔ اللہ والے ہر چیز سے بات کرلیتے۔ حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کو جب کوئی مشکل پیش آتی تو وہ اللہ والوں کی بارگاہ میں حاضر ہوتے۔ ہمیں بھی اللہ والوں کی طرف مشکل وقت میں متوجہ ہونا چاہئے۔

(کشف المحجوب ص۴۲۳)

حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ نقل فرماتے ہیں کہ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ ایک ولی کامل کے پاس جنگل میں گئے وہ سیاہ فام تھے۔ جنگل میں ان کا ڈیرہ تھا۔ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ ان کو غریب سمجھ کر بازار سے کچھ کھانے پینے کی چیزیں ان کی خدمت میں پیش کیں اور عرض کی آپ کے لئے لایا ہوں یہ قبول کرلیں شاید آپ کو ضرورت ہو۔

وہ ولی کامل بزرگ میری بات سن کر مسکرائے اور مجھے اشارہ کیا کہ ادھر دیکھو

میں نے جو جنگل کی طرف دیکھا جتنے ڈھیلے، روڑے اور پتھر تھے سب سونے کے بن چکے تھے۔ ہر طرف سونا ہی سونا تھا۔ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں میں شرمندہ ہوا اور جو کچھ لے کر گیا تھا سب کچھ چھوڑ کر واپس آ گیا۔

حضرت ابراہیم ادھم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ایک دن میں ایک چرواہے کے قریب سے گزرا۔ میں مسافر تھا۔ میں نے بکریوں کے چرواہے سے پانی مانگا کہ اگر پانی ہے تو مجھے دو مجھے پیاس لگی ہے۔ اس چرواہے نے مجھ سے کہا یہاں دودھ ہے، دودھ تمہیں مل سکتا ہے۔ میں نے کہا مجھے اس وقت پانی کی ضرورت ہے پانی دو۔ وہ چرواہا اٹھا اس نے اپنا ڈنڈا پتھر پر مارا تو پتھر سے پانی بہنے لگ گیا۔ میں یہ دیکھ کر حیران ہو گیا۔ چرواہا مجھ سے کہنے لگا ابراہیم ادھم! تعجب نہ کر جب بندہ اپنے رب کا مطیع اور فرمانبردار ہو جاتا ہے تو دنیا کی ہر چیز اس کے تابع ہو جاتی ہے۔ (کشف المحجوب ص ۴۲۱)

باحیا عورت:

حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ اپنی مشہور و معروف کتاب کشف المحجوب میں ایک باحیا متقی پرہیز گار عورت کا واقعہ لکھ کر مسلمان عورتوں کو شرم و حیا کا درس دیتے ہیں۔ بصرہ میں ایک شخص تھا جو مالدار اور رئیس تھا۔ ایک دن اپنے باغ میں آیا۔ باغ کے مالی کی بیوی باغ کے مالک کے لئے لسی، شربت تیار کرنے لگی۔ باغ کے مالک نے جب اس عورت کو ادھر ادھر چلتے پھرتے دیکھا اس کے حسن و جمال پر نظر پڑی دل میں برا خیال پیدا ہو گیا۔ نفس امّارہ جوان ہو گیا۔ مالی کو کسی کام کے لئے بہانہ بنا کر باہر بھیج دیا۔ اس عورت کو بلایا وہ عورت آ گئی۔ باغ کے مالک نے عورت کو کہا جاؤ جلدی سے تمام دروازے بند کر دو اور میرے پاس آؤ وہ مجبور تھی۔ جب دروازے بند کر کے آئی تو باغ کے مالک نے پوچھا کیا سارے دروازے بند کر دیئے

ہیں۔ کہاہاں سب دروازے بند کردیئے ہیں لیکن ایک دروازہ بند نہیں کیا وہ کھلا ہے۔ کہاوہ کون سا؟ عورت نے کہاوہ دروازہ وہ ہے جو میرے اور میرے رب کے درمیان ہے۔ یہ سن کراس رئیس کے دل کی حالت بدل گئی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ بدکاری سے باز آ گیا اور سچے دل سے توبہ کی۔ اللہ تعالیٰ مسلمان عورتوں کو اس مالن عورت کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (کشف المحجوب ص۸۳)

اللہ تبارک وتعالیٰ ہمیں اللہ والوں کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

وَ اٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ



حدیث شریف

وَعَنْ عَبْدُاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ بِمَجْلِسَيْنِ فِيْ مَسْجِدِهٖ فَقَالَ كِلَاهُمَا عَلٰى خَيْرٍ وَاَحَدُهُمَا اَفْضَلُ مِنْ صَاحِبِهٖ اَمَّا هٰؤُلَاءِ فَيَدْعُوْنَ اللّٰهَ وَيَرْغَبُوْنَ اِلَيْهِ فَاِنْ شَآءَ اَعْطَاهُمْ وَاِنْ شَآءَ مَنَعَهُمْ وَاَمَّا هٰؤُلَاءِ فَيَتَعَلَّمُوْنَ الْفِقْهَ اَوِ الْعِلْمَ وَيُعَلِّمُوْنَ الْجَاهِلَ فَهُمْ اَفْضَلُ وَاِنَّمَا بُعِثْتُ مُعَلِّمًا ثُمَّ جَلَسَ فِيْهِمْ (رواہ الدارمی)(مشکوٰۃ کتاب العلم)

روایت ہے عبداللہ ابن عمر سے کہ رسول اللہ ﷺ اپنی مسجد میں دو مجلسوں پر گزرے تو فرمایا کہ یہ دونوں بھلائی پر ہیں مگر ایک مجلس دوسری سے بہتر ہے۔ لیکن یہ لوگ اللہ سے دعا کر رہے ہیں اس کی طرف راغب ہیں اگر چاہے انہیں دے چاہے نہ دے۔ لیکن وہ لوگ فقہ و علم خود سیکھ رہے ہیں نا واقفوں کو سکھا رہے ہیں وہ ہی افضل ہیں میں معلم بنا کر بھیجا گیا ہوں پھر آپ ﷺ انہی میں تشریف فرما ہوئے۔

یعنی مسجد نبوی شریف میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی دو جماعتیں دو جگہ پر الگ الگ بیٹھی تھیں ایک جماعت نوافل پڑھ رہی تھی اور قرآن کی تلاوت کر رہی تھی دوسری جماعت علمی گفتگو کر رہی تھی اور سبق کا تکرار کر رہی تھی۔ حضور ﷺ جب ان کے قریب سے گزرے تو دونوں کو ملاحظہ فرمایا اور

فرمایا دونوں افضل ہیں دونوں بہتر ہیں لیکن مجلس علم مجلس عبادت سے افضل ہے۔ کیونکہ عابد کی محنت اپنی ذات کے لئے ہے۔ مجلس علم والے اپنے لئے کچھ نہیں مانگ رہے دین پھیلا رہے ہیں دین دوسروں تک پہنچا رہے ہیں ان کا پڑھنا اور پڑھانا قابل قدر ہے۔ حضور ﷺ علم مجلس میں آکر بیٹھ گئے۔ حضور ﷺ کے آنے کا اصل مقصد بھی تعلیم ہے۔



تیسرا خطبہ

﴿مجدددوراں امام احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ﴾

اَلْحَمْدُلِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالْعَاقِبَۃُ لِلْمُتَّقِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ ط اَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم...... بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم...... اِنَّمَا یَخْشَی اللّٰہَ مِنْ عِبَادِہِ الْعُلَمٰٓؤُا ط اِنَّ اللّٰہَ عَزِیْزٌ غَفُوْرٌ ○ ط(پ۲۲سورۃ فاطر:۲۸)

"اللہ تعالیٰ سے اس کے بندوں میں سے وہی ڈرتے ہیں جو علم والے ہیں۔" (کنزالایمان)

اٰمَنْتُ بِاللّٰہِ صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْم وَ بَلَّغَنَا رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمُ الْاَمِیْن وَ نَحْنُ عَلٰی ذٰلِکَ مِنَ الشَّاھِدِیْنَ وَ الشّٰکِرِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ......

اِنَّ اللّٰہَ وَ مَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ ...... یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَ سَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا......

تمام حضرات محبت کے ساتھ درود شریف پڑھیں۔

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ

وَعَلٰی اٰلِکَ وَاَصْحَابِکَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہِ

میرے محترم بزرگو، معزز دوستو اور عزیز نوجوانو! آج اعلیٰ حضرت عظیم البرکت مولانا شاہ احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کو نذرانۂ عقیدت پیش کروں گا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اَنَا اَعْلَمُکُمْ بِاللّٰهِ وَاَخْشَاکُمْ مِنْهُ ۔

''میں تم سے زیادہ خدا کا عالم وعارف ہوں اور تم سب سے زیادہ خدا سے ڈرنے والا ہوں۔''

معرفت کے بغیر خوف نہیں ہو سکتا جو شخص کسی کو پہچانتا نہیں ہے وہ اس سے ڈرتا بھی نہیں ہے۔ میں آپ کو آسان طریقے سے سمجھاتا ہوں۔ ایک چھوٹے بچے کے سامنے اگر سانپ آجائے تو وہ بچہ سانپ کی خوبصورتی کو دیکھ کر نقش ونگار کو دیکھ کر اسے پکڑنے کی کوشش کرتا ہے اور کھیلنا چاہتا ہے لیکن والدین دیکھ کر ڈر جائیں گے اور خوفزدہ ہو جائیں گے۔ بچے کو اٹھا لیں گے اور سانپ کو مار ڈالیں گے۔ بچہ اس لئے نہیں ڈرتا کہ اسے معرفت حاصل نہیں ہے۔ بچہ سانپ کو جانتا نہیں ہے کہ سانپ کاٹ لیتا ہے جسے کاٹ لے وہ مر جاتا ہے، لیکن والدین کو معرفت حاصل ہے۔ سب کچھ جانتے ہیں، اس لئے سانپ سے ڈرتے ہیں اور خوف رکھتے ہیں۔ علماء کرام کو چونکہ اللہ تعالیٰ کی معرفت حاصل ہوتی ہے، اس لئے وہ اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

اِنَّمَا یَخْشَی اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا ۔

''اللہ تعالیٰ کے بندوں میں سے علماء کرام ہی اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہیں۔''

عالم کی شان:

حدیث شریف میں آتا ہے حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ

''بیشک اللہ تعالیٰ رحمت نازل فرماتا ہے اور اس کے فرشتے اور آسمانوں اور زمینوں والے یہاں تک کہ چیونٹی اپنی بل میں اور مچھلیاں سب دعائے رحمت کرتی ہیں اس کے لئے جو لوگوں کو بھلائی کی تعلیم دیتا ہے یعنی عالم دین۔'' (مشکوٰۃ شریف ج۱ص۳۴)

کیا شان ہے عالم دین کی کہ وہ گھر میں آرام کر رہا ہے۔

فرشتے

چیونٹیاں

مچھلیاں

اس کے لئے دعا کر رہے ہیں۔

عالم کے دل میں خوف خدا ہوتا ہے

سینے میں عشق مصطفیٰ ہوتا ہے

اور ہاتھ میں اسلام کا جھنڈا ہوتا ہے

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا! جس نے عالم کی زیارت کی اس نے گویا کہ میری زیارت کی، جس نے کسی عالم سے مصافحہ کیا، اس نے مجھ سے مصافحہ کیا، جو کسی عالم کی مجلس میں بیٹھا وہ میری مجلس میں بیٹھا، اور جو میری مجلس میں بیٹھے گا اُسے اللہ تعالیٰ کل قیامت کے دن جنت میں بٹھائے گا۔ (نزہۃ المجالس ص ۶۷)

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے علماء کرام کا ذکر فرمایا ہے اور حدیث شریف میں بھی خزانے موجود ہیں۔ عالم وہی ہے جو اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے جس کے دل میں

خوف خدا ہے۔

لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ ۝ (پ ا سورۃ البقرۃ)

''تم وہ بات کیوں کہتے ہو جس پر عمل نہیں کرتے۔''

معلوم ہوا عالم وہ نہیں ہے جو کہتا کچھ ہے اور کرتا کچھ ہے۔ عالم دین وہ ہے جس کے قول و فعل میں تضاد نہ ہو۔

حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا!

اَلْعُلَمَاءُ وَرَثَةُ الْاَنْبِيَاء ۔

''علماء نبیوں کے وارث ہیں۔''

علماء کتنے خوش نصیب ہیں جو انبیاء کے وارث ہیں۔ علماء کا مرتبہ بہت بلند ہے جو وعظ و نصیحت، درس و تدریس اور تحریر و تصنیف کے ذریعے لوگوں کو نیک اعمال کی تعلیم دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان علماء پر اپنی رحمتوں کی بارش نازل کرتا ہے۔ آسمان اور زمین کی تمام چیزیں ان کے لئے دعا کرتی ہیں۔

افسوس کہ آج کل مسلمان علماء کرام کا

احترام نہیں کرتے

مذاق کرتے ہیں

دل آزاری کرتے ہیں

حقارت کی نظر سے دیکھتے ہیں

یہ ایمان کی کمزوری کی علامت ہے۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو ہدایت عطا فرمائے۔ علماء کرام کو چاہئے کہ اپنا کردار اتنا پاک رکھیں کہ کوئی انگلی نہ اٹھا سکے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے علماء کرام کی وجہ سے دین اسلام کی رونقیں ہیں اور قیامت

تک یہ رونقیں باقی رہیں گی۔

علماء کرام بھی حقیقت میں وہی علماء ہیں جو حضور ﷺ کے باادب غلام ہیں اور صحیح العقیدہ ہیں۔

جن کے دلوں میں ...... عشق مصطفیٰ کی شمع روشن ہے

جن کے کردار سے ...... عشق مصطفیٰ کی روشنی ملتی ہو

جن کے وعظ کو سن کر ...... عشق مصطفیٰ پیدا ہو

جن کے بیان کو سن کر ...... دیدار مصطفیٰ کا جذبہ پیدا ہو

جن کی تقریر کو سن کر ...... حضور ﷺ کی عزت وناموس پر مر مٹنے کا جذبہ پیدا ہو۔

عالم اگر حضور ﷺ کا بے ادب ہے وہ انسان ہی نہیں ہے۔

حضور ﷺ فرماتے ہیں! بروں میں سب سے برا شریر عالم ہے اور اچھوں میں سب سے اچھے عالم ہیں۔ معلوم ہوا کہ عالم بگڑ جائے تو سب سے برا ہے۔ عالم سنور جائے تو سب سے اچھا ہے۔ علماء حق انبیاء کرام علیہم السلام کے وارث ہیں۔ جو بے ادب ہیں وہ شیطان کے بھائی ہیں۔

حضور ﷺ نے فرمایا:

"عُلَمَاءُ اُمَّتِی کَاَنْبِیَاءِ بَنِی اِسْرَائِیْل ۔

"میرے امت کے علماء بنی اسرائیل کے نبیوں کی طرح ہیں"

نبی نہیں ہیں لیکن تبلیغ اس طرح کریں گے جس طرح اللہ تعالیٰ کے نبی کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

یَرْفَعُ اللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْکُمْ وَالَّذِیْنَ اُوْتُو الْعِلْمَ

دَرَجٰتٍ ط (پارہ ۲۸ سورۃ المجادلہ:۱۱)

"اللہ تمہارے ایمان والوں کے اور ان کے جن کو علم دیا گیا ہے درجے بلند فرمائے گا۔" (کنزالایمان)

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِينَ يَعْلَمُونَ وَالَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ ط إِنَّمَا يَتَذَكَّرُ أُولُوا الْأَلْبَابِ ۝ (پ ۲۳ سورۃ الزمر آیت ۹ ع ۱۵)

"تم فرماؤ کیا برابر ہیں جاننے والے اور انجان نصیحت تو وہی مانتے ہیں جو عقل والے ہیں۔" (کنزالایمان)

حضور ﷺ ارشاد فرماتے ہیں:

"والدین کے چہرے کو دیکھنا عبادت ہے کعبہ شریف پر نظر ڈالنا عبادت ہے اور عالم کے چہرے کو دیکھنا تمام عبادتوں کی اصل ہے۔" (تذکرۃ الواعظین)

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، انہوں نے فرمایا کہ ایک شخص نے سرکار مدینہ ﷺ کی خدمت میں عرض کی عالم افضل ہے یا عابد۔ آپ ﷺ نے تبسم فرمایا اور ارشاد فرمایا اے شخص! تیرے اس قول سے فرشتوں کو بھی تعجب ہوگا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک ایک سست عالم ستر ہزار محنتی اور رات بھر اٹھ کر نماز پڑھنے والے اور دن بھر روزہ رکھنے والے عابد سے بہتر ہے۔ (تذکرۃ الواعظین)

حضور ﷺ نے فرمایا! جس شخص کے ساتھ اللہ تعالیٰ بھلائی کا ارادہ کرتا ہے، اس کو دین کا عالم بناتا ہے اور میں تقسیم کرتا ہوں اللہ تعالیٰ دیتا ہے۔ (بخاری)

امام محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ کیمیائے سعادت میں فرماتے ہیں کہ عالم دین کا دو

رکعت نفل پڑھنا جاہل کی سال بھر کی عبادت سے افضل ہے۔ امام محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ مکاشفۃ القلوب میں فرماتے ہیں۔ عالم دین کی غیبت کرنے والا قیامت کے دن اس حال میں آئے گا کہ اس کی پیشانی پر لکھا ہوگا۔ ''اللہ تعالیٰ کی رحمت سے دور'' یہ فضائل علماء حق کے ہیں۔ علماء سوا اس میں داخل نہیں ہیں مگر افسوس آج کل بعض لوگ علماء کرام کی عزت نہیں کرتے۔ سخت کلامی کرتے ہیں توہین آمیز رویہ اختیار کرتے ہیں۔ خصوصاً مسجد کی انتظامیہ اکثر و بیشتر امام اور خطیب کی غیبت کرتے رہتے ہیں۔ حقارت کی نظر سے دیکھتے ہیں بات بات پر ٹوکتے ہیں دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کو ہدایت عطا فرمائے۔ اسی طرح مجدد کی شان بھی حدیث شریف میں موجود ہے۔

مجدد کی شان:

سب سے پہلے وہ حدیث شریف میں پیش کرتا ہوں جو ابوداؤد شریف میں آتی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں:

اِنَّ اللّٰہَ یَبْعَثُ لِھٰذِہِ الْاُمَّۃِ عَلٰی رَأْسِ کُلِّ مِائَۃِ سَنَۃٍ مَنْ یُّجَدِّ دُ لَھَا دِیْنَھَا ۔ (ابوداؤد ج۲ ص۲۴۱)

''اللہ تعالیٰ ہر صدی کے سر پر اس امت کے لئے ایک مجدد کو بھیجے گا، جو اس امت کے لئے اس کے دین کی تجدید کرے گا (دین کو تازہ کرے گا)۔''

۱۰۰ سال کے عرصے میں دین اسلام پر جو گرد و غبار پڑ گئی ہے مجدد وقت آئے گا گرد و غبار کو صاف کر دے گا۔ دین اسلام کو تازہ کر دے گا مجدد دین کا سلسلہ قیامت تک جاری رہے گا۔ ہر صدی میں ایک مجدد بھی ہوا اعلیٰ حضرت عظیم البرکت مولانا شاہ احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ بھی اپنی صدی کے مجدد ہیں۔

علماء کرام فرماتے ہیں: مجدد کی نشانی یہ ہے کہ مجدد دو صدیاں پاتا ہے۔ ایک صدی میں پیدا ہوتا ہے اور اسی صدی میں اسلام کا جھنڈا بلند کرنے کے لئے دین اسلام کی تبلیغ کرتا ہے۔ جب دوسری صدی آتی ہے تو ہر طرف اس کا نام پہنچ گیا ہوتا ہے۔ امام اہلسنت امام شاہ احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ آپ کو جس لحاظ سے بھی دیکھیں مجددیت کا تاج آپ کی پیشانی پر نور کی طرح چمکتا ہوا نظر آتا ہے۔

پیدائش:

۱۲۷۲ ہجری میں آپ پیدا ہوئے اور ۱۳۴۰ ہجری میں آپ کا انتقال ہوا۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے والد گرامی مولانا نقی علی خاں صاحب اور آپ کے دادا جان مولانا رضا علی خاں رحمۃ اللہ علیہ بلند پایہ عالم دین تھے۔ چودہ سال کی عمر میں آپ فتویٰ کی مسند پر بیٹھے اور جس دن آپ نے قلم لے کر پہلا فتویٰ لکھا اس دن آپ بالغ ہوئے۔

قوت حافظہ:

اعلیٰ حضرت کی قوت حافظہ کا اندازہ یہاں سے لگایا جا سکتا ہے کہ آپ افتاء وغیرہ کی مشغولیت کے باوجود صرف ایک ماہ میں قرآن کریم حفظ کر لیا۔ اکثر لوگ آپ کو خط لکھتے تو القاب کے ساتھ حافظ بھی لکھ دیا کرتے تھے۔ اعلیٰ حضرت نے فرمایا ان بندگان خدا کا کہنا غلط نہ ہو، ہمیں قرآن کریم حفظ کر ہی لینا چاہئے۔ رمضان شریف میں عشاء کے وضو کے بعد جماعت تک حافظ صاحب سے ایک سپارہ قرآن کا سن کر دور فرما لیتے۔ اس طرح رمضان شریف کے آخری دن تیسویں سپارے کا دور کیا۔ بے پناہ قوت حافظہ کا یہاں سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔

جلالت علمی:

اللہ تعالیٰ نے آپ کو بے انداز علوم جلیلہ سے نوازا تھا۔ عرب وعجم کے علماء

نے واشگاف الفاظ میں آپ کے علم وفضل کی گواہی دی۔ آپ نے کم وبیش پچاس علوم پر قلم اٹھایا اور قابل قدر کتابیں لکھیں۔ اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں:

ملک سخن کی شاہی تم کو رضا مسلم

جس سمت آگئے ہو سکے بٹھا دیئے ہیں

یہ انعام الٰہی کا اظہار ہے۔ واقعی آپ کو ہر فن میں کامل دسترس تھی۔ علم توقیت میں اس درجہ کمال حاصل تھا کہ دن کو سورج اور رات کو ستارے دیکھ کر گھڑی ملا لیا کرتے تھے۔ ایک دفعہ آپ بدایوں تشریف لے گئے۔ مسجد خرما میں آپ نے فجر کی نماز پڑھائی۔ نماز میں قرأت طویل فرمائی۔ نمازیوں کو شک ہوا کہ شاید سورج نکل آیا ہے۔ نمازی باہر نکل کر مشرق کے طرف دیکھنے لگ گئے۔ یہ صورت حال دیکھ کر اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ نے فرمایا گھبرانے کی کوئی بات نہیں ابھی سورج نکلنے میں تین منٹ ۴۸ سیکنڈ باقی ہیں۔ یہ سن کر سب نمازی خاموش ہو گئے۔

ہندوستان میں انگریز کی آمد:

ہندوستان کی تاریخ میں انگریزوں کی آمد پر اسلام پر حملے ہو رہے تھے۔ ایمان اور عظمت مصطفیٰ پر حملے ہو رہے تھے۔ انگریز ایسے ایسے علماء پیدا کر رہا تھا جو حضور ﷺ کی شان میں

بے ادبیاں

گستاخیاں

اور زبان درازیاں کریں

علماء سوء اللہ تعالیٰ کے حبیب ﷺ کی شان میں منبروں پر بیٹھ کر بے ادبیاں کرتے۔ انگریز خوش ہوتا اور انہیں خزانے دیتا۔ شمس العلماء کا خطاب دیتا۔ علماء حق

نے مجاہدانہ کردار ادا کیا جو علماء حق اپنے آقا ﷺ کی

شان بیان کرتے

نعتیں پڑھتے

درود شریف پڑھتے

اور یارسول اللہ کے نعرے بلند کرتے

ان کو پھانسیوں پر لٹکا دیا جاتا۔

دہلی کے چاندنی چوک میں سینکڑوں علماء کو پھانسیوں پر لٹکایا گیا۔ کئی کئی ہفتے لاشیں چاندنی چوک میں لٹکتی رہیں اور بعض علماء کو کالے پانی کی سزا دی گئی۔ مولانا فضل حق خیر آبادی جو سنیوں کے امام تھے انہیں کالے پانی کی سزا دی گئی کیونکہ آپ نے انگریز کے خلاف جہاد کا فتویٰ دیا تھا۔

بے ادب علماء حضور ﷺ کی شان میں گستاخی کا مظاہرہ کر رہے تھے اور کہہ رہے تھے کہ حضور ﷺ کو دیوار کے پیچھے کی خبر نہیں ہے۔ انگریز خوش ہو رہا تھا۔ انعام واکرام دے رہا تھا۔ ادھر انگریز کے اشارے پر مرزا غلام احمد قادیانی نے نبوت کا دعویٰ کر دیا۔ ان ساری باطل قوتوں سے جو ٹکرایا وہ اہل سنت کا امام اعلیٰ حضرت عظیم البرکت مولانا شاہ احمد رضا خان بریلوی ہے۔ ہندوستان کی سرزمین پر تن تنہا باطل کی چٹانوں سے ٹکرا رہے تھے۔ وہ صرف اعلیٰ حضرت تھے جو فرما رہے تھے مجھے کوئی خزانہ نہیں چاہئے میرا خزانہ تو حضور ﷺ کے پاس ہے۔

کروں مدحِ اہل دول رضا پڑے اس بلا میں میری بلا
میں گدا ہوں اپنے کریم کا میرا دین پارۂ نان نہیں

بے ادب علماء چاروں طرف سے حملے کر رہے تھے۔ تن تنہا اعلیٰ حضرت جواب دے رہے تھے۔ بے ادبوں نے اپنی کتابوں میں لکھا۔ نماز میں حضور ﷺ کا

خیال آ جائے تو گدھے اور گھوڑے کا خیال لانے سے بدتر ہے۔

(نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ ذٰلِکَ)

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا! یہ تمہاری عبارت کفریہ ہے۔ تم اس سے توبہ کرو۔ حدیث میں آتا ہے:

صَلُّوا کَمَا رَأَیْتُمُوْنِی اُصَلِّی ۔

"نماز اس طرح پڑھو جس طرح تم نے مجھے نماز پڑھتے دیکھا ہے۔"

حدیث سے معلوم ہوتا ہے نماز پڑھنے والا نماز میں حضور ﷺ کی اداؤں کو دیکھے۔ ہر رکن پر حضور ﷺ کا خیال آئے تو نماز ہوتی ہے۔ اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں۔ نماز ہے ہی وہ جس میں حضور ﷺ کی ادائیں یاد آئیں۔ اعلیٰ حضرت نے فرمایا اگر تم کفریہ عقیدہ سے باز نہ آئے، توبہ نہ کی تو بے ادبی کی وجہ سے جہنم جاؤ گے۔ اعلیٰ حضرت نے تقریباً پچاس علوم میں کتابیں لکھیں ہیں۔ ہر فن کے ماہر امام تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اعلیٰ حضرت کو بے پناہ حافظہ عطا کیا تھا۔

علم حدیث

علم تفسیر

علم فقہ

علم معانی

جتنے علوم کی کتابیں آپ کے کتب خانے میں موجود تھیں ہر کتاب کا صفحہ اور لائن یاد تھی۔

فتاویٰ رضویہ:

فتاویٰ رضویہ اعلیٰ حضرت کا ایسا عظیم الشان کام ہے کہ جس کی نظیر تاریخ میں نہیں ملتی۔ فتاویٰ رضویہ آپ نے بارہ جلدوں میں لکھی لیکن اب

مزید تحقیق ہو رہی ہے

حوالہ جات لکھے جا رہے ہیں

ان کے ریفرنس دیئے جا رہے ہیں

عبارات کے تراجم ہو رہے ہیں

اب فتاویٰ رضویہ چھبیس جلدوں تک پہنچ چکی ہے

ابھی اس پر کام ہو رہا ہے

تیس جلدوں تک پہنچ جائے گی

اعلیٰ حضرت کا یہ کتنا بڑا تحقیقی علمی کارنامہ ہے

جس کی مثال تاریخ میں نہیں ملتی۔

علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ اور اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ:

علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے جب اعلیٰ حضرت کی زندگی کا مطالعہ کیا اور آپ کی کتابیں پڑھیں تو حیران ہو گئے اور کہا امام احمد رضا کو جو اللہ تعالیٰ نے علم وحکمت کے خزانے عطا کئے ہیں۔ یہ صرف حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی کا صدقہ ہے۔ علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں! اگر اعلیٰ حضرت کی طبیعت میں سختی نہ ہوتی تو فقہ میں ابوحنیفہ ثانی ہوتے۔ یہاں پر غور کریں! علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے اعلیٰ حضرت کے بارے میں تو یہ بات کہی ہے لیکن خود بھی وہی کیا جو اعلیٰ حضرت نے کیا۔ بے ادبوں پر سختی کی۔

مولانا حسین احمد مدنی جن کا دار العلوم دیوبند سے تعلق ہے۔ پاکستان کی جب تحریک چل رہی تھی تو کہا!

ملت از وطن است

"قوم وطن سے بنتی ہے۔"

وطن رہے گا تو قوم بھی رہے گی، اگر وطن ہندوستان ٹوٹ گیا تو قوم بھی ختم ہو جائے گی چونکہ ہندو اور مسلمان ایک ملک میں رہتے ہیں اس لئے وہ ایک قوم ہیں انگریز سے آزادی حاصل کرنے کے بعد ملک کو مذہب کی بنیاد پر تقسیم کرنا صحیح نہیں۔ یہ مولانا حسین احمد مدنی کہتے ہیں اور تمام کانگریسی علماء کا یہی مؤقف تھا۔

علامہ محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے جب یہ بات سنی تو جلال میں آ گئے فرمایا قوم دین سے بنتی ہے اگر قوم وطن سے بنتی تو حضور ﷺ مکہ سے مدینہ کی طرف ہجرت نہ کرتے۔ حضور ﷺ نے اسلام کی خاطر اپنا وطن چھوڑا جب قوم دین سے بنتی ہے تو ہندوؤں اور مسلمانوں کا دین الگ الگ ہے لہٰذا یہ ایک قوم نہیں۔ ہندو الگ قوم ہیں۔ مسلمان الگ قوم ہیں کیونکہ ان کا دین الگ الگ ہے۔

حسین احمد مدنی کو جواب دیا!

عجم ہنوز نداند رموزِ دیں ورنہ
ز دیوبند حسین احمد ایں چہ بوالعجبی است

''یہ عجمی لوگ دین کی رمزوں کو ابھی تک نہیں سمجھے ورنہ ایسی بات حسین احمد نہ کہتے۔''

سرود بر سر منبر کہ ملت از وطن است
چہ بے خبر مقام محمد عربی است

''تو منبر پر چڑھ کر کہتا ہے قوم وطن سے بنتی ہے لوگ حضور ﷺ کے مقام سے کتنے بے خبر ہیں۔''

حضور اکرم ﷺ نے تو اسلام کی خاطر مکہ مکرمہ جیسا وطن چھوڑ دیا۔ اب حضور ﷺ کے وطن سے کس کا وطن افضل ہو سکتا ہے۔

علامہ محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ شاعر مشرق عاشق مصطفیٰ ایمان کا مظاہرہ کرتے ہوئے دیوبندیوں کے استاد حسین احمد مدنی کو سمجھاتے ہیں!

بہ مصطفیٰ بہ خویش رساں کہ دیں ہمہ اوست
اگر بہ او نہ رسیدی تمام بولہبی است

(ارمغان حجاز حصہ اردو ص ۴۹)

"تو اپنے آپ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ تک پہنچا اس لئے کہ سارے کا سارا دین تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اگر تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں تک نہیں پہنچا تو مولوی ہونے کے باوجود بولہب کا بو لہب ہے۔"

ہاں تو میں عرض کر رہا تھا عملاً علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے بھی وہی کیا ہے جو اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے کیا ہے۔ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ اپنے مقام پر علم کا ایک کوہ گراں تھے۔ وقت کے عظیم مجدد تھے۔ آپ کا یہ بڑا تجدیدی کارنامہ ہے جو گرد و غبار اس دور میں

فتنہ قادیانیت

فتنہ عیسائیت

فتنہ نجدیت

کی وجہ سے چھا رہا تھا۔ ان تمام فتنوں کا اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے رد کیا۔ گرد و غبار کو صاف کیا۔ انگریز کی سرپرستی میں جو علماء ہندوستان میں

فرقے بنا رہے تھے

انتشار پیدا کر رہے تھے

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے ان کا مقابلہ کیا۔ یہ عظیم تجدیدی کارنامہ ہے۔ اعلیٰ

حضرت مجتہد وقت کے عظیم فقیہ اور معتبر عالم تھے۔ بریلی کے جلیل القدر محدث تھے لیکن پھر بھی فرماتے تھے!

مجرم کو نہ شرماؤ احباب کفن ڈھک دو
منہ دیکھ کے کیا ہوگا پردے میں بھلائی ہے

یہ انتہائی عاجزی ہے ورنہ آپ کا مرتبہ بہت بلند ہے۔

علی گڑھ یونیورسٹی کا پرنسپل:

علی گڑھ یونیورسٹی کا پرنسپل ضیاء الدین ایک حساب کے سوال میں پھنس گئے۔ بڑے بڑے حساب دانوں کے سامنے سوال پیش کیا لیکن سوال حل نہ ہوا۔ آخر پرنسپل صاحب نے آکسفورڈ یونیورسٹی کے پروفیسر سے سوال حل کرانے کے لئے

لندن جانے کا ارادہ کیا
ہوائی جہاز کا ٹکٹ خریدا
روانگی کا ارادہ کیا

پروفیسر سلیمان اعلیٰ حضرت کے مرید تھے۔ انہوں نے جب اپنے پرنسپل کا یہ ارادہ دیکھا تو عرض کی پرنسپل صاحب آپ لندن جانے سے پہلے میرے مرشد کے پاس چلیں۔ اپنا سوال پیش کریں۔ شاید مسئلہ حل ہو جائے۔ ضیاء الدین صاحب نے کہا کہ بڑے بڑے پروفیسر یہ سوال حل نہیں کر سکتے۔ مولوی صاحب کیا کریں گے۔

پروفیسر نے عرض کی چلو تو سہی زیارت ہی ہو جائے گی۔ سلیمان صاحب پرنسپل کو ساتھ لے کر اعلیٰ حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے اس وقت اعلیٰ حضرت بیمار تھے۔ آپ بستر علالت پر لیٹے ہوئے تھے۔ سلیمان نے عرض کی پرنسپل صاحب آپ کی زیارت کے لئے آئے ہیں۔ اعلیٰ حضرت نے فرمایا آنے کی وجہ کیا ہے۔

میرے محترم بزرگو اور دوستو! حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ اپنے پیر کی صحبت سے مستفید ہونے کے بعد سرہند شریف جا کر تبلیغ دین میں مشغول ہو گئے۔ مخلوق خدا حلقہ ارادت میں داخل ہونے لگی۔ حکومت کے بڑے بڑے عمال اور حکام آپ کے مرید ہو گئے۔ آپ نے اپنے خلفاء کو تبلیغ دین کے لئے دنیا کے بڑے بڑے ملکوں اور شہروں میں بھیجا اور خطوط کے ذریعے بھی آپ نے اسلام کی اشاعت کی۔ ہر طرف اسلام کی روشنی پھیلنے لگی۔

اکبر بادشاہ اور دین الٰہی:

حضرات محترم! حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے دور میں آج سے تقریباً چار سو سال پہلے ہندوستان کی سرزمین پر جلال الدین اکبر بادشاہ تھا۔ اس کی کابینہ ہندوؤں پر مشتمل تھی۔ ہندو وزیراعظم تھا۔ راجہ مان سنگھ فوجوں کا کمانڈر انچیف تھا۔ مسلمانوں میں ملا مبارک کے دو بیٹے ابوالفضل اور فیضی تھے۔ یہ علماء سو تھے۔

اکبر بادشاہ کو گمراہ کرنے میں ان علماء سو نے مرکزی کردار ادا کیا۔ اکبر خود جاہل تھا۔

ابوالفضل اور فیضی اور دوسرے وزیروں اور مشیروں نے اکبر کو غلط راستے پر ڈال دیا اور مشورہ دیا کہ اسلام کو ہزار سال گزر چکا ہے یہ پرانا ہو گیا ہے۔ اب ایک نئے دین کی ضرورت ہے۔

نیا دین تیار کیا گیا اس کا نام رکھا دین الٰہی۔ حقیقت میں یہ دین اکبری تھا۔ اکثریت چونکہ ہندوؤں کی تھی اس میں ہندوؤں کو خوش رکھا گیا۔ تاکہ شاہی حکومت مضبوط ہو۔

پیشانی پر قشقہ لگایا جاتا

کمر پر جینو پہننا جائز قرار دیا گیا

گائے کی تعظیم کی جاتی۔

گائے کے ذبیحہ کو حرام قرار دے دیا گیا

بادشاہ کے لئے سجدہ تعظیم روا رکھا گیا

سود...... جوئے...... شراب

کو حلال قرار دیا گیا۔

ہندو مسلمانوں سے شادی کریں۔ مسلمان سکھوں سے شادی کریں۔ اس دین اکبری میں

ہندوؤں

سکھوں

عیسائیوں

یہودیوں

کو تو کوئی خطرہ نہیں تھا

مسلمانوں کو خطرہ تھا

جب بھی جھوٹے اور سچے میں ملاوٹ ہوتی ہے تو سچے کو خطرہ ہوتا ہے۔ جھوٹے کو کوئی خطرہ نہیں ہوتا۔ اب ہندو اور عیسائی تو بڑے خوش تھے اور نعرے لگا رہے تھے۔

ہندو مسلم سکھ عیسائی

سب آپس میں بھائی بھائی

یہ اسلام کے خلاف ایک بہت بڑی سازش تھی۔ ہندوستان کی تاریخ میں اسلام کے ساتھ یہ مذاق ہوا ہے۔ اسلام کے ساتھ یہ مذاق کسی ہندو، سکھ یا عیسائی نے

نہیں کیا، بلکہ ایک نام نہاد مسلمان نے کیا ہے۔ ہر طرف دین اکبری کی اشاعت ہو رہی تھی۔ اسلام اور قرآن کا مذاق اڑایا جارہا تھا کہ ان ہی دنوں میں اکبر مر گیا اور اس کا بیٹا جہانگیر تخت نشین ہوا۔ جہانگیر بھی اپنے باپ کے نقش قدم پر چلا۔ اس نے بھی اسلام کے خلاف سازشیں شروع کر دیں۔ اسلام رہنے کے لئے آیا ہے مٹنے کے لئے نہیں آیا۔ یہ اتنا ہی ابھرے گا جتنا کہ دبا دو گے۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

هُوَ الَّذِیْ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَی الدِّیْنِ كُلِّهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ ۝

”اللہ تعالیٰ کی ذات وہ ہے جس نے اپنا عظیم الشان رسول بھیجا ہدایت اور دین حق کے ساتھ اور اس دین کو سارے دینوں پر غالب رکھے گا۔“

اسلام دشمنوں نے اسلام کو مٹانے کی کوشش کی لیکن اللہ تعالیٰ نے اسلام کو بلند کرنا ہے۔ اس کی فطرت میں قدرت نے لچک رکھی ہے۔ یہ اتنا ہی ابھرے گا بلند ہو گا جتنا اسے دبانے کی کوشش کی جائے گی۔

پہلی امتوں میں جب بھی کوئی خطرناک بیماری آتی تھی تو اللہ تعالیٰ کے رسول اس بیماری کا علاج بن کر آتے۔

نمرود جیسی بیماری آئی ...... تو حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام آئے۔

فرعون جیسی بیماری آئی ...... تو حضرت موسیٰ علیہ السلام آئے۔

اب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد قیامت تک کوئی نبی نہیں آئے گا لیکن بیماریاں پیدا ہوتی رہیں گی اور ان بیماریوں کے لئے اب قیامت تک کوئی نبی نہیں آئے گا۔ اب

نبی کے غلام آئیں گے۔ جیسی بیماری ہوگی ویسا علاج ہوگا۔ مجدّد صاحب اسلام خلاف سازش برداشت نہ کر سکے۔ فرمایا:

ملت ما جداً گانہ است

''ہماری ملت الگ ہے۔''

دین اکبری کا رد کیا اور فتویٰ جاری کیا کہ سجدہ تعظیم حرام ہے۔ مسلمان کا سر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں جھکتا ہے۔ کسی اور کے آگے نہیں جھکتا جب آپ کے فتوے کا پتہ چلا حکومت کے ایوانوں میں زلزلہ آ گیا۔

• جلال الدین اکبر کے بعد اس کا بیٹا جہانگیر تخت پر بیٹھا۔ جہانگیر اسلام کی عظمتوں سے ناواقف تھا۔ اس نے بھی کہا دین اکبری چلے گا۔ وزیروں اور مشیروں نے مجدّد صاحب کے خلاف جہانگیر کے کان بھرنے شروع کر دیئے کہ مجدّد صاحب دین اکبری کے خلاف ہیں۔ اپنی فوج بنا رہا ہے۔ سجدہ تعظیم کے خلاف ہیں۔

جہانگیر نے کہا ان کو بلاؤ۔ وزیروں اور مشیروں نے کہا آپ ان کو دربار میں بلا کر دیکھ لیں وہ کبھی آپ کو سجدہ تعظیم نہیں کریں گے۔ جہانگیر نے حکم دیا میرے تخت کے سامنے ایک ایسی کھڑکی تعمیر کی جائے جو بھی اس کھڑکی سے داخل ہو اس کا سر خود بخود میرے سامنے جھک جائے۔ کھڑکی تعمیر کی گئی۔ کھڑکی کے بالکل سامنے جہانگیر تخت پر بیٹھا ہوا ہے۔ مجدّد صاحب کو دربار میں لایا گیا اور کہا گیا کہ اس کھڑکی سے گزر کر دربار میں داخل ہو۔ ایک نگاہ میں سارا معاملہ دیکھ لیا۔ حدیث پاک میں ہے:

اِتَّقُوْا فِرَاسَةَ الْمُؤْمِنِ فَاِنَّهٗ يَنْظُرُ بِنُوْرِ اللّٰهِ ۔

''مومن کی فراست ایمانی سے بچو! اس لئے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے نور سے سب کچھ دیکھ لیتا ہے۔''

مومن حضور ﷺ کے غلام کو کہتے ہیں۔ جس کا غلام نور ایمان سے دیکھ لیتا ہے جس کے غلام کی نگاہ یہ ہے۔ آقا کی نگاہ کا عالم کیا ہوگا۔

مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے سجدہ کرنے سے انکار کردیا:

مجدد صاحب نے جب کھڑکی کو دیکھا جان گئے یہ میرا امتحان ہے۔ مجدد صاحب نے کھڑکی سے گزرتے ہوئے پہلے پاؤں داخل کئے۔ سامنے جہانگیر بیٹھا ہوا تھا۔ مجدد صاحب نے جہانگیر کو جوتی دکھائی۔ اس میں اشارہ تھا بادشاہ میری جوتی تیرے تخت وتاج سے بہتر ہے۔ کھڑکی میں پہلے سر داخل کرنے کی بجائے پاؤں داخل کئے جہانگیر غصے میں آ گیا۔ قید کا حکم دیا۔

علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

گردن نہ جھکی جس کی جہانگیر کے آگے
جس کے نفس گرم سے ہے گرمئ احرار
وہ ہند میں سرمایہ ملت کا نگہبان
اللہ نے بروقت کیا جس کو خبردار

آپ اندازہ کریں یہ مجدد صاحب کی کیسی بہادری ہے، جہانگیر نے حکم دیا گرفتار کر کے گوالیار کے قلعہ میں قید کردو۔ یہ قلعہ حکومت کے باغیوں کے لئے مشہور تھا۔ سنت یوسفی پر عمل کرتے ہوئے قید خانے میں گئے فرمایا اگر شہر میں تبلیغ کرسکتا ہوں تو جیل میں بھی جا کر تبلیغ کرسکتا ہوں۔ جب نماز کا وقت آیا تو اذان پڑھنا شروع کردی، قیدی آ گئے یار بڑے بڑے قیدی دیکھے ہیں لیکن ایسا قیدی آج تک نہیں دیکھا۔ کافروں کو کلمہ پڑھا کر مسلمان کیا جو مسلمان گنہگار تھے ان کو توبہ کرا کر سچا پکا مسلمان بنایا۔

ہزاروں قیدی مسلمان ہوگئے

نمازی بن گئے

تہجد گزار بن گئے

ولی بن گئے

آپ کے مرید ہو گئے

(تذکرہ مشائخ نقشبندیہ)

دو سال تک قید میں رہے اور تبلیغ کرتے رہے۔ جہانگیر بیمار ہو گیا۔ جہانگیر سے کسی نے کہا اگر مجدد صاحب دعا کریں تم ٹھیک ہو جاؤ گے۔ جہانگیر نے آپ کی آزادی کا حکم جاری کیا۔

جب جہانگیر کا پیغام مجدد صاحب کو پہنچا تو مجدد صاحب نے فرمایا جہانگیر کو جا کر میرا پیغام دو۔ میں اس وقت تک باہر نہیں آؤں گا جب تک جن مسجدوں کو مسمار کیا گیا تھا ان کو از سر نو تعمیر نہ کر دیا جائے۔

گائے کے ذبیحے پر پابندی ختم کی جائے

خنزیر کا گوشت بند کیا جائے

دین اکبری کو ختم کیا جائے

اگر یہ شرطیں منظور ہیں تو میں جیل سے باہر آؤں گا ورنہ نہیں۔ جہانگیر نے کہا مجھے منظور ہے۔ مجدد صاحب جیل سے باہر آئے تو آپ کے ساتھ قیدی بھی باہر آ رہے ہیں۔ سپرنٹنڈنٹ جیل نے عرض کی آپ اکیلے آزاد ہیں۔ یہ قیدی آزاد نہیں۔ ان میں

کوئی چور ہے

کوئی ڈاکو ہے

کوئی ظالم ہے

فرمایا اب..........

کوئی چور نہیں

کوئی ڈاکو نہیں

کوئی ظالم نہیں

سب اللہ تعالیٰ کے ولی بن چکے ہیں

مجدّد صاحب کی ایسی نظر پڑی کہ سب کو ولی بنا دیا۔ مجدّد صاحب جب جیل سے باہر آ رہے تھے۔ مسجدوں سے اذانوں کی آوازیں آ رہی تھیں۔ قرآن مجید کی تلاوت ہو رہی تھی۔ آج یہ جتنی ہندوستان اور پاکستان میں اذانوں کی آوازیں آ رہی ہیں یہ صدقہ ہے حضرت مجدّد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کا۔

مجدّد صاحب نے جہانگیر کے لئے دعا شروع کی تو کہا جہانگیر تو بھی رو کر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا کر۔ جہانگیر نے کہا مجھے رونا نہیں آتا۔ مجدّد صاحب نے فرمایا اگر رونا نہیں آتا تو رونے والی شکل بنا۔ جہانگیر نے رونے والی شکل بنائی۔ آنکھوں سے آنسو بہہ نکلے۔ ادھر جہانگیر رویا اُدھر آسمان پر شفا کی ہوا چلی۔ اللہ تعالیٰ نے جہانگیر کو شفا عطا کر دی۔

مغلیہ خاندان کے بادشاہ جلال الدین اکبر کے زمانے میں اسلام پر حملہ ہو چکا تھا۔ اب اس کے بیٹے جہانگیر کے دور میں اہلسنّت و جماعت کو ختم کرنے کی پوری کوشش ہو رہی تھی۔

ایرانی مجتہد:

کیونکہ جہانگیر کی بیوی جس سے جہانگیر کو بے پناہ محبت تھی۔ یہ شیعہ مذہب

تھی۔آصف جہانگیر کا سالا تھا،شیعہ تھا اور جہانگیر کا وزیر اعظم تھا۔اس کا مقبرہ جہانگیر کے مقبرے کے سامنے ہے لاہور میں۔

میرے محترم بزرگو! آصف جاہ اور نور جہاں نے ایران سے اپنا ایک مجتہد ہندوستان بلوایا کہ تم یہاں آکر شیعہ مذہب کی تبلیغ کرو۔جب مجتہد آیا تو نور جہاں نے کہا تمہیں اس لئے بلایا ہے کہ تم یہاں پر شیعہ مذہب کی تبلیغ کرو۔ہندوستان میں ہر طرف شیعہ مذہب پھیلا دو۔حکومت اپنی ہے۔

تمہیں کوئی نہیں پوچھے گا

تمہیں کھلی چھٹی ہے

کوئی روکنے ٹوکنے والا نہیں ہے

خزانوں کے منہ تمہارے لئے کھلے ہیں جو مانگو گے ملے گا۔اس مجتہد نے ایک کتاب لکھی۔جس کا ایک فقرہ یہ تھا۔

زعمر خویش بیزارم کہ ایں نام عمر دارد

"میں اپنی عمر سے اس لئے بیزار ہوں کہ اس کا نام عمر ہے۔"

یہ فقرہ نور جہاں کے مجتہد نے لکھا کہ میں اپنی عمر سے بیزار ہوں اس لئے کہ جو بھی آتا ہے وہ مجھ سے پوچھتا ہے۔مجتہد صاحب تمہاری عمر کتنی ہے۔جب کوئی عمر کا نام لیتا ہے تو میرے تن بدن میں آگ بھڑک اٹھتی ہے کہ اس نے عمر کا نام کیوں لیا ہے۔حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دشمن کو بھی عمر تو کہنا پڑے گا۔

نور جہاں کے اس ایرانی مجتہد نے فقرہ لکھا کہ میں اپنی عمر سے بیزار ہوں کہ اس کا نام عمر ہے۔یہ فقرہ اس دور کے علماء نے سنا صوفیا نے سنا مشائخ عظام نے سنا لیکن کسی کو یہ جرأت نہ ہوئی مجتہد کی گرفت کریں اور اس کی خبر لیں۔

کسی نے بھی اپنا فرض منصبی ادانہ کیا۔ حجروں میں آرام کرتے رہے۔ رسم شبیری کسی نے ادانہ کی علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

نکل کر خانقاہوں سے ادا کر رسم شبیری
کہ فقرے خانقاہی ہے فقط اندوہُ دلگیری

جب حضرت مجددالف ثانی رحمۃ اللہ علیہ شیخ احمد سرہندی نے یہ فقرہ سنا تو تڑپ اٹھے۔ چہرے پر جلال آ گیا۔ جہانگیر کے پاس پہنچے۔ فرمایا جہانگیر تجھے کوئی خبر ہے۔ عرض کی کیا خبر۔ ایرانی مجتہد نے امیر المومنین خلیفۃ المسلمین کی شان میں گستاخی کی ہے، بے ادبی کی ہے۔ میں اپنی عمر سے بیزار ہوں کہ اس کا نام عمر ہے۔

جہانگیر نے عرض کی یہ بات کس نے کہی ہے۔ آپ نے فرمایا نور جہاں کے ایرانی مجتہد نے، نور جہاں کو بلایا جہانگیر نے کہا یہ کون ہے مجتہد اس کو بلاؤ۔ نور جہاں سمجھی شاید جہانگیر مجتہد کا مرید ہو جائے گا۔ نور جہاں نے مجتہد کو کہا۔ آپ دربار میں پوری شان وشوکت سے آئیں کوئی خطرہ نہیں۔ جہانگیر آپ کی طرف نگاہ اٹھا کر نہیں دیکھ سکتا۔ بلکہ دربار میں آپ کی عزت افزائی ہوگی۔ کل ہماری فتح ہو جائے گی۔ مجدد صاحب کو ندامت اٹھانا پڑے گی۔ مجتہد نور اللہ شوستری بڑا خوش ہوا۔ دوسرے دن جہانگیر تخت پر بیٹھا۔ دربار لگا ہوا ہے۔ نور جہاں آصف جاہ اور تمام وزیر مشیر بیٹھے ہوئے ہیں۔ مجتہد آ گیا۔ دربار میں بڑا جبہ، قبہ اور عمامہ پہنا ہوا ہے۔ جہانگیر نے مجتہد سے پوچھا یہ تم نے لکھا ہے:

ز عمر خویش بیزارم کہ ایں نام عمر دارد

”میں اپنی عمر سے اس لئے بیزار ہوں کہ اس کا نام عمر ہے۔“

ایرانی مجتہد نے نور جہاں کی طرف دیکھا۔ نور جہاں نے اشارہ کیا کہ کوئی

بات نہیں۔ مجتہد نے کہا ہاں، میں نے ہی لکھا ہے۔ جب جہانگیر کو یقین ہو گیا کہ مجدّد صاحب نے درست رپوٹ دی ہے تو جہانگیر کرسی سے اٹھا تلوار کو بے نیام کیا مجتہد کی طرف لپکا۔ نور جہاں درمیان میں حائل ہو گئی آپ کیا کر رہے ہیں۔

یہ میرا مقتداء ہے

میرا پیشوا ہے

میرا امام ہے

میرا رہنما ہے

جہانگیر نے کہا!

جانِ مَن جاں دادہ اَم ایمان نہ دادہ اَم

''نور جہاں میں نے تمہیں جان دی ہے ایمان نہیں دیا۔''

جہانگیر نے تلوار مار کر مجتہد کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔ مجدّد صاحب کی نظر کرم سے جہانگیر کو یہ جذبہ ایمانی نصیب ہوا۔ اگر نور جہاں ہوتی اور مجدّد صاحب نہ ہوتے تو ہر طرف شیعہ ہی شیعہ ہوتے۔ اکبر ہوتا اور مجدّد صاحب نہ ہوتے تو ہر طرف ہندو ہی ہندو ہوتے۔ آج پاک و ہند میں ہر طرف اسلام کی شمع روشن ہے اور ہر طرف اہلسنّت ہیں۔ یہ صدقہ ہے حضرت مجدّد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کا۔

آج بھی ہو جو ابراہیم کا ایماں پیدا

آگ کر سکتی انداز گلستاں پیدا

حضرت مجدّد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے جہانگیر پر ایسی نظر کرم کی کہ جہانگیر راہِ راست پر آ گیا۔ اسلام کی مخالفت کی بجائے اب اسلام کی خدمت شروع کر دی۔ یہ مجدّد صاحب کا فیض تھا کہ جہانگیر کا بیٹا شاہجہاں تہجد گزار بن گیا اور جہانگیر کا پوتا

اورنگزیب عالمگیر اپنے ہاتھ سے قرآن کریم لکھ کر اسلام کی خدمت کرتا تھا۔

آپ مجھے بتائیں اگر حضرت مجدّد صاحب حجرے میں بیٹھے رہتے۔ حکومت جو

اسلام کی مخالفت کر رہی تھی

قرآن کی توہین کر رہی تھی

اسلام کا مذاق اڑا رہی تھی

کیا یہ سازشیں رک سکتی تھیں، کبھی نہیں۔

مجدّد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے حکومت سے ٹکر لی:

مجدّد صاحب نے حکومت سے ٹکر لی اور حکومت کے رخ کو موڑنے میں کامیاب ہو گئے۔ ہمیشہ علماء ربانی کا یہی طریقہ رہا ہے۔ حضرت امام حسین نے یزید سے ٹکر لی۔ حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے ظالم خلیفہ وقت کے خلاف آواز بلند کی اور ظلم سے منع کیا۔ حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے پرتھوی راج کے خلاف آواز بلند کی۔ شہاب الدین غوری رحمۃ اللہ علیہ کو کہا اٹھو ہندوستان پر حملہ کرو دہلی کا تخت تمہارا انتظار کر رہا ہے۔ حضرت مجدّد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ ان بزرگوں کے نقش قدم پر چلتے ہوئے حاکم وقت کے سامنے کلمہ حق کہتے رہے۔

آج بھی ہو جو ابراہیم کا ایماں پیدا
آگ کر سکتی ہے انداز گلستاں پیدا
کہتا ہے زمانے سے یہ درویش جواں مرد
جاتا ہے جدھر بندہ حق تو بھی ادھر جا
ناز ہے تجھے کہ بدلا ہے زمانے نے تجھے
مرد وہ ہے جو زمانے کو بدل دے

شاہ جہاں اور تخت طاؤس:

آ تجھ کو بتاؤں تقدیر اُمم کیا
شمشیر و سنا اوّل طاؤس و رباب آخر

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کا فیض دیکھیں۔ شاہ جہاں ہندوستان کا بادشاہ تھا۔ اس کے لئے تخت طاؤس بنایا گیا۔ شاہجہاں تخت طاؤس پر آیا۔ آتے ہی اس نے کہا لوٹے میں پانی لاؤ۔ جس نے تخت طاؤس بنایا تھا اس نے عرض کی حضور پانی کیا کرنا ہے۔

شاہ جہاں نے کہا وضو کرنا ہے۔ اس نے عرض کی حضور تخت سے نیچے اتر کر وضو کریں۔ میں نے تخت بنایا ہے۔ مجھے پتہ ہے اگر اس تخت پر پانی بہہ گیا تو اس کی آب وتاب ختم ہو جائے گی۔

شاہ جہاں نے کہا تمہارا کام تھا تخت بنانا۔ استعمال کرنا میرا کام ہے۔ پانی لایا گیا تخت پر ہی وضو کیا پانی ہر طرف بہہ گیا۔ تخت پر کھڑے ہو کر نفل پڑھے، تخت کا افتتاح کیا۔

جب نماز سے فارغ ہوئے، وزیروں، مشیروں اور گورنروں نے پوچھا یہ کون سی نماز کا وقت تھا۔ فرمایا میں نے شکرانے کے نفل ادا کئے ہیں۔

جب میں تخت طاؤس پر بیٹھا تو مجھے فرعون کا انجام یاد آ گیا۔ جب وہ ہاتھی کے دانت کے تخت پر بیٹھا تو اس نے کہا!

اَنَا رَبُّکُمُ الاَعْلٰی ۔

''میں تمہارا رب اعلیٰ ہوں۔''

جب میں تخت طاؤس پر بیٹھا تو میں نے اپنا سر سجدے میں رکھ کر کہا!

سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی ۔

''پاک ہے میرا رب بلندیوں والا۔''

جس نے کہا!

اَنَا رَبُّکُمُ الْاَعْلٰی

''وہ فرعون ہوگیا''

جس نے کہا!

سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی

''وہ اللہ کا فرمانبردار بندہ ہوگیا''

یہ سب حضرت مجدد صاحب کا فیض تھا اور نگاہ کا اثر تھا۔ افتتاح کے وقت ہندو گانا گاتے ہیں، ناچتے ہیں، لیکن اللہ تعالیٰ کے بندے اور حضور ﷺ کے غلام اس وقت اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے ہیں اور شکرانے کے نفل پڑھتے ہیں۔ اگر ریڈیو اور ٹیلی ویژن پر ہمارا قبضہ ہوجائے مسجد کی فضاؤں میں۔ آپ سے وعدہ کرتا ہوں ہم ایسا پیغام نشر کریں گے کہ اگر ہندو بھی سنیں گے سرکار مدینہ ﷺ کے غلام بن جائیں گے۔

ٹیلی ویژن کے گندے پروگراموں نے نئی نسل کو تباہ کر دیا ہے۔ حکومت گندے پروگراموں کو بند کرے۔ اگر گندے پروگرام بند نہ ہوئے ہمارے نوجوان گویئے بن جائیں گے۔ زنانے بن جائیں گے۔ اگر تم چاہتے ہو کہ

مسلمان نوجوان مجاہد بن جائیں

محمد بن قاسم رحمۃ اللہ علیہ کے غلام بن جائیں

سلطان محمود غزنوی رحمۃ اللہ علیہ کی فوج کے سپاہی بن جائیں

مسلمان بیٹیوں کے محافظ بن جائیں

تو ٹیلی ویژن کے پروگرام بدل دو۔

وائے ناکامی متاع کارواں جاتا رہا
اور کارواں کے دل سے احساس زیاں جاتا رہا
گلا تو گھونٹ دیا اہل مدرسہ نے تیرا
تو کہاں سے آئے صدا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه
آئین جواں مرداں حق گوئی و بے باکی
اللہ کے شیروں کو آتی نہیں روباہی

بت خانہ توڑ دیا:

غور کریں! حضرت مجدد صاحب کی شان دیکھیں۔ آپ کے چند مرید دکن کے صحرا سے گزر رہے تھے۔ راستے میں بت خانہ نظر آیا۔ آپ کے مریدوں نے ثواب سمجھ کر بت خانہ توڑ دیا۔ بت خانہ ریزہ ریزہ کر دیا۔ اچانک ہندو پجاری نے دیکھ لیا اور گاؤں والوں کو خبر کر دی۔ ایک ہزار ہندو لاٹھیاں پتھر لے کر مارنے کے لئے آئے۔ مرید کہتے ہیں شیخ مجدد کا تصور کر کے ہم نے فریاد کی۔ فوراً آواز آئی گھبراؤ مت تمہاری حفاظت اور امداد کے لئے لشکر اسلام آ رہا ہے۔ اچانک چالیس سوار گھوڑوں کو دوڑاتے ہماری طرف آتے ہوئے نظر آئے۔ جب کافروں نے سواروں کو دیکھا تو پیچھے ہٹ گئے اور ہمیں ساتھ لے کر روانہ ہو گئے۔ یہ حضرت مجدد صاحب کی کرامت تھی۔ (زبدۃ المقامات)

شیر کا حملہ:

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے ایک مرید سید جمال جنگل میں تھے کہ

اچانک ان پر شیر نے حملہ کر دیا۔ کہتے ہیں میں شیر کے حملے کی وجہ سے لرزہ براندام ہو گیا تھا۔ میں نے اسی وقت اپنے شیخ مجدد صاحب کو اپنی مدد کے لئے پکارا۔ میں نے دیکھا مجدد صاحب ڈنڈا لے کر آ گئے ہیں اور ڈنڈا شیر کو مار رہے ہیں۔ جب میں نے غور سے دیکھا تو نہ ہی مجدد صاحب وہاں پر تھے نہ ہی شیر تھا۔ (زبدۃ المقامات)

حضرات محترم اسی طرح آپ کی بہت ساری کرامات ہیں۔ اگر بیان کروں تو بہت وقت لگے گا۔ بات دراصل یہ ہے:

ان کے جو ہم غلام تھے خلق کے پیشوا رہے
ان سے پھرے جہاں پھرا آئی کمی وقار میں
ٹھوکریں کھاتے پھروگے ان کے در پر پڑ رہو
قافلہ تو اے رضا اول گیا آخر گیا

آخر میں ایک بات بتانا چاہتا ہوں غور سے سنیں! حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے دور میں اسلام پر حملہ ہوا اور سخت حملہ ہوا۔ مجدد صاحب حملے کے سامنے سیسہ پلائی ہوئی دیوار بن کر کھڑے ہو گئے۔ آخری دم تک اسلام کے پرچم کو بلند رکھا۔ آج جو اذانیں اور تلاوتیں ہو رہی ہیں ان کا اجر اور ثواب حضرت مجدد صاحب کو پہنچے گا۔

امام ربانی کی کرامات:

ایک امیر شخص تھا حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ عرض کی میں جوانی کی عمر سے گزر کر بڑھاپے کی عمر کو پہنچ گیا ہوں لیکن کوئی فرزند پیدا نہیں ہوا جو میرے بعد دنیا میں میری یادگار رہتا۔ اس بارے میں توجہ فرمائیں اور دعا فرمائیں امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ کچھ دیر کے لئے مراقبے میں چلے گئے پھر ارشاد فرمایا کہ لوح محفوظ میں تمہاری موجودہ بیوی سے تمہاری قسمت میں کوئی اولاد نہیں

ہے۔ اگر دوسری شادی کرو تو اولاد ہوگی اور تمہارے بعد تمہاری یادگار رہے گی۔ اتفاقاً اس کی بیوی نے وفات پائی اور دوسری عورت سے اس کی شادی ہوگئی جس سے ایک لڑکا اور لڑکی پیدا ہوئی اور یہ دونوں اس کے بعد زندہ رہے اور یادگار بن گئے۔

(تذکرہ مشائخ نقشبندیہ ص ۲۲۲)

شیخ نور محمد اناری رحمۃ اللہ علیہ حضرت مجدد صاحب کے مرید تھے اور صاحب اجازت تھے اور آٹھ مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کر چکے تھے۔ بیان کرتے ہیں کہ میرے بھائی کے گھر میں جن رہتا تھا جو ہمیشہ اس سے دشمنی کرتا تھا۔ یہاں تک کہ اس اذیت سے میرے بھائی نے انتقال کیا تھا۔ میں بھی اسی گھر میں رہتا تھا۔ بھائی کے انتقال کے بعد ہیبت ناک صورتیں میرے سامنے آنے لگیں اور پھولوں کی خوشبو مہکتی محسوس ہونے لگی میرے بھائی کی بھی ابتدائی حالت یہی ہوتی تھی۔ میرے عزیز و اقارب یہ سن کر میری زندگی سے ناامید ہوگئے۔ ایک رات میں اپنی بیوی سے ہمبستر تھا کہ وہ جن آگیا ہم دونوں کے اوپر چڑھ کر بیٹھ گیا اور ہمیں ایسا دبایا کہ ہم ہاتھ اٹھانے سے عاجز آگئے۔ حرکت بھی نہ کر سکتے تھے۔ ہم اسی بے قراری میں تھے کہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ ظاہر ہوئے اور آواز دی کہ نور محمد کچھ خوف نہ کر یہ جن ابھی بھاگ جائے گا کیونکہ شیطان کا مکر کمزور ہوتا ہے۔ جن نے حضرت کی آواز سنتے ہی ہم کو چھوڑ دیا۔ میں اٹھا اور حضرت صاحب غائب ہوگئے۔ اس کے بعد میرے گھر میں کسی کو جن کا آسیب نہ ہوا اور جنات وہاں سے چلے گئے۔ میں دیکھتا تھا کہ وہ اپنا سامان لے کر میرے گھر سے جارہے ہیں اور یہ کہہ رہے ہیں مجدد صاحب نے ہم کو یہاں سے نکال دیا ہے اب ہم موضع شادیوال میں جا کر رہیں گے۔

(تذکرہ مشائخ نقشبندیہ ص ۲۲۳)

حضور ہر قبر میں تشریف لے جاتے ہیں:

جہانگیر بادشاہ نے حضرت مجدّد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ سے مسئلہ دریافت کیا کہ سرکار مدینہ ﷺ ہر مرنے والے کی قبر میں تشریف لاتے ہیں مگر ایک ہی وقت میں مرنے والوں کی تعداد سینکڑوں نہیں ہزاروں تک پہنچتی ہوگی۔ حضور ﷺ ایک ذات ہے۔ وہ بیک وقت ہر قبر میں کیسے پہنچ جاتے ہیں اس کی وضاحت فرمایئے یہ سن کر مجدّد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اے بادشاہ! آپ دہلی والوں کو حکم دیں کہ وہ میری دعوت کریں۔

لیکن شرط یہ ہے کہ دعوت ایک ہی دن ایک ہی وقت میں ہو۔ بادشاہ جہانگیر کے حکم پر بہت سارے دہلی والوں نے آپ کی دعوت کی اور بادشاہ نے بھی اسی دن اسی وقت کی دعوت دی۔ وہ تاریخ وہ وقت آیا تو بادشاہ کے ہاں مجدّد صاحب نے دعوت کھائی اور رات وہیں قیام بھی فرمایا۔ فجر کے بعد بادشاہ جہانگیر نے دعوت کرنے والوں کو بلا کر پوچھا تو سب نے اقرار کیا کہ رات مجدّد صاحب میرے ہاں تشریف فرما تھے اور آپ نے میرے ہاں دعوت کھائی یہ ماجرا دیکھ کر بادشاہ حیران ہو گیا۔

حضرت مجدّد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے بادشاہ کو فرمایا میں تو حضور ﷺ کا ایک ادنیٰ غلام ہوں ہر گھر میں بیک وقت پہنچ سکتا ہوں تو اللہ تعالیٰ کے حبیب حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ ﷺ ہر قبر میں کیوں نہیں پہنچ سکتے۔ (فیوضات مجددیہ ص ۱۱۱ بحوالہ ولایت)

حضرت مجدّد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ کا مرید بیان کرتا ہے کہ میرا ایک رشتہ دار تھا وہ ایک بیماری میں مبتلا ہو گیا دعا اور دوا کے لئے فقراء و اطباء کی خدمت میں بہت پھرا۔ مگر کچھ فائدہ نہ ہوا ایک شخص نے میرے سامنے مجدّد صاحب کی تعریف کی میں مجدّد صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی میرا رشتہ دار سخت بیمار ہے۔ اس کے لئے دعا فرمائیں آپ نے فاتحہ شریف پڑھی اور حجرے میں داخل

ہو گئے۔ کچھ دیر کے بعد حجرے سے نکل کر آواز دی کہ فلاں شخص جس نے اپنے مریض کے لئے دعا کی درخواست کی تھی کہاں ہے میں حاضر ہوا مجدد صاحب نے فرمایا ہم اس کے لئے مغفرت کی دعا کرتے ہیں۔ اسی کی فاتحہ پڑھتے ہیں۔ میں حیران و غمگین ہو کر اپنے گھر کی طرف جو سرہند سے چند فرلانگ کے فاصلے پر تھا روانہ ہوا میں نے راستے میں اپنے دل میں کہا کہ حضرت کی یہ دوسری فاتحہ اور مغفرت کی دعا موت کی خبر ہے۔ معلوم ہوتا ہے مریض فوت ہو چکا ہے۔ جب میں گھر پہنچا تو اس مریض کو دفن کر چکے تھے۔ میں نے جو حساب لگایا تو ظاہر ہوا کہ جس وقت مجدد صاحب نے مجھے بلا کر فاتحہ پڑھی تھی وہ اسی وقت فوت ہو گیا تھا۔ مجدد صاحب کی یہ کرامت دیکھ کر میں آپ کا مرید ہو گیا۔

شیخ محمد مسعود جو کہ شیخ کے چھوٹے بھائی تھے اور خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ کے مرید تھے۔ تجارت کے لئے قندھار گئے ہوئے تھے۔ اسی اثناء میں حضرت نے اپنے ایک خادم سے فرمایا! عجیب معاملہ ہے میں ہر چند محمد مسعود کے احوال کی طرف متوجہ ہوا اور اس کو تلاش کیا۔ مکاشفہ کی آنکھ سے دیکھا مگر روئے زمین پر کہیں اس کو نہ پایا۔

مجدد صاحب فرماتے ہیں جب میں بغور متوجہ ہوا تو اس کی قبر نظر آئی کہ ابھی فوت ہوا ہے۔ سامعین نے تاریخ اور دن لکھ لیا۔ چند روز کے بعد اس کے ساتھی واپس آ گئے اور انہوں نے اس کے مرنے کی تاریخ اور دن وہی بتایا جو حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا تھا۔

وصال شریف:

نشان مرد مومن باتو گویم
چو مرگ آید تبسم برلب اوست

۲۸ صفر المظفر ۱۰۳۴ھ ہجری میں مجدد صاحب کا وصال ہوا۔ مزار ہندوستان سرہند شریف میں ہے۔ آج بھی شایان شان طریقے سے عرس ہوتا ہے اور قیامت تک ہوتا رہے گا۔

قبر پر انوار کی بارش ہورہی ہے

قبر پر تجلیات کی بارش ہورہی ہے

ہر وقت قرآن پاک کی تلاوت ہورہی ہے

علامہ محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ جب مجدد صاحب کے مزار پر حاضر ہوئے تو فرماتے ہیں:

حاضر ہوا میں شیخ مجدد کی لحد پر

وہ خاک کہ ہے زیر فلک مطلع انوار

یعنی میں مجدد کی قبر پر حاضر ہوا تو میں نے دیکھا وہ مٹی جہاں قبر ہے آسمان کے نیچے نور کے طلوع ہونے کی جگہ ہے۔

انوار کی بارش ہورہی ہے

رحمتوں کی بارش ہورہی ہے

تجلیات کی بارش ہورہی ہے

اللہ تعالیٰ ہمیں عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ حضرت مجدد الف ثانی کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

وَ اٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

حدیث شریف

وَعَنْ اَسْمَآءَ بِنْتِ يَزِيْدَ اَنَّهَا سَمِعَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اَلَا اُنَبِّئُكُمْ بِخِيَارِكُمْ قَالُوْا بَلٰى يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ خِيَارُكُمُ الَّذِيْنَ اِذَا رُاُوْا ذُكِرَ اللّٰهُ

(رواہ ابن ماجہ) (مشکوٰۃ باب الحب فی اللہ ومن اللہ)

روایت ہے حضرت اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا سے انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ کیا میں تمہیں بہترین مسلمان کی خبر نہ دوں صحابہ نے عرض کی ہاں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ فرمایا تم میں بہترین وہ ہیں کہ جب دیکھے جائیں تو خدا یاد آجائے۔

یعنی بعض لوگوں کے چہروں پر انوار ربانی ظاہر ہوتے ہیں۔ ان کے اعمال اور افعال حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے مطابق ہوتے ہیں۔ ان کو دیکھ کر مسلمانوں کا ایمان تازہ ہو جاتا ہے۔ خدا یاد آجاتا ہے۔ بلکہ بعض بزرگوں کی صحبت میں بیٹھنے کی وجہ سے قلب جاری ہو جاتا ہے۔

پانچواں خطبہ

صحبتِ صالحین

اَلْحَمْدُلِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالْعَاقِبَۃُ لِلْمُتَّقِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ
عَلٰی رَسُوْلِہٖ مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ ؕ
اَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم
بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَکُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ o (التوبہ:۱۱۹)
اٰمَنْتُ بِاللّٰہِ صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْم

تمام حضرات درود شریف پڑھیں۔

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ
وَعَلٰی اٰلِکَ وَاَصْحَابِکَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہِ

میرے محترم بزرگو اور معزز دوستو! سورۃ التوبہ کی ایک آیت مقدسہ آپ کے سامنے تلاوت کرنے کا شرف حاصل کیا ہے اس کا ترجمہ یہ ہے: یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ اے ایمان والو اللہ سے ڈرتے رہو۔ وَکُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ o اور

سچوں کے ساتھ ہو جاؤ

گر تو خواہی ہمنشینی با خدا　　　تو بروا اندر حضور اولیاء

یعنی اگر تو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پہنچنا چاہتا ہے تو ولیوں کی بارگاہ میں حاضر ہو جا تجھے اللہ تعالیٰ مل جائے گا۔

ولی فیض دیتا ہے

اللہ تعالیٰ کا ولی زندہ ہو تو فیض عطا کرتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ولی فوت ہو جائے تو فیض عطا کرتا ہے۔

عالم دنیا میں ہو فیض عطا کرتا ہے۔

عالم برزخ میں ہو فیض عطا کرتا ہے۔

اگر یقین نہیں آتا حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھ لو۔ آپ فرمائیں گے مجھے جو کچھ ملا ہے حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری کی بارگاہ سے ملا ہے۔

یک زمانہ صحبت با اولیاء
بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا

اولیاء کی بارگاہ میں ایک لمحہ جا کر بیٹھ جانا' سو سال کی بے ریا عبادت سے بہتر ہے۔ بڑے بڑے اولیاء کاملین اپنی اپنی جگہ ولی ہیں۔ غوث ہیں۔ قطب ہیں لیکن وہ پھر بھی صالحین کی تلاش میں نکلے۔ صالحین کے ہاتھ میں ہاتھ دیا اور ان سے فیض حاصل کیا۔ وَكُونُوا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ○ پر عمل کرتے ہوئے سچوں کے ساتھ ہو گئے۔

صالحین سے فیض حاصل کرنا

امام العارفین سیدنا مخدوم علی ہجویری داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ نے پیر کی تلاش کی۔ ملک افغانستان سے ملک شام گئے۔ دمشق میں ایک غار ہے۔ جس کا نام ہے بیت الجن' جس کے چاروں طرف جنات کا پہرا ہے۔ آپ اس غار میں پہنچے۔ خواجہ ابو الفضل محمد بن

حسن البصری رحمۃ اللہ علیہ اس غار میں رونق افروز تھے۔ داتا صاحب خدمت میں حاضر ہوئے بیعت کی اور مرید ہو گئے۔ حضرت غوث اعظم ولیوں کے سردار اور سرتاج ہیں۔ تمام پیروں کے پیر ہیں۔ شہنشاہ بغداد ہیں لیکن پھر بھی پیر کے مرید ہوئے۔ حضرت خواجہ ابوسعید مخزومی کی بیعت کی اور مرید ہو گئے کیونکہ

صحبت صالح ترا صالح کند　　صحبت طالح ترا طالح کند　(مثنوی مولانا روم)

سلطان الہند حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ جنہوں نے نوے لاکھ کافروں کو کلمہ پڑھایا ہے۔ آپ خواجہ عثمان ہارونی کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے بیعت کر کے مرید ہو گئے۔ حضرت بابا فرید گنج شکر نے خواجہ قطب الدین بختیار کاکی کی بیعت کی۔ گولڑہ شریف والوں نے سیال شریف سے فیض حاصل کیا۔ صحابہ کرام نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کی۔ تابعین نے صحابہ کرام کی بیعت کی، تبع تابعین نے تابعین کی بیعت کی اولیاء کرام اور بزرگان دین نے تبع تابعین کی بیعت کی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ سنت آج تک جاری ہے اور ان شاء اللہ قیامت تک جاری رہے گی۔

سچے پیر کی چار نشانیاں ہیں

آج کل پیری کے لباس میں بڑے بڑے فریب ہیں۔ سوچ سمجھ کر پیر پکڑنا چاہیے۔ پانی پیو چھان کے پیر پکڑو چھن کے۔ اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں جس میں چار نشانیاں پائی جائیں وہ پیر بننے کے قابل ہے۔

پہلی نشانی یہ ہے کہ اس کا عقیدہ صحیح ہو۔

سرکار کا باادب غلام ہو

صلوٰۃ وسلام پڑھنے والا ہو

تمام صحابہ کرام، اہل بیت، اور بزرگان دین کا باادب غلام ہو۔

مزارات پر حاضری دینے والا ہو

دوسری نشانی یہ ہے کہ وہ عالم ہو

ضروریات دین کو سمجھنے والا ہوتا کہ مریدوں کو سمجھا سکے

دین کے مسائل سے واقف ہو تو پیر بن سکتا ہے

تیسری نشانی یہ ہے کہ وہ باعمل ہو

نماز روزے کا پابند ہو۔ شریعت اسلامیہ کا پابند ہو

حلال کو حلال' حرام کو حرام سمجھنے والا ہو۔ وہ پیر بننے کے قابل ہے۔ بے عمل' فاسق وفاجر' پیر نہیں ہو سکتا۔

چوتھی نشانی یہ ہے کہ اس کا سلسلہ بیعت حضور ﷺ تک پہنچتا ہو۔ آج بعض اپنے آپ کو پیر کہلواتے ہیں لیکن درمیان سے ان اک سلسلہ کٹا ہوا ہے۔ سلسلہ بیعت حضور ﷺ تک نہیں پہنچتا جس کا سلسلہ منقطع ہو جائے وہ پیر نہیں ہو سکتا۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَكُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ ○ اے ایمان والو اللہ سے ڈرتے رہو اور سچوں کے ساتھ ہو جاؤ۔

اَلْاَخِلَّآءُ یَوْمَئِذٍۭ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ اِلَّا الْمُتَّقِیْنَ ۔ گہرے دوست اس دن ایک دوسرے کے دشمن ہوں گے مگر پرہیزگار۔ یعنی کل قیامت کے دن دوست دشمن بن جائیں گے مگر متقی اور پرہیزگاروں کی دوستی قائم رہے گی۔ ہمیں چاہئے کہ ہم دوستی ایسوں سے کریں کہ جن کی دوستی یہاں بھی کام آئے وہاں بھی کام آئے۔

میاں محمد رحمۃ اللہ علیہ کیا خوب فرماتے ہیں

چنگے بندے دی صحبت یارو جویں دوکان عطاراں
سودا بھانویں لیے نہ لیے حلے آون ہزاراں
برے بندے دی صحبت یارو جویں دکان لوہاراں
کپڑے بھانویں کنج کنج بہیے چنگاں پین ہزاراں

جنتی شفاعت کرینگے

سرکار مدینہ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ قیامت کے دن جنتی جب جنت کو جا رہے ہوں گے تو جہنمی راستے میں صف باندھ کر کھڑے ہو جائیں گے تو ایک دوزخی ایک جنتی سے اس کا نام لے کر کہے گا۔ اے فلاں! کیا تو نے مجھے نہیں پہچانا کہ میں وہی ہوں جس نے تجھے ایک دفعہ پانی پلایا تھا اور ایک اور دوزخی اس سے یوں کہے گا اور میں وہی ہوں جس نے تجھے وضو کے لئے پانی دیا تھا بس وہ جنتی ان کی شفاعت کر کے جنت لے جائے گا۔ (مشکوٰۃ ص ۴۹۴ باب الحوض والشفاعۃ)

اللہ والوں کی علامت

حضور ﷺ ارشاد فرماتے ہیں:

اَلَا اُنَبِّئُكُمْ بِخِيَارِكُمْ کیا میں تمہیں بہترین مسلمان کی خبر نہ دوں۔ صحابہ کرام نے عرض کیا: بَلٰى يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ۔ ہاں یارسول اللہ! فرمائیے۔ حضور ﷺ نے فرمایا: خِيَارُكُمُ الَّذِيْنَ اِذَا رُأُوْا ذُكِرَ اللّٰهُ ۔ تم میں سے بہترین وہ ہیں جب دیکھے جائیں تو خدا یاد آ جائے۔ (مشکوٰۃ باب اللہ کی راہ میں محبت)

واقعی ان صالحین بندوں کے پاس جاؤ اور ان کے مبارک چہروں کی زیارت کرو، خدا یاد آ جاتا ہے۔

ان کی زیارت سے ایمان تازہ ہو جاتا ہے۔

ان نیک لوگوں کے چہروں کو دیکھ کر روحانی خوشی ہوتی ہے۔ یہ چونکہ ہر وقت اللہ تعالیٰ کو یاد کرتے ہیں اس لئے ان پر انوار الٰہی کی بارش ہوتی ہے۔

ان کے چہروں کی طرف دیکھا جائے تو اللہ یاد آ جاتا ہے۔ ان اللہ والوں کے اعمال وافعال سنت کے مطابق ہوتے ہیں۔

صالحین کی صحبت کا فائدہ

سرکار مدینہ ﷺ نے صالحین کی صحبت کی بہترین مثال بیان کی ہے فرماتے ہیں:

مَثَلُ الْجَلِیْسِ الصَّالِحِ وَالسُّوْءِ کَحَامِلِ الْمِسْکِ وَنَافِخِ الْکِیْرِ فَحَامِلُ الْمِسْکِ اِمَّا اَنْ یُّحْذِیَکَ وَاَمَّا اَنْ تَبْتَاعَ مِنْہُ وَاَمَّا اَنْ تَجِدَ مِنْہُ رِیْحًا طَیِّبَۃً وَّنَافِخُ الْکِیْرِ اَمَّا اَنْ یُّحْرِقَ ثِیَابَکَ وَاَمَّا اَنْ تَجِدَ مِنْہُ رِیْحًا خَبِیْثَۃً (متفق علیہ) (مشکوۃ باب الحب فی اللہ ومن اللہ)

یعنی اچھے برے ساتھی کی مثال مشک کے اٹھانے اور بھٹی دھونکنے والے کی سی ہے۔ مشک اٹھانے والا یا تمہیں کچھ دے دے گا یا تم اس سے خرید لوگے اور یا تم اس سے اچھی خوشبو پالو گے اور بھٹی دھونکنے والا یا تمہارے کپڑے جلا دے گا اور یا تم اس سے بدبو پاؤ گے۔

اسی طرح آپ کسی برے دوست کے پاس جا کر بیٹھیں گے تو چاہے آپ کو اس سے کوئی کام ہو یا نہ ہو اس سے کوئی مطلب ہو یا نہ ہو اس کی برائی کی کوئی نہ کوئی چنگاری آپ پر ضرور پڑے گی۔

اور اگر کسی نیک صالح دوست کے پاس جا کر بیٹھیں گے تو چاہے اس سے کچھ کام ہو یا نہ ہو اللہ تعالیٰ کے ذکر کی آواز تو آپ کو آ ہی جائے گی۔

کسی برے آدمی کو کبھی دوست نہ بنائیں زندگی تباہ ہو جائے گی۔ مولانا روم فرماتے ہیں:

دور شو از اختلاط یار بد　　یار بد بدتر بود از مار بد

شرابی

جواریا

نشئی

زانی

ڈکیت

سمگلر

سود خور

رشوت خور

یہ برے دوست ہیں ان سے بچو ورنہ گھر اجڑ جائے گا۔

قرآن پاک کا قاری

مسجد کا نمازی

میدان جہاد کا غازی

اللہ کا ذکر کرنے والا

اللہ سے ڈرنے والا

اللہ سے ڈر کر رونے والا

متقی، پرہیزگار

یہ اچھے دوست ہیں۔ ان کی دوستی یہاں بھی کام آئے گی وہاں بھی کام آئے گی۔ حضور پر نور شافع یوم النشور ﷺ ارشاد فرماتے ہیں:

اَلْمَرْءُ عَلٰى دِيْنِ خَلِيْلِهٖ فَلْيَنْظُرْ اَحَدُكُمْ مَنْ يُّخَالِلُ ۔ آدمی اپنے دوست کے طریقہ پر ہوتا ہے پس ہر ایک سوچ لے کہ کس سے محبت کرتا ہے۔ (مشکوۃ باب الحب فی اللہ ومن اللہ) یعنی عموماً انسان اپنے دوست کی سیرت اور اخلاق اختیار کر لیتا ہے لہٰذا اچھوں سے دوستی رکھو یا یہ کہ تم بھی اچھے بن جاؤ۔

خلیل ایسا دوست جو رازدار ہو۔ ضرورت سے ملنا اور بات ہے اس میں کوئی حرج نہیں، جن لوگوں سے ہماری دلی دوستی ہے وہ عقیدے کے اعتبار سے کیسے ہیں۔

ان کا عمل کیسا ہے۔ اگر بدعقیدہ آدمی سے دوستی ہوگی۔ بدعمل انسان سے دوستی ہوگی۔
کسی مرزائی سے دوستی ہوگی' بے نمازی سے دوستی ہوگی

شرابی سے دوستی ہوگی

زانی سے دوستی ہوگی

نشئی سے دوستی ہوگی

کسی چور سے دوستی ہوگی

تو یاد رکھو دین برباد ہو جائے گا

اور دنیا بھی برباد ہو جائے گی

اللہ تعالیٰ نیک لوگوں کے پاس بیٹھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

مولانا روم فرماتے ہیں:

صحبت صالح ترا صالح کند　　صحبت طالح ترا طالح کند

نیک کی صحبت تجھے نیک بنا دے گی
برے کی صحبت تجھے برا بنا دے گی

حدیث شریف میں آیا ہے: اپنے مردوں کو نیک لوگوں کے درمیان دفن کرو اس لئے کہ میت کو بھی برے پڑوسی سے ایذا ہوتی ہے جس طرح زندہ کو تکلیف ہوتی ہے۔ اللہ والوں کی کیا شان ہے کہ وفات کے بعد بھی اپنے پڑوسیوں کے لئے راحت و سکون کا باعث ہیں۔ (فتاویٰ عزیزی ج ۲ ص ۱۲۸)

انبیاء کرام علیہم السلام کی دعائیں

حضرت یوسف علیہ السلام اللہ تعالےٰ کی بارگاہ میں دعا کرتے ہیں: اَنْتَ وَلِيّٖ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ تَوَفَّنِيْ مُسْلِمًا وَّاَلْحِقْنِيْ بِالصّٰلِحِيْنَ

(پ ۱۳ ع ۵ سورۃ یوسف آیت ۱۰۱)

"تو ہی میرا کارساز ہے دنیا میں اور آخرت میں
مجھے وفات دے درآنحالیکہ میں مسلمان ہوں
اور مدد دے مجھے نیک بندوں کے ساتھ"

حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کی دعا

حضرت ابراہیم علیہ السلام اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا کرتے ہوئے عرض کرتے ہیں:

رَبِّ هَبْ لِیْ حُكْمًا وَّاَلْحِقْنِیْ بِالصّٰلِحِیْنَ (پ۱۹ع۹شعراء آیت ۸۳)

"اے میرے رب عطا فرما مجھے علم وعمل (میں کمال) اور ملا دے مجھے نیک بندوں کے ساتھ"۔

حضرت سلیمان علیہ السلام کی دعا

حضرت سلیمان علیہ السلام اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا کرتے ہوئے ہمیشہ عرض کرتے تھے:

وَاَدْخِلْنِیْ بِرَحْمَتِكَ فِیْ عِبَادِكَ الصّٰلِحِیْنَ (پ۱۹ع۷النمل آیت ۱۹)

"اور شامل کر لے مجھے اپنی رحمت کے باعث اپنے نیک بندوں میں"۔

انبیاء کرام کی دعاؤں میں ہمارے لئے سبق ہے کہ اللہ کے مقبول اور محبوب بندوں سے دنیا میں تعلق رکھیں اور مرنے کے بعد بھی ان صالحین سے تعلق رکھنے کی دعائیں مانگیں، یہاں سے اندازہ لگائیں اللہ کے نیک بندوں کی نسبت کس قدر ضروری ہے اور کتنی اہم ہے۔

خوشبودار مٹی

حضرت شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

گلے خوشبوئے درحمام روزے
رسید از دست محبوبے بدستم

یعنی ایک روز میں حمام گیا تو وہاں کسی دوست سے مجھے ایک خوشبودار مٹی ملی۔

بدو گفتم کہ مشکے یا عبیرے
کہ از بوئے دلآویزے تو مستم

میں نے اس مٹی سے کہا تم مشک ہو یا عنبر؟ تمہاری دلآویز خوشبو سے میں مست ہوا جارہا ہوں' جلدی بتاؤ کہ تم کیا ہو مشک ہو یا عنبر۔

بگفتا من گلے نا چیز بودم
و لیکن مدتے باگل نشستم

مٹی بولی کہ میں تو ایک ناچیز مٹی ہوں مگر کچھ عرصہ پھولوں کے ساتھ رہی ہوں۔

جمال ہمنشیں در من اثر کرد
وگرنہ من ہما خاکم کہ ہستم

ہمنشیں پھولوں کی صحبت کا یہ اثر ہے کہ ان کے جمال نے مجھ میں خوشبو کا اثر پیدا کر دیا ہے ورنہ میں تو وہی ایک ''مٹی'' ہوں۔

شیخ سعدی نے صحبت صالحین کے فائدے بتائے ہیں' ایک مٹی جب پھولوں کے گلدستہ کے گرد لپٹ جاتی ہے اور کچھ عرصہ ان کی صحبت میں رہتی ہے تو اس مٹی میں بھی وہی پھولوں والی خوشبو اور مہک پیدا ہو جاتی ہے دیکھنے والا پھر اسے مٹی نہیں سمجھتا بلکہ وہ پوچھتا ہے کہ تو مشک ہے یا عنبر ہے؟ مٹی کہتی ہے میں تو وہی مٹی ہوں یہ سارا فیض تو پھولوں کا ہے۔ یہ صحبت کا اثر ہے۔ اگر نیک کی صحبت اختیار کی جائے تو انسان نیک اور صالح بن جاتا ہے۔

صِرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: تم میری بارگاہ میں اس طرح دعا کرو:

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ۔ چلا ہمیں سیدھا راستہ۔ صِرَاطَ الَّذِيْنَ

اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ۔ راستہ ان لوگوں کا جن پر تو نے انعام کیا۔ یہ نہیں فرمایا کہ راستہ قرآن کا دکھا۔ فرمایا: راستہ ان کا جن پر تو نے انعام کیا۔ انعام کن پر کیا وہ انبیاء، صدیقین، شہداء، صالحین ہیں۔ صالحین میں سب آجاتے ہیں یعنی ہمیں صالحین کے راستے پر چلا۔

بنی اسرائیل کا گناہگار انسان

حدیث پاک میں آتا ہے: بنی اسرائیل میں ایک شخص تھا جو بہت گنہگار تھا اس نے ننانوے قتل کیے تھے ایک دن اسے خیال آیا کہ مجھے اپنی بخشش کا سامان کرنا چاہیے۔ چنانچہ ایک عالم کے پاس گیا اس سے کہا میں بہت گناہگار ہوں ننانوے انسانوں کا قاتل ہوں کیا میری بخشش کی کوئی صورت ہو سکتی ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے بخش دے۔ عالم نے کہا تیری بخشش نہیں ہو سکتی تو بہت گناہ گار ہے ہماری بستی سے فوراً نکل جا کہیں ایسا نہ ہو کہ تیری وجہ سے ہم پر عذاب آجائے اور ہم تباہ و برباد ہو جائیں۔

اس نے اس عالم کو بھی قتل کر دیا پورے سو ہو گئے کچھ عرصے کے بعد پھر اسے خیال آیا کہ مجھے توبہ کرنی چاہئے تاکہ میری آخرت اچھی ہو جائے اور اللہ تعالیٰ کی گرفت سے میں بچ جاؤں۔

پھر کسی کے پاس گیا اور پوچھا کہ کس طرح میری بخشش ہو سکتی ہے کہ میں نے سو آدمیوں کو قتل کیا ہے۔

صالحین کی جماعت

کسی نے بتایا کہ تو فلاں بستی میں جا وہاں صالحین کی جماعت رہتی ہے۔

وہاں پر نیک لوگوں کی جماعت رہتی ہے۔

متقی اور پرہیزگار لوگوں کی جماعت رہتی ہے

اللہ کے محبوب اور مقبول بندوں کی جماعت رہتی ہے

اللہ کے مقرب بندوں کی جماعت رہتی ہے

اللہ کے عابدوں اور زاہدوں کی جماعت رہتی ہے

اللہ سے پیار کرنے والوں کی جماعت رہتی ہے

وہ گنہگار توبہ کی نیت سے صالحین کی بستی (بیت المقدس) کی طرف چل پڑا۔ اسے راستے میں ہی موت آ گئی۔ اس کی روح کو جنت کے فرشتے بھی لینے کے لئے آ گئے اور دوزخ کے فرشتے بھی لینے کے لئے آ گئے۔ جنت کے فرشتوں نے کہا اس کی روح کو ہم لے جائیں گے کیونکہ یہ توبہ کی نیت سے صالحین کی جماعت کے پاس جا رہا تھا۔ دوزخ کے فرشتوں نے کہا اس کی روح کو ہم لے جائیں گے کیونکہ یہ گناہگار تھا۔

سیاہ کار تھا

پاپی تھا

بدکار تھا

قاتل تھا

چور تھا

دہشت گرد تھا

فرشتے آپس میں جھگڑنے لگ گئے۔ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو ارشاد فرمایا: تم زمین کو ناپ لو پیائش کر لو۔ اگر یہ بندہ اپنے گھر کے قریب ہے تو دوزخ کے فرشتے لے جائیں اگر صالحین کی بستی کے قریب ہے تو جنت کے فرشتے لے جائیں۔

رحمت حق بہانہ می جوید

بہا (پیسے) نہ می جوید

اللہ تعالیٰ کی رحمت بہانہ تلاش کرتی ہے پیسے نہیں لیتی۔ جس وقت فرشتے پیائش کرنے لگے اللہ تعالیٰ نے گھر کی طرف والی زمین کو حکم دیا تو پھیل جا۔ صالحین کی بستی

کی طرف والی جو زمین تھی اسے حکم دیا تو سمٹ جا (نزدیک ہو جا) گھر کی طرف والی زمین پھیل گئی۔ صالحین کی بستی کی طرف والی زمین سمٹ گئی۔ اس کی روح کو جنت کے فرشتے لے گئے۔ صالحین کی طرف توبہ کرنے کی نیت سے جارہا تھا۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت جوش میں آئی صالحین کی برکت سے اس گناہگار کو بخش دیا۔

وَكُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ

اور سچوں کے ساتھ ہو جاؤ

امام فخر الدین رازی پر شیطان کا حملہ

حضرت امام فخر الدین رازی۔ صاحب تفسیر کبیر۔ آپ نے تفسیر کبیر لکھی ہے۔

تمام علماء کرام تفسیر کبیر کے محتاج ہیں۔ ہر مدرسے میں تفسیر کبیر پڑھائی جاتی ہے۔

جب آپ کا آخری وقت آیا۔ عالم نزع کا وقت آیا تو شیطان بے ایمان آ گیا۔ جیسا شکار ہو شیطان ویسا حملہ کرتا ہے۔ شیطان نے حملہ کیا۔ شیطان نے کہا: امام رازی خدا کو مانتے ہو۔ کہا: ہاں! خدا کو مانتا ہوں۔ خدا ایک ہے۔ قرآن کریم فرقان حمید کی آیتیں پڑھ کر جواب دے رہے ہیں: قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۔ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ۔ امام فخر الدین رازی نے دلیلیں دیں لیکن شیطان نے رد کر دیں۔

یہاں تک کہ ننانوے دلیلیں دیں شیطان نے سب رد کر دیں۔ قریب تھا کہ ایمان کو نقصان پہنچ جاتا۔ ایمان پر حملہ کامیاب ہو جاتا۔

حضرت خواجہ نجم الدین کبریٰ پیر ہیں امام فخر الدین رازی کے خواجہ نجم الدین کبریٰ رحمۃ اللہ علیہ نے سینکڑوں میلوں سے دیکھ لیا کہ رازی پر نزع کا عالم ہے اور شیطان حملہ آور ہو چکا ہے۔ خواجہ صاحب نماز کیلئے وضو فرما رہے تھے۔ آپ نے لوٹا دیوار پر مارا اور کہا رازی تو کہتا کیوں نہیں میں بغیر دلیل کے خدا کو مانتا ہوں۔ فخر الدین رازی نے نزع کے وقت اپنے پیر کی آواز کو سنا اور فوراً کہا میں خدا کو بغیر دلیل کے مانتا ہوں

شیطان بھاگ گیا۔ آپ کا ایمان محفوظ رہا اور کلمہ شریف پڑھتے ہوئے اس دنیا سے تشریف لے گئے۔ وَكُونُوا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ۔ اور سچوں کے ساتھ ہو جاؤ۔

صالحین کے ساتھ ہو جاؤ

انبیاء کے ساتھ ہو جاؤ

صدیقین کے ساتھ ہو جاؤ

شہداء کے ساتھ ہو جاؤ

ولیوں کے ساتھ ہو جاؤ

ولیوں کے غلام بن جاؤ

شیطان کے حملے سے محفوظ ہو جاؤ

ولیوں کا ساتھ صرف دنیا میں ہی کام نہیں آئے گا' قبر میں بھی کام آئے گا حشر میں بھی کام آئے گا۔

اللہ والے کا دامن حشر میں بھی کام آئے گا

کسی اللہ والے کے ہاتھ میں اپنا ہاتھ دو کہ پیر کے بغیر یہ منزلیں طے کرنا بہت مشکل ہیں۔ مولانا روم فرماتے ہیں:

پیر رابگزیں کہ بے پیرایں سفر

ہست بس پر آفت و خوف و خطر

یعنی پیر کی تلاش کرو اس لئے کہ اگلا سفر بڑا خوف والا اور بڑے خطرے والا ہے۔ اگر اس خوفناک اور خطرے والے سفر میں اپنی حفاظت چاہتے ہو تو کسی اللہ والے کے مرید ہو جاؤ۔ اَلْاَخِلَّاءُ يَوْمَئِذٍ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ اِلَّا الْمُتَّقِيْنَ۔

گہرے دوست ایک دوسرے کے دشمن ہوں گے مگر پرہیزگار' یعنی کل قیامت کے دن دوست دشمن بن جائیں گے مگر متقی اور پرہیزگاروں کی دوستی قائم رہے گی۔

اللہ کے ولیوں کی دوستی قائم رہے گی۔کل سب آنکھیں پھیر لیں گے۔کام آئیں گے تو صالحین متقی پرہیزگار کام آئیں گے۔اللہ تعالی نے ہمیں نیکوں کے ساتھ رہنے کا حکم دیا ہے اور بروں سے بچنے کا حکم دیا ہے۔

فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرٰى مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ (پ۷،ع۱۴)

تو یاد آنے پر ظالموں کے پاس نہ بیٹھ

فرمایا: نماز پڑھنے کے بعد بے نمازیوں کے پاس مت بیٹھو

روزہ رکھنے کے بعد روزہ خوروں کے پاس مت بیٹھو

ذکر کرنے کے بعد ذکر کے منکروں کے پاس مت بیٹھو

درود شریف پڑھنے کے بعد درود شریف کے منکروں کے پاس مت بیٹھو۔

اگر بیمار کے لئے پرہیز ضروری ہے تو مسلمان کے لئے بھی پرہیز ضروری ہے اگر پرہیز نہ کیا تو نقصان کا خطرہ ہے۔

صحبت صالح ترا صالح کند

صحبت طالح ترا طالح کند

نیکوں کی صحبت میں بیٹھو گے نیک ہو جاؤ گے بروں کی صحبت میں بیٹھو گے برے بن جاؤ گے۔

شیخ الاسلام حضرت بابا فرید گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ

حضرت بابا فریدالدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ آپ ابھی چھوٹے بچے تھے۔ایک دن والدہ نے کہا بیٹا نماز پڑھا کرو۔ماں ولیہ تھی ہر وقت

مصلا پر بیٹھی رہتی تھیں

نماز پڑھتی تھیں

اللہ کا ذکر کرتی تھیں

درود شریف پڑھتی تھیں
تسبیح و تہلیل کرتی تھیں

اس لئے چاہتی تھیں کہ بیٹا بھی نمازی بن جائے۔ ایک دن والدہ نے کہا بیٹا نماز پڑھا کرو۔ بیٹے نے کہا امی نماز پڑھنے سے کیا ملتا ہے۔ ماں نے کہا بیٹا شکر ملتی ہے۔ بابا فرید نے نماز پڑھنا شروع کر دی۔ ماں ہر روز مصلے کے نیچے ایک شکر کی پڑیا رکھ دیتی۔ بابا فرید نماز سے فارغ ہوتے مصلا اٹھاتے تو نیچے شکر کی پڑیا موجود ہوتی۔ شکر پا کر بڑے خوش ہوتے ایک دن والدہ کو شکر کی پڑیا رکھنے کا یاد نہ رہا۔ بابا فرید نے نماز پڑھی مصلاً اٹھایا تو شکر کی پڑیا موجود تھی آج شکر کھائی تو اس کا مزہ ہی عجیب تھا۔ ماں کو بتایا امی آج تو شکر کا مزہ ہی عجیب تھا۔ ماں سمجھ گئی کہ اللہ نے میری لاج رکھ لی ہے اور بچے کے لئے شکر جنت سے بھیج دی ہے۔ بابا فرید کی والدہ ماجدہ نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا کی یا اللہ! جس طرح تو نے دنیا میں میری لاج رکھی ہے آخرت میں میری لاج رکھ لینا۔

بیٹے کو سمجھایا بیٹے نماز پڑھنے سے شکر ملتی ہے لیکن اگر تو نے شکر دنیا میں لے لی تو پھر آخرت میں نہیں ملے گی۔ اگر دنیا میں نہیں لو گے تو آخرت میں مل جائے گی۔

بچے نے کہا اچھا امی میں شکر آخرت میں لے لوں گا۔ ماں کی اچھی صحبت کی وجہ سے اچھی تربیت کی وجہ سے بچہ نمازی بن گیا بلکہ ولی کامل بن گیا۔

ماں نمازی ہوگی بیٹا نمازی ہوگا
ماں قرآن کی تلاوت کرے گی بیٹا قرآن کا قاری ہوگا
ماں تہجد گزار ہوگی بیٹا غوث اعظم ہوگا
ماں نیک ہوگی بیٹا نیک ہوگا
ماں ڈرامے دیکھے گی تو بیٹا فلم ایکٹر ہوگا

گلا تو گھونٹ دیا اہل مدرسہ نے تیرا
تو کہاں سے آئے صدا لا الٰہ الا اللہ

اگر صحیح معنوں میں مسلمان بننا چاہتے ہو تو اپنے گھر کا ماحول دینی بناؤ۔

حضرت مجدد الف ثانی کے پیر حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ

حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں چند مسافر بے وقت آ گئے۔ خواجہ صاحب کچھ پریشان سے ہو گئے کہ اس وقت لنگر خانے میں کھانے کے لئے کوئی شی نہیں ہے۔ مسافر بے وقت آ گئے ہیں۔ نان بائی (روٹیاں پکانے والا) نے دیکھا کہ مسافر بے وقت آ گئے ہیں، کھانا ختم ہو چکا ہے۔ خواجہ پریشان ہو گئے ہیں۔ اس نے اپنے پاس سے چند روٹیاں اور سالن لیا اور خواجہ صاحب کی خدمت میں جا کر پیش کیا۔ عرض کی یہ مہمانوں کے لئے لایا ہوں۔ مہمانوں نے کھانا کھایا۔ حضرت خواجہ باقی باللہ خوش ہو گئے۔ مہمان چلے گئے۔ نان بائی برتن لینے آیا۔ عرض کی برتن لے جا سکتا ہوں۔ خواجہ صاحب نے فرمایا: نہیں تیرے برتن بھرے ہوئے آئے تھے

اب یہ خالی نہیں جائیں گے۔ مانگ جو مانگتا ہے۔ بے ادب کہتے ہیں اللہ کا نبی ولی کچھ نہیں دے سکتا۔ انہیں کوئی اختیار نہیں۔ نان بائی تندور پر روٹیاں لگانے والا عرض کی۔ بس آپ کی دعا چاہئے۔ اللہ کا دیا ہوا سب کچھ موجود ہے۔ خواجہ صاحب نے فرمایا: جب تک مانگے گا نہیں جانے نہیں دوں گا۔ مانگ جو مانگتا ہے۔ نان بائی نے عرض کی اگر آپ نے دینا ہے تو باقی باللہ ثانی بنا دیں۔ خواجہ صاحب نے فرمایا کہ تو چاہتا ہے سمندر کو کوزے میں بند کر دوں۔ خواجہ صاحب کا فیض اس وقت پورے جوش پر تھا۔ نان بائی کا ہاتھ پکڑا حجرے میں لے گئے۔ تین دن اندر رہے۔ کسی کو اندر آنے کی اجازت نہیں ہے۔ مریدین باہر زیارت کے لئے انتظار میں تھے۔ جب حجرے کا دراوزہ کھلا خواجہ صاحب باہر تشریف لائے۔ نان بائی کا ہاتھ پکڑا ہوا تھا۔

مریدین کہتے ہیں کہ پہچانا نہیں جاتا تھا کہ باقی باللہ کون ہے اور نان بائی کون ہے۔ سیرت بھی بدل دی، صورت بھی بدل دی۔

نگاہ ولی میں یہ تاثیر دیکھی
بدلتی ہزاروں کی تقدیر دیکھی

فرق صرف یہ تھا خواجہ باقی باللہ ہوش میں تھے، نان بائی بے ہوشی کے عالم میں تھا اور تین دن کے بعد ان کا انتقال ہو گیا۔ خواجہ صاحب نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔ خواجہ صاحب سے اس شان سے مانگا کہ موت آتی ہے تو آئے لیکن قیامت تک لوگ کہتے تو رہیں گے باقی باللہ ثانی۔ یہ ہے صالحین کی صحبت کا اثر کہ سیرت بھی بدل دی، صورت بھی بدل دی۔ جب غلاموں کی شان یہ ہے تو آقا کا مقام کیا ہوگا۔

اچھی صحبت کا اثر جانور پر بھی ہوتا ہے

اچھی صحبت کا اثر جانور پر بھی ہوتا ہے۔ اصحاب کہف کا عظیم الشان واقعہ قرآن کریم میں موجود ہے۔ بڑی تفصیل کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔ اصحاب کہف ظالم بادشاہ سے بچنے کے لئے ایک غار کی طرف جا رہے تھے کہ ایک کتا ان کے ساتھ ہو گیا۔ ان کے پیچھے پیچھے چل پڑا۔ اصحاب کہف نے کتے کو ڈرایا دھمکایا کہ چلا جا تو بھونکے گا تیری وجہ سے حکومت کی پولیس ہمیں پکڑ لے گی۔ کتے نے کہا اب میں تمہارا دامن نہیں چھوڑوں گا۔ میں وعدہ کرتا ہوں میں بھونکوں گا نہیں۔ خاموش رہوں گا۔ جب اصحاب کہف غار میں جا کر چھپ گئے۔ تو کتا غار کے دروازے پر ہاتھ پھیلا کر بیٹھ گیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس ادا کا قرآن پاک میں ذکر کیا ہے: وَكَلْبُهُمْ بَاسِطٌ ذِرَاعَيْهِ بِالْوَصِيدِ۔ ان کے کتے نے اپنے بازو پھیلا دیئے۔

ولیوں کی نگاہ پڑی کتا جنتی ہو گیا
ولیوں کی صحبت ملی کتا جنتی ہو گیا

ولیوں کی صحبت کا اثر کتا انسانی شکل میں جنت جائے گا۔

بلعم بعور

بلعم بعور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانے کا ولی تھا لیکن حضرت موسیٰ علیہ السلام کا بے ادب تھا اس لئے اس کا لقب شیطان ثانی بن گیا۔ وہ سمجھتا تھا کہ اس کی دعا قبول ہوتی ہے۔ اس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا مقابلہ شروع کر دیا۔ آپ کی بے ادبی کی وجہ سے بے ایمان ہو گیا۔ جہنمی ہو گیا۔ بلعم بعور کی انسانی شکل اصحاب کہف کے کتے کو دے کر جنت میں داخل کیا جائے گا۔ اور کتے کی شکل بلعم بعور کو دے کر جہنم میں داخل کر دیا جائے گا۔ کتا نیکوں کی صحبت میں بیٹھا جنتی بن گیا۔

حضرت نوح علیہ السلام کے بیٹے کنعان کا انجام

حضرت نوح علیہ السلام کا بیٹا کنعان کافروں کی صحبت میں بیٹھا تو گمراہ ہو گیا۔

دین سے دور ہو گیا

باپ کا نافرمان ہو گیا

جہنم کا حقدار ہو گیا

حضرت نوح علیہ السلام کے بیٹے کے کافر ہونے کی ایک وجہ یہ بھی تھی ماں کافرہ تھی۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں دو عورتوں کا ذکر کیا ہے کہ وہ دونوں کافرہ تھیں۔ ایک حضرت نوح علیہ السلام کی بیوی دوسری حضرت لوط علیہ السلام کی بیوی۔ کسی اور نبی کی بیوی کی شان میں بے ادبی کرے گا جہنمی ہو جائے گا۔ حضرت نوح علیہ السلام کا بیٹا ماں کی بدعقیدگی اور گمراہی کی وجہ سے کافر ہو گیا۔ عورت اگر گمراہ ہو جائے تو گھر کا سارا ماحول تباہ ہو جاتا ہے۔ عورت خود صحیح ہو تو گھر کا سارا ماحول درست ہو جائے گا۔ حضرت نوح علیہ السلام کے بیٹے نے کافروں کی صحبت کو پسند کیا۔ جب کافروں کی باتیں سنتا تو بہت خوش ہوتا۔ حضرت نوح علیہ السلام نے ساڑھے نو سو سال تبلیغ کی

صرف اسی آدمی مسلمان ہوئے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم ملا کشتی بناؤ۔ آپ نے کشتی بنائی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ایمان والوں کو اپنے ساتھ کشتی میں بٹھالو کیونکہ طوفان آرہا ہے۔ ہر طرف پانی ہی پانی ہوگا۔

جب طوفان آیا حضرت نوح علیہ السلام کا بیٹا کنعان پہاڑ پر چڑھ گیا۔ محبت پدری نے جوش مارا کہا آ بیٹا میرے ساتھ کشتی میں بیٹھ جا۔ بیٹے نے انکار کردیا کہا یہ پہاڑ بڑا مضبوط ہے۔ میں پہاڑ پر چڑھ جاتا ہوں۔ جب پانی ہر طرف پھیل گیا۔ بیٹے کو دیکھا تو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کی: یا اللہ! میرا بیٹا غرق ہورہا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: یٰنُوۡحُ اِنَّہٗ لَیۡسَ مِنۡ اَہۡلِکَ ۔ اے نوح! اب یہ تیرا بیٹا ہی نہیں۔ تیرے وسیلے کے منکر کو میں نے تیرے خاندان ہی سے خارج کردیا ہے۔

گستاخ اور بے ادب کہتے ہیں

گستاخ اور بے ادب کہتے ہیں حضرت نوح اپنے بیٹے کو نہیں بچا سکے تو ولی کیسے بچا سکتا ہے۔ میں ان کو سمجھانا چاہتا ہوں قرآن تو کہتا ہے حضرت نوح علیہ السلام نے کہا آ بیٹا آجا۔ میرے ساتھ کشتی میں بیٹھ جا بچ جائے گا۔ اگر نوح کا بیٹا کشتی میں بیٹھ جاتا یہاں بھی بچ جاتا' وہاں بھی بچ جاتا۔ اس نے پہاڑ کو مضبوط سمجھا اور نبی کے وسیلے کا انکار کیا۔ تباہ و برباد ہوگیا۔ ہاں تو میں کہہ رہا تھا کنعان کو بروں کی صحبت نے برباد کر دیا۔

- بروں کی صحبت جہنم لے جاتی ہے
- اور نیکوں کی صحبت جنت لے جاتی ہے

حبشی غلام کا چہرہ منور ہوگیا

حضرت مولانا رومی علیہ الرحمۃ نے مثنوی شریف میں ایک عظیم الشان واقعہ لکھا ہے کہ عرب کے ایک بیابان میں ایک بہت بڑا قافلہ جس میں چھوٹے بڑے بھی تھے

اور ان کے جانور بھی تھے پانی نہ ملنے کی وجہ سے زندگی سے مایوس ہو گئے تھے۔ خطہ عرب میں پانی کی بڑی قلت تھی۔ قافلے والوں کے پاس پانی ختم ہو گیا۔ اور وہ زندگی و موت کی کشمکش میں پھنس گئے۔ حضور ﷺ وہاں تشریف لے آئے۔

وہ قافلہ جو پیاس سے مر رہا تھا اپنی قسمت پر ناز کرنے لگا۔ جب اس نے دیکھا کہ ہماری مدد کے لئے سرکار مدینہ پہنچ گئے ہیں تو ان کی جان میں جان آ گئی۔ حضور کو ان کی یہ حالت دیکھ کر رحم آ گیا۔ اور فرمایا: چند آدمی اس ٹیلے کی طرف جائیں۔ ٹیلے کے اس پار ایک سیاہ رنگ حبشی غلام اونٹ پر پانی کی ایک مشک رکھ کر لا رہا ہے اور اپنے آقا کی طرف جا رہا ہے۔ فرمایا: اس حبشی غلام کو اونٹ سمیت میرے پاس لے آؤ۔ اگر خوشی سے آئے تو بہتر ورنہ پکڑ کر لے آؤ۔

چنانچہ چند آدمی ٹیلے کے اس پار گئے تو دیکھا واقعی ایک حبشی غلام پانی کی مشک لئے اونٹ پر سوار جا رہا ہے۔ انہوں نے اس حبشی سے کہا کہ تجھے حضور ﷺ بلا رہے ہیں۔ حبشی غلام بولا میں نہیں جانتا وہ کون ہیں۔ وہ بولے کہ وہ حضور چاند کے چہرے والے اور میٹھی عادت والے ہیں۔ صحابہ کرام نے سرکار مدینہ کی تعریف کی مگر وہ بولا شاید وہی جادوگر ہے جس کے چرچے ہر طرف ہو رہے ہیں میں اس کے پاس نہیں جاؤں گا۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اسے پکڑ کر زبردستی حضور اقدس کی خدمت میں لے آئے۔ حضور نے اسے تسلی دی گھبراؤ مت۔ تمہیں کوئی تکلیف نہیں دی جائے گی اور تمہارا پانی بھی بالکل چھینا نہیں جائے گا۔ تم ذرا یہ مشک میرے حوالے کرو حبشی سے وہ مشک لے کر حضور ﷺ نے اپنا دست رحمت اس مشک پر پھیرا اور پھر قافلے والوں سے فرمایا کہ لو سب آ کر پانی پی لو اور اپنی پیاس بجھا لو۔ خود بھی پیؤ جانوروں کو بھی پلاؤ اپنے سارے برتن بھی بھر لو تا کہ راستے میں کام آئے۔ الغرض حضور نے اس مشک کے تھوڑے سے پانی سے ان سب کو سیراب کر دیا اور اونٹوں اور سب لوگوں نے

اس میں سے پیٹ بھر کر پانی پیا اور مشک ویسی کی ویسی بدستور بھری ہوئی تھی۔ حبشی یہ معجزہ دیکھ کر بڑا حیران ہوا اور والہانہ طور پر آگے بڑھا۔

حضور ﷺ نے اس کے چہرے پر اپنا دست نور پھیرا۔ تو اس سیاہ حبشی کا سیاہ رنگ کافور ہو گیا۔ اور وہ نور علیٰ نور ہو گیا اور چمکنے لگا۔ وہ حبشی چودھویں کے چاند کی طرح سفید ہو گیا اور اس کی رات دن بن گئی پھر وہ حبشی کلمہ شریف پڑھ کر مسلمان ہو گیا۔

اور اجازت لے کر اپنے مالک کے گھر پہنچا تو مالک نے پوچھا تو کون ہے۔ غلام بولا میں آپ کا غلام ہوں۔ مالک نے کہا جھوٹ کیوں بولتے ہو۔ میرا غلام تو سیاہ ہے۔ غلام بولا: مگر میں اس کے پاس سے ہو کر آیا ہوں جس نے ساری کائنات کو اپنی ضیا پاشیوں سے منور فرمایا ہے۔ پھر غلام نے اپنا سارا قصہ سنایا۔ جسے سن کر مالک بھی مسلمان ہو گیا۔ یہ حضور ﷺ کی صحبت کا اثر ہے۔

کہ سیرت بھی بدل دی

صورت بھی بدل دی

چہرہ بھی منور ہو گیا

دل بھی منور ہو گیا

چہرے کی سیاہی بھی دور ہو گئی

دل کی سیاہی بھی دور ہو گئی

یہ ہے اللہ والوں کی صحبت کا اثر۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے نیک بندوں کی صحبت اختیار کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

خطبات صمدانی

جلد اوّل

خطبات ماہ ربیع الاوّل

پہلا خطبہ　　نورانیت مصطفیٰ ﷺ

دوسرا خطبہ　　میلاد مصطفیٰ ﷺ

تیسرا خطبہ　　بچپن مصطفیٰ ﷺ

چوتھا خطبہ　　شان مصطفیٰ ﷺ

پانچواں خطبہ　　علم غیب مصطفیٰ ﷺ

حدیث شریف

وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنَا سَیِّدُ وُلْدِ اٰدَمَ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ وَاَوَّلُ مَنْ یَنْشَقُّ عَنْهُ الْقَبْرُ وَاَوَّلُ شَافِعٍ وَّاَوَّلُ مُشَفَّعٍ (رواہ مسلم)(مشکوۃ باب فضائل سید المرسلین)

روایت ہے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے فرماتے ہیں۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ میں قیامت کے دن اولاد آدم کا سردار ہوں۔ اور میں پہلا وہ ہوں جن کی قبر کھلے گی اور میں پہلا شفاعت فرمانے والا ہوں اور پہلا شفاعت قبول کیا ہوا۔

یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر انور سب سے پہلے کھلے گی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سب سے پہلے اٹھیں گے۔ دوسری روایات میں ہے کہ سرکار صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پہلے ہماری قبر کھلے گی پھر ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی، پھر عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی، پھر ہم بقیع والوں کا انتظار کریں گے، پھر مکہ معظمہ کے مدفونین کا ان سب کا حشر ہمارے ساتھ ہوگا۔

پہلا خطبہ

﴿نورانیتِ مصطفیٰ ﷺ﴾

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ ط اَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ...... بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ...... قَدْجَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّ كِتَابٌ مُّبِيْنٌ ○

(پ۶ ع۷ سورۃ المائدہ آیت ۱۵)

اٰمَنْتُ بِاللّٰهِ صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ وَ بَلَّغَنَا رَسُوْلُهُ النَّبِيُّ الْكَرِيْمُ الْاَمِيْنُ وَ نَحْنُ عَلٰى ذٰلِكَ مِنَ الشَّاهِدِيْنَ وَ الشّٰكِرِيْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ......

اِنَّ اللّٰهَ وَ مَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ ...... يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَ سَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا......

تمام حضرات محبت، ذوق اور شوق کے ساتھ درود پاک پڑھیں۔

اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ

وَعَلٰى اٰلِكَ وَ اَصْحَابِكَ يَا حَبِيْبَ اللّٰهِ

میرے محترم بزرگو اور معزز دوستو! آج مختصر وقت میں حضور ﷺ کی

نورانیت کا بیان ہوگا۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ مجھے حق بیان کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اس پر ہم سب کو عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

میں نے جو آیت کریمہ آپ کے سامنے تلاوت کی ہے اس کا ترجمہ یہ ہے:

قَدْ جَآءَ کُمْ مِّنَ اللّٰہِ نُوْرٌ وَّ کِتَابٌ مُّبِیْنٌ ○

"بیشک آیا تمہارے پاس اللہ کی طرف سے نور اور روشن کتاب۔"

مفسرین کرام فرماتے ہیں اس آیت میں نور سے مراد حضور ﷺ ہیں اور روشن کتاب سے مراد قرآن کریم ہے۔ حدیث پاک میں آتا ہے:

اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰہُ نُوْرِی ۔

"سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے میرے نور کو پیدا کیا"

(مدارج النبوت حصہ دوم)

حدیث شریف میں آتا ہے کہ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے حضور ﷺ سے پوچھا کہ سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے کس چیز کو پیدا کیا فرمایا:

یَا جَابِرُ اِنَّ اللّٰہَ تَعَالیٰ خَلَقَ قَبْلَ الْاَ شیاءِ نُوْرَ نَبِیِّكَ مِنْ نُوْرِہٖ ۔

"اے جابر! سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے تیرے نبی کے نور کو اپنے نور سے پیدا کیا ہے۔"

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے سوال سے یہ بھی پتہ چلتا ہے ان کا عقیدہ تھا کہ سب سے پہلے جس چیز کو پیدا کیا گیا ہے۔ حضور ﷺ اسے بھی جانتے ہیں۔ حدیث میں ہے ایک مرتبہ حضور ﷺ نے حضرت جبرائیل علیہ السلام سے پوچھا، اے جبرائیل! تیری عمر کتنی

ہے۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے عرض کیا [illegible] مجھے کچھ پتہ نہیں البتہ اتنا جانتا ہوں جب اللہ تعالیٰ نے مجھے پیدا کیا۔ اللہ تعالیٰ کی حقیقت کے آگے جو پردے تھے۔ ان میں ایک ستارہ چمکا اور وہ چھپ گیا وہ ستارہ ستر ہزار سال کے بعد پھر چمکا اور چھپ گیا وہ ستارہ ستر ہزار سال کے بعد چمکتا تھا۔ میں نے اسے بہتر ہزار مرتبہ چمکتے ہوئے دیکھا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

يَا جِبْرَائِيْلُ وَعِزَّةِ رَبِّي اَنَا ذٰلِكَ الْكَوْكَبُ ـ

''اے جبرائیل! مجھے اپنی رب کی عزت وجلال کی قسم وہ ستارہ میں ہی تھا۔'' (سیرت حلبی)

معلوم ہوا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا نور جبرائیل کی پیدائش سے بھی پہلے موجود تھا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے نور کو سبب بنایا دوسری مخلوق کو پیدا کیا۔ اللہ تعالیٰ نے جب حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کیا تو نور کو حضرت آدم علیہ السلام کی پیشانی میں رکھا۔ فرشتوں کو اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ تم آدم علیہ السلام کو سجدہ کرو۔ تمام فرشتوں نے حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کیا یہ اصل میں تعظیم تھی نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کی۔

فَسَجَدَ الْمَلٰٓئِكَةُ كُلُّهُمْ اَجْمَعُوْنَ ۝ اِلَّآ اِبْلِيْسَ ؕ اَبٰى اَنْ يَّكُوْنَ مَعَ السّٰجِدِيْنَ ۝ (پ۱۴ ع۳)

''سارے کے سارے فرشتوں نے سجدہ کیا سوائے ابلیس کے۔ اس نے سجدہ کرنے والوں کے ساتھ ہونے سے انکار کر دیا۔''

فرشتوں کی نگاہ حضرت آدم علیہ السلام کی پیشانی پر پڑی تو ان کو نور محمدی نظر آیا۔ پیشانی میں چمکتا ہو۔ شیطان کو مٹی نظر آئی کیونکہ نور اسے نظر آتا ہے جس کی آنکھ میں نور ہو۔ نور دیکھنے کے لئے بھی نور کی ضرورت ہے۔

فرشتوں میں نور ایمان تھا

شیطان میں نور ایمان نہیں تھا

وَكَانَ مِنَ الْكَافِرِيْنَ ۔

''کافروں میں سے تھا۔''

اس لئے سجدہ نہ کیا تعظیم نہ کی۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

شرک ٹھہرے جس میں تعظیم حبیب
اس برے مذہب پہ لعنت کیجئے

حضرت آدم علیہ السلام جب زمین پر تشریف لائے تو حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت حوا علیہا السلام نے مل کر رہنا شروع کر دیا اور بچوں کی پیدائش کا سلسلہ شروع ہو گیا۔

جڑویں بچے پیدا ہوتے تھے۔ آخری مرتبہ جو لڑکا پیدا ہوا وہ اکیلا ہوا۔ حضرت آدم علیہ السلام نے ان کا نام حضرت شیث علیہ السلام رکھا۔ نور محمدی ان میں رکھا گیا۔ وہی آدم کے جانشین ہوئے۔ ان کو ہی نبوت ملی۔ حضرت نوح علیہ السلام میں نور محمدی کو رکھا گیا آپ کی کشتی جو پار لگی یہ برکت تھی نور محمدی کی۔ حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام میں نور محمدی آیا آپ جو بچ گئے۔ نمرود کی جلائی ہوئی آگ سے یہ برکت تھی نور محمدی کی۔ حضرت اسماعیل علیہ السلام میں یہ نور منتقل ہوا آپ جو تیز چھری سے بچ گئے یہ برکت تھی نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کی۔ مولانا جامی فرماتے ہیں:

اگر نام محمد رانیا وُر دے شفیع آدم
نہ آدم یافتے توبہ نہ نوح از غرق نجینا

سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نور کا چرچا آسمانوں پر بھی ہو رہا ہے۔ زمین پر بھی ہو رہا

ہے۔ عرش پر بھی ہو رہا ہے۔ فرش پر بھی ہو رہا ہے۔ کوئی بند کرنا چاہے بند نہیں ہوگا۔

نور خدا ہے کفر کی حرکت پہ خندہ زن
پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا

جو حضور ﷺ کے نور کو مانتا ہے۔ اس کے دل میں بھی نور ہے۔ اس کی قبر میں بھی نور ہوگا۔ اس کے لئے حشر میں نور ہوگا۔

حضرت اسماعیل علیہ السلام میں نور کا منتقل ہونا:

ہاں تو میں عرض کر رہا تھا کہ حضرت اسماعیل علیہ السلام میں حضور ﷺ کا نور منتقل ہوا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنی بیوی حضرت ہاجرہ کو اور حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کو جہاں بیت اللہ شریف ہے اس کے قریب چھوڑ کر چلے گئے۔ یہاں پر قبیلہ بنی جرہم جو یمن سے آیا تھا آ کر آباد ہو گیا، یہ خانہ بدوش لوگ تھے۔ جب حضرت اسمٰعیل علیہ السلام جوان ہو گئے تو آپ نے قبیلہ بنی جرہم کی ایک خاتون سے شادی کی۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کو ملنے کے لئے ملک شام سے آئے اتفاق سے اس وقت حضرت اسمٰعیل علیہ السلام گھر پر نہ تھے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی بیوی سے گھر کے حالات پوچھے۔ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی بیوی نے بتایا کہ گھر کے حالات ٹھیک نہیں ہیں۔ کھانے کے لئے کچھ نہیں ملتا اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی مہمان نوازی بھی نہ کی۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام مقام رضا پر تھے۔ آپ کی بہو نے جو باتیں کی تھیں۔ یہ مقام رضا کے خلاف تھیں۔ واپس ملک شام جاتے ہوئے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی بہو کو فرمایا کہ جب تمہارے شوہر گھر میں آئیں تو ان کو کہہ دینا کہ اپنے گھر کی دہلیز بدل دو کیونکہ یہ دہلیز اس گھر کی شان کے لائق نہیں ہے۔ آپ شام واپس لوٹ گئے۔

شام کو حضرت اسمٰعیل علیہ السلام گھر آئے تو کہا آج مجھے اپنے والد محترم کی خوشبو آ رہی ہے۔ آئے تو نہیں تھے۔ بیوی نے کہا مجھے آپ کے والد کا تو پتہ نہیں البتہ ایک بزرگ آئے تھے۔

انہوں نے گھر کے حالات پوچھے، میں نے کہا حالات ٹھیک نہیں ہیں۔ تم نے ایسی بات کہہ دی اچھا پھر کیا کہا۔ بیوی نے کہا کہ جاتے ہوئے بزرگوں نے کہا کہ جب تمہارے شوہر گھر میں آئیں تو ان کو کہنا اس گھر کی دہلیز بدل دو۔ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام نے بتایا وہ میرے والد محترم تھے، مجھے حکم دے کر گئے ہیں کہ میں تم کو طلاق دے دوں۔ جاؤ تمہیں طلاق ہے، میکے چلی جاؤ۔

حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی دوسری بیوی:

کچھ عرصہ بعد آپ نے بنی جرہم کی دوسری خاتون سے شادی کی۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنے کنبے کو ملنے دوبارہ آئے۔ اتفاق سے اب بھی حضرت اسمٰعیل علیہ السلام گھر پر نہ تھے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی بہو سے گھر کے حالات پوچھے، کہا اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اسمٰعیل علیہ السلام جیسا شوہر دیا ہے۔ کھانے کے لئے گوشت اور پینے کے لئے آب زم زم ملتا ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو کہا معلوم ہوتا ہے آپ دور سے تشریف لائے ہیں۔ میں آپ کا سر دھو دیتی ہوں۔ کہا بیٹی میں سواری سے نیچے نہیں آ سکتا۔ پتھر اٹھا کر لائیں۔ کہا کہ آپ اس پتھر پر آ جائیں۔ اس سے مجھے خدمت کا موقع بھی مل جائے گا۔ آپ جو وعدہ کر کے آئے ہیں۔ اس کی بھی خلاف ورزی نہیں ہوگی۔ گھر میں جو کچھ موجود تھا کھانے کے لئے پیش کیا۔ مہمان نوازی کی اور اخلاق سے پیش آئیں۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام بہت خوش ہوئے دعائیں دیں۔ جب واپس ملک شام

جانے لگے تو بہو کو پیغام دیا کہ جب تمہارے شوہر گھر آئیں تو ان کو میرا سلام کہنا۔ اور کہنا یہ تمہارے گھر کی دہلیز بہت اچھی ہے، اس کی حفاظت کرنا۔

جب حضرت اسمٰعیل علیہ السلام شام کو گھر واپس لوٹے تو بیوی سے کہا مجھے اپنے والد محترم کی خوشبو آرہی ہے۔ کیا میرے والد آئے تھے۔ کہا کہ ایک بزرگ آئے تھے، چہرہ بڑا خوبصورت تھا۔ جسم سے پاکیزہ خوشبو آرہی تھی۔ جاتے ہوئے پیغام دے کر گئے کہ اپنے شوہر سے کہنا۔ یہ گھر کی دہلیز بہت اچھی ہے، اس کی حفاظت کرنا۔

حضرت اسمٰعیل علیہ السلام نے بتایا وہ میرے والد محترم تھے۔ انہوں نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں تمہاری حفاظت کروں اور تمہیں کبھی طلاق نہ دوں۔ یہ جو دوسری بیوی تھی حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی۔

نیک

متقی

پرہیزگار

ایماندار

صالحہ

بااخلاق

یہ امانت دار بنی نور محمدی ﷺ کی حضرت عبدالمطلب دادا جان ہیں نبی کریم ﷺ کے۔ بڑے حسین وجمیل تھے۔ بڑے خوبصورت تھے۔ نور محمدی ان کی پیشانی میں چمکتا تھا۔ جب مکہ میں بارش نہ ہوتی مکے والے عبدالمطلب کو کوہ ثبیر پر لے جاتے اور کہتے بارش کے لئے دعا مانگو۔ اللہ تعالیٰ بہ برکت نور محمدی مینہ برساتا۔

حضرت عبدالمطلب کو خواب میں حکم ملا کہ آب زم زم جاری کریں۔ بنی

اسمٰعیل کے مخالف خاندان نے زم زم کو بند کر دیا تھا۔ آپ نے کنویں میں سے پتھر نکالنے شروع کر دیئے۔ اس وقت آپ کا ایک ہی بیٹا تھا حارث۔ کام تھا مشکل۔ اس وقت حضرت عبدالمطلب نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی۔ اگر میرے دس بیٹے ہوں اور پل کر میری آنکھوں کے سامنے ہی جوان ہو جائیں تو میں ایک بیٹا اللہ تعالیٰ کی راہ میں قربان کر دوں گا۔

حضرت عبداللہ اور اونٹوں کی قربانی:

اس کے بعد آپ نے کئی شادیاں کیں۔ بیٹیاں بھی پیدا ہوئیں بیٹے بھی پیدا ہوئے۔ بہر حال دس بیٹے آپ کی آنکھوں کے سامنے جوان ہو گئے۔ اور وہ منت آپ بھول گئے۔ حضرت عبدالمطلب کو خواب میں حکم ملا قربانی دو۔ اٹھے ایک بکری ذبحہ کر دی اور گوشت لوگوں میں تقسیم کر دیا۔ پھر حکم ملا اس سے بڑی چیز کی قربانی دو۔ آپ اٹھے اور ایک گائے کی قربانی دی۔ پھر خواب میں حکم ملا۔ اس سے بڑی چیز کی قربانی دو۔ حضرت عبدالمطلب نے اونٹ کی قربانی دی۔ پھر حکم ملا اس سے بڑی چیز کی قربانی دو۔ ندا دینے والے سے آپ نے فرمایا اونٹ سے بڑی چیز کون سی ہے۔ ندا دینے والے نے کہا آب زم زم کو جاری کرتے وقت جو منت مانی تھی بیٹے کی قربانی دینے کی وہ منت پوری کرو۔ اب یاد آیا۔ سوچنے لگ گئے۔ جان بڑی پیاری ہوتی ہے۔ کون تیار ہوگا۔ بیٹوں کو بلایا اور اپنی منت کے متعلق بتایا۔

بیٹوں نے کہا ہم سب تیار ہیں آپ جس کی چاہیں قربانی دیں۔ آپ نے اپنے دس بیٹوں کے درمیان قرعہ ڈالا تو نام نکلا حضرت عبداللہ کا۔ جو حضور ﷺ کے والد بننے والے تھے۔ ابھی شادی بھی نہیں ہوئی تھی۔ بڑے حسین و جمیل تھے۔ عبدالمطلب کے محبوب ترین بیٹے تھے۔ ہاتھ پکڑا چھری لی اور ذبحہ کرنے کے لئے

چل پڑے۔ سردارانِ قریش آ گئے عبداللہ کو کہا ہم آپ کو ایسا نہیں کرنے دیں گے۔ اگر آپ ایسا کر بیٹھے تو بیٹا ذبحہ کرنے کی سنت جاری ہو جائے گی۔ فلاں کاہنہ عورت کے پاس چلتے ہیں۔ (نام قطبہ یا سجاح تھا)

شاید وہ عورت اس مسئلے کا حل بتائے۔ سرداران قریش اس راہبہ عورت کے پاس گئے اور اس کو سارا واقعہ بتایا۔ اس راہبہ نے کہا تمہارے ہاں خون بہا کتنا ہے یعنی قاتل کو مقتول کی دیت کتنی دینی پڑتی ہے۔ کہا دس اونٹ۔ راہبہ عورت نے کہا۔ عبداللہ اور دس اونٹوں کے درمیان قرعہ اندازی کرو۔ اگر نام نکلے عبداللہ کا دس اونٹ اور بڑھا دو پھر بھی اگر نام نکلے عبداللہ کا پھر دس اونٹ اور بڑھا دو۔ یہاں تک کہ نام نکلے اونٹوں کا جب قرعہ میں نام نکلے اونٹوں کا تو اونٹوں کو ذبحہ کر دینا۔ اصل میں یہ قربانی ہو گی حضرت عبداللہ کی۔

قرعہ ڈالا گیا۔ جب سو اونٹ ہو گئے۔ نام نکلا اونٹوں کا سب خوش ہو گئے۔ اور اونٹوں کو ذبحہ کر دیا گیا۔ یہ قربانی حضرت عبداللہ کی قرار پائی۔ حضرت عبداللہ کا بھی لقب ہے ذبیح۔ حضور ﷺ فرماتے ہیں:

اَنَا بْنُ الذَّبِیْحَیْنِ ۔

''میں دو ذبیحوں کا بیٹا ہوں''

ایک حضرت اسمٰعیل علیہ السلام ذبیح اللہ دوسرے حضرت عبداللہ۔

(مواہب الدنیہ جلد اول)

جب آپ کی خاطر سو اونٹ قربان کر دیئے گئے تو آپ کی بہت شہرت ہو گئی جس گلی سے گزرتے لوگ کہتے یہ وہی ہے جس کے لئے سو اونٹ ذبح کئے گئے۔ حسن و جمال کا بھی شہرہ ہوا۔ حضرت عبداللہ سب سے زیادہ با اخلاق تھے۔ نورِ محمدی ان کے چہرے میں چمکتا تھا۔ چہرہ روشن ستارے کی طرح نظر آتا تھا۔

نورِ محمدی حضرت عبداللہ کی پیشانی میں چمکتا تھا یہودی آتے اور کہتے یہ نور عبداللہ کا نہیں بلکہ آخر الزمان حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کا ہے۔ یہودی حضرت عبداللہ کے دشمن بن گئے۔ ایک مرتبہ عبداللہ جنگل تشریف لے گئے۔ دشمنوں نے آپ کو گھیر لیا۔ چند سوار اسی وقت عالم غیب سے ظاہر ہوئے۔ انہوں نے دشمنوں کو قتل کر دیا۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُوْرِهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ ۝ (پ۲۸ سورۃ الصف)

"اللہ اپنے نور کو پورا کرنے والا ہے اگرچہ کافر ناپسند ہی کریں۔"

نور خدا ہے کفر کی حرکت پہ خندہ زن
پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا

ہاں تو میں عرض کر رہا تھا:

قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّ كِتٰبٌ مُّبِيْنٌ ۔

"بے شک آیا تمہاری طرف اللہ تعالیٰ کی طرف سے نور اور روشن کتاب۔"

حضور ﷺ بھی نور ہیں
قرآن بھی نور ہے
جو قرآن لے کر آیا وہ بھی نور ہے
جس نے قرآن بھیجا وہ بھی نور ہے۔

اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ

جو مومن ہے، اس کے دل میں نور ہے۔ مومن قبر میں جائے گا تو نور ہوگا۔

مومن حشر میں جائے گا اس کے لئے نور ہوگا اور نظر والا دیکھے گا۔

بس آنکھ والا تیرے جوبن کا تماشہ دیکھے
اور دیدۂ کور کو کیا آئے نظر کیا دیکھے

حضرت عبداللہ پر عورتوں کا فدا ہونا:

حضرت عبداللہ کے فدیے میں جب ایک سو اونٹ قربان کئے گئے تو ہر طرف آپ کے حسن و جمال کی شہرت ہوگئی۔ جس گلی سے آپ گزرتے لوگ کہتے یہ وہی ہے جس کے فدیے میں سو اونٹ ذبحہ کئے گئے ہیں۔ بڑی حسین و جمیل عورتیں آپ کو اپنی طرف مائل کرنے لگیں۔ آپ کے راستے پر بیٹھ جاتیں اور آپ کو اپنی طرف بلاتیں مگر حضرت عبداللہ بہ برکت نور محمدی عورتوں کی طرف ذرا بھی توجہ نہ فرماتے۔ ان کی طرف نگاہ اٹھا کر نہ دیکھتے۔

(مدارج النبوت حصہ دوم)

ایک دن حضرت عبداللہ کعبہ شریف کے قریب سے گزرے وہاں ایک عورت بنی اسد کی بنام رقیصہ یا قتیلہ بیٹھی ہوئی تھی۔ وہ عورت حضرت عبداللہ کو دیکھ کر اپنی طرف مائل کرنے لگی اور بڑی میٹھی میٹھی باتیں کرنے لگی۔ طالب وصال ہوئی اور کہا عبداللہ میں تمہیں سو اونٹ بھی دے دوں گی جو تمہارے فدیے میں ذبحہ کئے گئے ہیں مگر آپ نے انکار کر دیا۔ اس دور میں جبکہ زناء کاری عام تھی حضرت عبداللہ حضور ﷺ کے والد اتنے متقی اور نیک انسان تھے کہ عورتیں برائی کی دعوت دیتیں لیکن آپ انکار کر دیتے تھے۔

حضرت عبداللہ گھر تشریف لائے۔ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا سے محبت کی۔ بعد میں ایک دن حضرت عبداللہ اسی عورت کے پاس سے گزرے اس نے آپ کے

چہرے کو دیکھا مگر وہ چمکتا ہوا نور نظر نہ آیا کہنے لگی کیا تم کسی عورت کے پاس گئے ہو۔ حضرت عبداللہ نے فرمایا ہاں اپنی بیوی کے پاس گیا ہوں۔ کہنے لگی! اب مجھے تمہاری ضرورت نہیں ہے۔ میں تو اس نور کی طالب تھی جو تیری پیشانی میں چمکتا تھا مگر وہ جس کے مقدر میں تھا اسے مل گیا۔ (مدارج النبوت ج دوم)

اسی طرح فاطمہ نامی ایک عورت تھی، ملک شام میں رہتی تھی۔ بڑی نیک عفیفہ اور پاکیزہ اخلاق کی مالک تھی۔ آسمانی کتب کی عالمہ تھی اور فن کہانت میں ماہر تھی۔ اسے معلوم تھا نور محمدی کے طلوع ہونے کا وقت قریب ہے اور وہ عبدالمطلب کے بیٹے سے پیدا ہوگا۔ وہ نور محمدی کے حصول کے لئے ملک شام سے سفر کر کے مکہ معظمہ میں آکر ٹھہری۔ حضرت عبداللہ شکار سے واپسی پر جب اس کے مکان کے قریب سے گزرے تو فاطمہ کی نظر حضرت عبداللہ پر پڑی تو علامات سے پہنچانا کہ میرا مقصد انہی سے حاصل ہوگا۔

وہ اپنے مکان سے نکلی اور حضرت عبداللہ کو اپنے پاس آنے کی دعوت دی آپ اندر تشریف لے گئے تو فاطمہ نے آپ کا بہت احترام کیا اور بتایا کہ میں آپ سے نکاح کا ارادہ رکھتی ہوں۔ حضرت عبداللہ نے فرمایا یہ میرے والد حضرت عبدالمطلب کی اجازت کے بغیر نہیں ہوسکتا۔ آپ گھر تشریف لے گئے۔ تقدیر الٰہی اسی رات نور محمدی حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کی طرف منتقل ہوگیا۔ آپ علی الصبح اپنے والد کی طرف تشریف لے گئے اور فاطمہ شامی کا قصہ بیان کیا۔ حضرت عبدالمطلب نے اجازت دے دی۔ آپ فاطمہ کے پاس تشریف لے گئے اور بتایا کہ مجھے اپنے والد محترم کی طرف سے اجازت مل گئی ہے مگر جب فاطمہ نے حضرت عبداللہ کے چہرے کی طرف دیکھا تو پیشانی میں نور محمدی چمکتا ہوا نظر نہ آیا۔

کہنے لگی اے عبداللہ! جس نور کی خاطر میں نے یہ صحرا نوردی کی ہے اور صعوبتیں جھیلی ہیں اور تکلیفیں اٹھائی ہیں۔ وہ نور آپ سے رخصت ہو چکا ہے لہٰذا اب مجھے آپ کے ساتھ نکاح کا شوق نہیں ہے۔ فاطمہ بڑی حسرت لے کر اپنے وطن کو واپس ہو گئی۔ (معارج رکن اول ص ۲۰۷)

حضرت عبداللہ:

آپ حضرت عبدالمطلب کے سب سے چھوٹے اور سب سے لاڈلے بیٹے تھے۔ سب سے زیادہ خوبصورت تھے۔ جب جوان ہو گئے تو حضرت عبدالمطلب نے سوچا کہ اب ان کی شادی کی جائے۔ آپ کی حقیقت شناس نگاہ نے قریش کے بنو زہرہ خاندان کے سردار وہب بن عبد مناف کی نور نظر حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کا انتخاب کیا۔ حضرت عبدالمطلب سردار وہب کے گھر تشریف لے گئے ان سے درخواست کی کہ وہ اپنی بیٹی آمنہ کا رشتہ ان کے بیٹے عبداللہ کے لئے دیں۔ سردار وہب کی خوشی کی کوئی انتہا نہ رہی۔ اس خواہش کو بسروچشم قبول کر لیا۔ اس وقت حضرت عبداللہ کی عمر اٹھارہ بیس سال تھی۔

عنفوان شباب کا عالم

آپ کا حسن و جمال

تقویٰ اور پارسائی

آپ جس گلی سے گزرتے سینکڑوں دل سینوں میں مچلنے لگتے۔ نرگسیں آنکھیں قدموں میں بچھانے کے لئے بے چین ہو جاتیں۔ مؤرخین فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ قریش میں ایک تابندہ نور تھے اور سب سے زیادہ خوبصورت تھے۔ قریش کی عورتیں ان کے دامِ محبت میں اسیر تھیں اور قریب تھا کہ وہ ان کی محبت میں

ہوش و حواس کھو بیٹھتیں لیکن حضرت عبداللہ کی نگاہیں جھکی رہتی تھیں۔ وہب نے عبدالمطلب کی خواہش کے مطابق حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کا رشتہ حضرت عبداللہ کو دینا منظور کرلیا پھر جلد ہی تقریب نکاح منعقد ہوئی اور حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا اپنے شوہر نامدار کے ساتھ ازدواجی زندگی بسر کرنے لگیں۔

شادی کے کچھ عرصہ بعد تجارتی قافلہ کی نگرانی کرتے ہوئے ملک شام گئے جب مکہ آنے کے لئے واپس ہوئے تو راستہ میں بیمار ہوگئے۔ قافلہ جب مدینہ پہنچا تو آپ اور زیادہ بیمار ہوگئے آپ اپنے ننھال میں رک گئے تا کہ طبیعت ٹھیک ہو تو سفر شروع کریں۔ دوسرے ساتھی کچھ وقت انتظار کرنے کے بعد مکہ چلے گئے۔ حضرت عبداللہ مدینہ میں ایک ماہ بیمار رہنے کے بعد انتقال کر گئے۔ ان کی اچانک وفات سے سب کو صدمہ ہوا لیکن حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کے دل پر جو قیامت ٹوٹی اس کا وہی اندازہ لگا سکتی ہیں۔ آپ نے اپنے خاوند کی موت پر ایک قصیدہ کہا۔ بطحا وادی کے کنارے نے ہاشم کے بیٹے کو موت کی نیند سلا دیا۔ وہ مختلف پردوں میں لپٹا ہوا مکہ سے باہر لحد کا پڑوسی بن گیا۔ موتوں نے اسے اچانک دعوت دی جسے اس نے قبول کرلیا اور موت نے لوگوں میں ہاشم کے اس بیٹے کا کوئی مثیل باقی نہیں چھوڑا۔ عشاء کے وقت جب اس کے دوست اس کی چارپائی کو اٹھا کر لے جا رہے تھے تو وہ انبوہ کی وجہ سے باری باری کندھا بدل رہے تھے۔ اگرچہ موت اور اس کی مشکلات نے اس کو جھپٹ لیا ہے لیکن وہ درحقیقت بہت سخی اور بہت رحم کرنے والا تھا۔ اس قصیدے سے آپ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کے جذبات کا اندازہ لگا سکتے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ابھی اپنی والدہ ماجدہ کے پیٹ میں تھے کہ والد کا انتقال ہوگیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم یتیم ہوگئے۔

حضرت امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یتیم پیدا

کرنے میں کیا حکمت تھی۔ آپ نے فرمایا! اس کی کئی حکمتیں ہیں۔

ایک حکمت یہ ہے تاکہ کسی مخلوق کا حق آپ پر نہ رہے یعنی وہ حقوق جو بالغ ہونے کے بعد کسی پر ان کی ادائیگی لازم ہوتی ہے۔ آپ کی والدہ ماجدہ نے بھی اس وقت انتقال فرمایا جب کہ حضور ﷺ کی عمر صرف چھ سال تھی۔

نیز یہ بتانا بھی مقصود تھا کہ معزز وہ ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے عزت عطا فرمائی نیز آپ کو قوت آپ کے آباؤ اجداد اور ماؤں کے ذریعہ سے نہیں اور نہ مال کے ذریعہ سے بلکہ آپ کی قوت طاقت کا راز اللہ تعالیٰ کی نصرت ہے اور اس کی حکمت یہ بھی ہے کہ حضور ﷺ کو جب یتیمی کی تکلیفوں کا ذاتی تجربہ ہوگا تو حضور ﷺ فقیروں اور یتیموں پر رحم فرمائیں گے۔ (ضیاء النبی ج اوّل)

آپ کے حمل میں آنے سے عجائبات کا ظہور:

جب نور محمدی ﷺ رحم مادر میں جلوہ گر ہوا تو دنیائے عالم میں عجیب وغریب واقعات ظہور میں آئے۔ اللہ تعالیٰ نے خازن جنت کو حکم دیا کہ فردوس بریں کے دروازے کھول دے اور تمام عالم کو خوشبو سے معطر کر دے اور آسمانوں وزمین میں یہ ندا کی جائے کہ آج رات وہ نور مخزون اور گوہر مکنون شکم مادر میں رونق افروز ہوا۔

(مدارج ص ۱۸)

حضور ﷺ کے شکم مادر میں آنے سے پہلے قریش کے علاقے میں

سخت قحط پڑا ہوا تھا

درخت خشک ہو گئے تھے

جانور لاغر ہو گئے تھے

بھوک اور تنگدستی کا عالم تھا

پورا عالم پریشان و دست و گریباں تھا

جب نور محمدی رحم مادر میں جلوہ گر ہوا تو دنیا کی حالت بدل گئی۔

ہر طرف رحمت کا مہینہ برسنے لگا

زمین شاداب ہوگئی

درخت ہرے بھرے ہو گئے

پھلوں کی ہر طرف کثرت ہوگئی

عرب نے اس سال کا نام "سنة الفتح والابتهاج" رکھا

(مدارج النبوت ج دوم)

اس رات ابلیس لعین نے کوہ ابوقبیس پر چڑھ کر ایک زوردار چیخ ماری۔ تمام شیاطین اس کے پاس اکٹھے ہو گئے اور پوچھنے لگے اے ابلیس! آج تجھے کیا تکلیف پہنچی اور یہ گھبراہٹ کیسی ہے۔ یہ چیخ و پکار کیوں ہو رہی ہے۔ ابلیس لعین مردود کہنے لگا! آج رات امام الانبیاء حضرت محمد رسول اللہ ﷺ اپنی والدہ ماجدہ کے شکم اطہر میں جلوہ گر ہو گئے ہیں۔ دنیا میں تشریف لا کر ادیان باطلہ کو ختم کر دیں گے اور بتوں کو توڑ دیں گے۔ (نزہۃ المجالس ص ۸۲)

حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں حمل کی ابتداء سے لے کر آخر تک مجھے کوئی گرانی بوجھ محسوس نہیں ہوا جو دوسری عورتوں کو دورانِ حمل محسوس ہوتا ہے۔ صرف اتنی بات تھی کہ حیض بند ہو گیا تھا۔ (مدارج النبوت دوم ۱۸)

جب شکم مادر میں آپ ﷺ کو دو مہینے گزرے تو آپ کے والد ماجد حضرت عبداللہ انتقال فرما گئے۔ ملائکہ نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کی، اے اللہ! تیرا حبیب یتیم ہو گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو ارشاد فرمایا!

اس کا رب اور مددگار ہوں

میں اس کا والی اور محافظ ہوں

میں خود اس کی حفاظت اور مدد کرنے والا ہوں

اے میرے فرشتو! تم ان پر درود شریف پڑھو اور آپ ﷺ کے نام سے تبرک حاصل کرو۔

انبیاء کرام علیہم السلام حضرت آمنہ کو بشارتیں دیتے رہے:

حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میں نے حمل کے پہلے مہینے خواب میں ایک بزرگ دیکھے!

جن کا قد لمبا تھا

خوبصورت تھے

چہرے پر انوار کی بارش ہو رہی تھی۔

اس بزرگ نے مجھے کہا۔ اے آمنہ! تجھے بشارت ہو تو تمام رسولوں کے سردار کی ماں بننے والی ہے۔ میں نے کہا پہلی مرتبہ آپ کی زیارت ہوئی ہے۔ آپ کون ہیں۔ فرمایا میں ابوالبشر آدم علیہ السلام ہوں۔

دوسرے مہینہ ایک بزرگ تشریف لائے اور فرمایا، بشارت ہو تمہیں بیشک تو اوّلین و آخرین کے سردار کی ماں بننی والی ہے۔ میں نے پوچھا آپ کون ہیں۔ فرمایا میں شیث علیہ السلام ہوں۔

حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں، تیسرے مہینہ میں ایک بزرگ تشریف لائے اور مجھے فرمانے لگے آمنہ! تجھے بشارت ہو تیرے بطن میں نبی کریم ﷺ تشریف فرما ہیں۔ میں نے پوچھا! آپ کون ہیں؟ فرمایا: میں نوح علیہ السلام ہوں۔

چوتھے مہینہ ایک بزرگ تشریف لائے اور فرمایا: آمنہ! تجھے بشارت ہو تم

ایک بزرگ صاحب شرافت اور پاک نبی سے حاملہ ہو۔ میں نے پوچھا! آپ کون ہیں؟ کہنے لگے! میں ادریس علیہ السلام ہوں۔

پانچواں ماہ ایک بزرگ تشریف لائے اور فرمایا آپ کو خوشخبری ہو تم تمام انسانوں کے سردار کی ماں بننے والی ہو۔ میں نے پوچھا! آپ کون ہیں؟ فرمانے لگے! میں ہود علیہ السلام ہوں۔

چھٹے ماہ میں ایک بزرگ تشریف لائے فرمانے لگے آمنہ بی بی! خوش ہو جا، تیرے بطن پاک میں نبی جلوہ فرما ہیں۔ میں نے پوچھا! آپ کون ہیں؟ فرمایا! میں ابراہیم علیہ السلام ہوں۔

ساتویں ماہ میں ایک بزرگ تشریف لائے اور فرمانے لگے آپ کو بشارت ہو کہ آپ اللہ تعالیٰ کے حبیب سے حاملہ ہیں۔ پوچھا! آپ کون ہیں؟ فرمایا! اسمٰعیل علیہ السلام ہوں۔

آٹھویں مہینہ ایک بزرگ تشریف لائے اور فرمایا بشارت ہو آپ ایسے نبی مکرم سے حاملہ ہیں جو تمام انبیاء کرام علیہم السلام کے بعد تشریف لائیں گے۔ میں نے ان کا نام پوچھا تو انہوں نے بتایا! میں موسیٰ علیہ السلام ہوں۔

نویں مہینہ ایک بزرگ تشریف لائے فرمایا آمنہ! تو خوشی منا کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے شکم اطہر میں تشریف لے آئے ہیں۔ میں نے پوچھا! آپ کون ہیں؟ فرمایا! میں عیسیٰ علیہ السلام ہوں۔ (نزہۃ المجالس ج ۲ ص ۸۲)

یہ شان ہے۔ سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کی۔ اللہ تعالیٰ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ہمیں سچی محبت عطا فرمائے۔ آمین

وَ اٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

حدیث شریف

وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَا اَكْثَرُ الْاَنْبِيَآءِ تَبَعًا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَاَنَا اَوَّلُ مَنْ يَّقْرَعُ بَابَ الْجَنَّةِ

(رواہ مسلم)

روایت ہے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ قیامت کے دن تمام نبیوں سے زیادہ تابعین والا (امت والا) ہوں گا اور میں پہلا وہ ہوں جو جنت کا دروازہ کھٹکھٹائے گا۔

یعنی قیامت میں سب نبیوں سے زیادہ امت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ہوگی۔ جنتیوں کی ایک سو بیس صفیں ہوں گی جن میں سے اسی صفیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کی ہوں گی باقی چالیس صفوں میں سارے نبیوں کی امتیں ہوں گی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہی جنت کا دروازہ کھلوائیں گے پہلے جنت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہی تشریف لے جائیں گے پھر دوسرے جائیں گے۔

دوسرا خطبہ

﴿میلادِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم﴾

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِیْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِهٖ مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِیْنَ

اَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ...... بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ...... وَالسَّلٰمُ عَلَیَّ یَوْمَ وُلِدْتُّ وَ یَوْمَ اَمُوْتُ وَ یَوْمَ اُبْعَثُ حَیًّا ۝ (پ۱۶ سورۃ مریم آیت ۳۳)

اٰمَنْتُ بِاللّٰهِ صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِیْمِ وَ بَلَّغَنَا رَسُوْلُهُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمُ الْاَمِیْنَ وَ نَحْنُ عَلٰی ذٰلِكَ مِنَ الشَّاهِدِیْنَ وَ الشّٰکِرِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ......

اِنَّ اللّٰهَ وَ مَلٰٓئِکَتَهٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ...... یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْهِ وَ سَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا......

تمام حضرات محبت، ذوق اور شوق کے ساتھ درود پاک پڑھیں۔

اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ

وَعَلٰی اٰلِكَ وَ اَصْحَابِكَ یَا حَبِیْبَ اللّٰهِ

میرے محترم بزرگو اور معزز دوستو! قرآن حکیم کی جو آیت کریمہ آپ کے سامنے تلاوت کی ہے اس کا ترجمہ یہ ہے:

وَالسَّلٰمُ عَلَیَّ یَوْمَ وُلِدْتُّ وَیَوْمَ اَمُوْتُ وَیَوْمَ اُبْعَثُ حَیًّا (پ ۱۶ سورۂ مریم آیت ۳۳)

''سلام ہو مجھ پر جس دن میں پیدا ہوا اور جس دن مجھ پر موت آئے گی اور جس دن میں زندہ کر کے اٹھایا جاؤں گا۔''

دنیا میں سب سے بڑی خوشی حضور ﷺ کی تشریف آوری ہے۔ ہمیں جتنی بھی خوشیاں ملی ہیں اس خوشی ہی کے واسطے سے ملی ہیں۔ ہمارے لئے سب سے بڑی عید عید میلاد النبی ہے۔ اگر عید میلاد النبی نہ ہوتی تو کوئی عید نہ ہوتی۔

نہ چھوٹی عید ہوتی

نہ بڑی عید ہوتی

سرکار مدینہ ﷺ کی تشریف آوری سے بہاروں میں بہار آ گئی۔ حدیث شریف میں موجود ہے۔

ایران کے آتش کدہ میں ایک ہزار سال سے مسلسل آگ جلتی رہی۔ ایرانی اس وقت آتش پرست تھے۔ آگ کی پوجا کرتے تھے۔ آگ کو خدا مانتے تھے۔ ایرانیوں کا ایک حفاظتی محکمہ تھا جو ہر وقت آگ کی حفاظت کرتا تھا۔ تیز ہوا چل جائے۔ یا بارش کا امکان ہو ایرانیوں کو فکر پڑ جاتی تھی کہ ہوا اور بارش ہمارے خدا کو بجھا نہ دے۔ اس لئے آگ کو بچانے کے لئے ان کے پاس بڑے حفاظتی انتظامات تھے۔ ایک ہزار سال سے مسلسل آگ جل رہی تھی۔ جس دن میرے آقا ﷺ تشریف لائے ایرانی آتش کدہ کی آگ خود بخود بجھ گئی۔

نہ ہوا

نہ آندھی

نہ طوفان

آگ خود بخود بجھ گئی

بادشاہ نے نجومیوں سے پوچھا، ایسا کیوں ہوا ہے؟ نجومیوں نے بتایا آج وہ ہستی دنیا میں تشریف لائی ہے جس کے تشریف لانے سے صرف آتش کدہ ایران کی ہی آگ نہیں بجھی بلکہ دنیا کی ساری آگ ٹھنڈی کر دی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا نبی دنیا میں تشریف لائے تو دنیا میں

برکتیں آتی ہیں

رحمتیں آتی ہیں

زحمتیں ختم ہو جاتی ہیں

پیغمبروں کی ولادت کے دن بڑے بابرکت ہوتے ہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا! سلام ہو مجھ پر جس دن میں پیدا ہوا۔ میری پیدائش کے دن مجھ پر سلام۔ معلوم ہوا نبی کی ولادت کا دن بڑا سلامتی والا ہوتا ہے۔ جس دن جناب عیسیٰ علیہ السلام آئے اس دن سلامتی ہو رہی ہے تو جس دن حضور ﷺ تشریف لائے اس دن کا عالم کیا ہوگا؟

حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرماتے ہیں میری پیدائش کے دن مجھ پر سلام۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام خود اپنے اوپر اپنی پیدائش کے دن سلام بھیج رہے ہیں۔ حضور ﷺ کی شان یہ ہے کہ حضور ﷺ کی پیدائش کے دن اللہ تعالیٰ اور اللہ تعالیٰ کی ساری خدائی حضور ﷺ پر سلام بھیج رہی ہے اور قیامت تک بھیجتی رہے گی۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرماتے ہیں۔ سلام ہو مجھ پر جس دن میں پیدا ہوا اور جس دن مجھے موت آئے گی۔

نبی کی پیدائش کے دن بھی سلام

نبی کی وفات کے دن بھی سلام

جو کہتے ہیں ۱۲ ربیع الاوّل کو وفات کا دن ہے۔ اس دن خوشیاں نہیں کرنی چاہئیں۔ میں ان سے کہتا ہوں ۱۲ ربیع الاوّل کو وفات سمجھو یا ولادت سمجھو دونوں صورتوں میں سلام تو حضور ﷺ پر پڑھنا ہی پڑے گا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرماتے ہیں جس دن میں زندہ کر کے اٹھایا جاؤں گا اس دن مجھ پر سلام۔

ترمذی شریف میں حدیث پاک موجود ہے۔ سرکار مدینہ ﷺ ہر پیر کو روزہ رکھتے تھے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی آپ ﷺ ہر پیر کو روزہ کیوں رکھتے ہیں؟ حضور ﷺ نے فرمایا! اس لئے کہ میں اس دن پیدا ہوا ہوں۔

میرے آقا ﷺ نے اپنے میلاد شریف کا خود ذکر فرمایا ہے۔ اس حدیث شریف سے معلوم ہوتا ہے سال کا انتظار نہیں کرنا چاہئے، ہر پیر کو میلاد منانا چاہئے۔

حضرات محترم!

پیر کا دن	......	بڑا مقدس دن ہے
پیر کا دن	......	بڑی عظمت والا دن ہے
پیر کا دن	......	بڑا محترم دن ہے
پیر کے دن	......	حضور ﷺ ولادت باسعادت ہوئی
پیر کے دن	......	حضور ﷺ پر پہلی وحی نازل ہوئی
پیر کے دن	......	حضور ﷺ نے ہجرت فرمائی

پیر کے دن ...... حضور ﷺ کو معراج ہوئی

پیر کے دن ...... حضور ﷺ نے وفات پائی

میرے آقا ﷺ کی ہر بات بے مثل ہے۔

تیری ہر ادا پہ ہے جان فدا
مجھے ہر ادا نے مزہ دیا

میں ابراہیم کی دعا ہوں:

حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا میں حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کی دعا ہوں۔ جناب حضرت عیسیٰ علیہ السلام روح اللہ کی بشارت ہوں اور اپنی والدہ ماجدہ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کے وہ خواب ہوں جو انہوں نے دیکھے۔ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا امانت رکھنے والی۔ جس کی گود میں دوجہاں کی امانت آئی۔

حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا نے خواب دیکھا حضور ﷺ کی ولادت باسعادت سے پہلے ایک بزرگ ہیں۔

لمبا قد

سفید ریش

نورانی چہرہ

انوار کی بارش ہو رہی ہے

خوشی کا اظہار کرتے ہوئے تشریف لا رہے ہیں

بزرگ نے آتے ہی ارشاد فرمایا، اے آمنہ! تجھے مبارک ہو۔ عرض کی آپ کون ہیں؟ فرمایا آمنہ!

میں ابوالبشر آدم ہوں

میں مسجود الملائکہ ہوں

میں خلیفۃ اللہ ہوں

تمہیں مبارک دینے آیا ہوں کہ تیرے گھر جس کی ولادت ہونے والی ہے وہ خیر البشر ہیں۔اعلیٰ حضرت اس مقام پر یوں فرماتے ہیں:

ظاہر میں میری نخل حقیقت میں میری اصل
اس گل کی یاد میں یہ صدا ابوالبشر کی ہے

حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ کچھ دنوں کے بعد ایک اور بزرگ خواب میں تشریف لائے اور اس

نورانی

روحانی

وجدانی

عظیم شخصیت نے بھی خوشی کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا آمنہ رضی اللہ عنہا! تجھے مبارک ہو۔ میں ابراہیم علیہ السلام ہوں۔ تجھے مبارک باد دینے آیا ہوں۔جس بچے کی تیرے ہاں ولادت ہونی ہے وہ حبیب اللہ ہے۔

اعلیٰ حضرت عظیم البرکت مولانا شاہ احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں:

ہوتے کہاں خلیل و بنا کعبہ و منیٰ
لولاک والے صاحبی سب تیرے گھر کی ہے

انبیاء کرام علیہم السلام آ کر حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کو مبارک دے رہے ہیں۔اب وہ ہستی تشریف لا رہی ہے۔جن کے صدقے ہمیں سب کچھ ملا ہے۔

اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں کہ

لا و رب العرش جس کو جو ملا ان سے ملا
بٹتی ہے کونین میں نعمت رسول اللہ کی

حدیث شریف میں موجود ہے۔ جب حضور ﷺ کی ولادت ہوئی تو خدمت کے لئے جنتی چار عورتیں آئیں۔

حضرت حوا رضی اللہ عنہا

حضرت سارہ رضی اللہ عنہا

حضرت آسیہ رضی اللہ عنہا

حضرت مریم رضی اللہ عنہا

جن کی خدمت کے لئے جنتی عورتیں آئیں ان کی اپنی شان کا کون اندازہ کرسکتا ہے۔ جب حضور ﷺ کی ولادت باسعادت ہوئی تو حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ

خَرَجَ مِنِّی نُوْرٌ ۔

''مجھ سے نور طلوع ہوا۔''

ناڑوا کاٹنے کی ضرورت پیش نہیں آئی کیونکہ باقی سب کی پرورش ماں کے پیٹ میں خون سے ہوتی ہے اور حضور ﷺ کی پرورش خون سے نہیں نور سے ہوئی ہے۔ فرماتی ہیں! ولادت کے وقت اتنی روشنی پھیلی کہ

اَضَاءَ تْ لِیْ قُصُوْرُ الشَّامُ

''میں نے شام کے محلات دیکھ لئے۔''

ہر طرف ولادت باسعادت کے وقت نور ہی نور ہے۔ ہر طرف نور ہی نور

نبھار ہا تھا۔ فرش سے لے کر عرش تک نور ہی نور تھا۔ روشنیاں ہی روشنیاں تھیں۔

حضور ﷺ کی ولادت ہوئی کسی کے گھر لڑکی پیدا نہیں ہوئی کیونکہ اس زمانے میں جس کے گھر لڑکی پیدا ہوتی اس کے گھر صف ماتم بچھ جاتی تھی۔ بچی کو زندہ درگور کر دیتے تھے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے حبیب کی خوشی میں سب کو لڑکے عطا کئے۔

حضور ﷺ نے سجدہ فرمایا:

حضور ﷺ نے ولادت کے وقت سجدہ فرمایا تو آئے تو روتے ہوئے آتا ہے۔ نہ روئے تو مردہ ہونے کا فتویٰ لگ جاتا ہے۔ حضور ﷺ تو روتوں کو ہنسانے کے لئے آئے ہیں۔

اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

پہلے سجدے پہ روز ازل سے درود
یاد گاریٔ امت پہ لاکھوں سلام

سجدہ کرنے میں راز یہ تھا کہ سجدہ اس وقت تک نہیں ہو سکتا جب تک تین چیزیں پاک نہ ہوں۔

بدن پاک نہ ہو
زمین پاک نہ ہو
کپڑے پاک نہ ہوں
سجدہ کرنے میں راز یہ تھا کہ
بدن بھی پاک ہے
کپڑے بھی پاک ہیں

جگہ بھی پاک ہے

خود ہی پاک نہیں صرف مکے کی بستی ہی پاک نہیں۔ بیت آمنہ ہی پاک نہیں۔ میرا قدم زمین کو چھو گیا۔ ساری زمین پاک ہو گئی بلکہ مسجد بن گئی۔ جس جگہ چاہیں حضور ﷺ کے امتی کھڑے ہو کر نماز پڑھ سکتے ہیں۔

جُعِلَتْ لِیَ الْاَرْضُ مَسْجِدًا

''زمیں میرے لئے مسجد بنا دی گئی''

پہلی امتوں میں یہ بات نہ تھی۔ انہیں دور دراز سے سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر مسجد میں آنا پڑتا تھا۔ ہم سجدہ کریں تو کہتے ہیں:

سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی

''پاک ہے میرا رب بلندیوں والا''

حضور ﷺ نے سجدہ کیا تو پڑھا:

یَا رَبِّ هَبْ لِیْ اُمَّتِیْ

''اے میرے رب میری امت کو بخش دے۔''

حضور ﷺ کی ولادت کے وقت بیت اللہ شریف جھوم رہا تھا۔ بیت اللہ سے پوچھو آج تو کیوں جھوم رہا ہے۔ بیت اللہ حاجیوں کو پاک کرتا ہے۔ حضور ﷺ فرماتے ہیں جو بیت اللہ کا طواف کرے پاک صاف ہو جاتا ہے۔ حضور ﷺ فرماتے ہیں بیت اللہ کا طواف کرنے والا اس طرح گناہوں سے پاک ہو جاتا ہے جس طرح بچہ آج ہی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا ہو۔ آج بیت اللہ شکرانہ ادا کر رہا ہے کہ مجھے پاک کرنے والا آ گیا۔

اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں:

حاجیو! آؤ شہنشاہ کا روضہ دیکھو
کعبہ تو دیکھ چکے کعبے کا کعبہ دیکھو

جس شان سے حضور ﷺ کی پیدائش ہوئی ہے اس شان سے کسی اور کی پیدائش نہیں ہوئی۔

آپ ﷺ کی آنکھوں میں سرمہ لگا ہوا تھا
جسدِ اطہر سے خوشبو کے حلے آ رہے تھے
رخساروں سے نور برس رہا تھا
فرشتے سلام پڑھ رہے تھے

فرشتوں کی سلامی دینے والی فوج گاتی تھی
جناب آمنہ سنتی تھیں یہ آواز آتی تھی

سلام اے آمنہ کے لال اے محبوب سبحانی
سلام اے فخر موجودات فخر نوع انسانی
ملا ہے آمنہ کو فضل باری سے یتیم ایسا
نہیں ہے بحر ہستی میں کوئی دُرِّ یتیم ایسا

فرش والے تیری شوکت کا علو کیا جانیں
خُسروا عرش پہ اڑتا ہے پھریرا تیرا

حضرت جبرائیل علیہ السلام نے جھنڈے لگائے:

حدیث شریف میں موجود ہے۔ پیدائش کی رات حضرت جبرائیل علیہ السلام کو حکم ملا فرمایا جبرائیل ثلثۃ اعلام "یہ تین نور کے جھنڈے لے جاؤ۔"

ایک جھنڈا ...... بیت آمنہ پر

ایک جھنڈا ...... بیت اللہ کی چھت پر

ایک جھنڈا ...... آسمان کی بلندیوں پر لگا دو

تم جھنڈیاں لگانے سے منع کرتے ہو۔ حضرت جبرائیل امین علیہ السلام نے بڑے بڑے نور کے جھنڈے لگائے ہیں۔ جس کا جہاں جھنڈا ہوتا ہے۔ وہاں تک اس کی حکومت ہوتی ہے۔ معلوم ہوا میرے آقا کی سلطنت فرش سے لے کر عرش تک ہے۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

سر عرش پہ ہے تیری گزر دل فرش پر ہے تیری نظر
ملکوت و ملک میں کوئی شئی نہیں وہ جو تجھ پہ عیاں نہیں

حسن رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ کیا خوب فرماتے ہیں:

اللہ اللہ شاہ کونین جلالت تیری
فرش کیا عرش پہ جاری ہے حکومت تیری

حضرت حسان رضی اللہ عنہ کا نعت پڑھنا:

حضرت حسان رضی اللہ عنہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے آپ کی ولادت کا ذکر فرماتے ہیں:

خُلِقْتَ مُبَرَّأً مِّنْ كُلِّ عَيْبٍ
كَاَنَّكَ قَدْ خُلِقْتَ كَمَا تَشَآءُ

"اللہ تعالیٰ نے آپ کو ہر عیب سے پاک پیدا کیا ہے گویا کہ جیسا

آپ نے چاہا ویسا ہی اللہ تعالیٰ نے آپ کو بنادیا۔"

وَ اَحْسَنُ مِنْكَ لَمْ تَرَ قَطُّ عَيْنِىْ

وَ اَكْمَلُ مِنْكَ لَمْ تَلِدِ النِّسَاءُ

"میری آنکھ نے آپ جیسا حسین آج تک دیکھا ہی نہیں۔

آپ جیسا کامل بچہ کسی ماں نے آج تک جنا ہی نہیں۔"

حضور ﷺ کا میلاد حضرت حسان رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کے سامنے پڑھ رہے ہیں۔ حضور ﷺ خوش ہو رہے ہیں اور دعائیں دے رہے ہیں۔ اگر حضور ﷺ کا میلاد نا جائز ہوتا حضور ﷺ روک دیتے۔ آپ ﷺ نے روکا نہیں بلکہ فرمایا:

اَللّٰهُمَّ اَيِّدْهُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ ۔

"اے اللہ! روح القدس کیساتھ حسان کی تائید فرما۔"

حضور ﷺ کی شان پوچھنی ہے تو

تھڑوں پر بیٹھنے والوں سے ...... مت پوچھو

پروفیسروں سے ...... مت پوچھو

ڈاکٹروں سے ...... مت پوچھو

رب توفیق دے تو

کربلا کے شاہسوار امام حسین رضی اللہ عنہ ...... سے پوچھو

یا پھر بنانے والے ...... سے پوچھو

حضور ﷺ نے فرمایا!

لم یعرفنی حقیقتاً مَا سِوَ اللہ ۔

"میرے رب کے سوا میری حقیقت کو کوئی نہیں جانتا۔ جانتا ہے تو بنانے والا جانتا ہے۔"

ابولہب کے عذاب میں تخفیف:

میرے آقا حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ ﷺ جب دنیا میں تشریف لائے تو ابولہب کی لونڈی ثویبہ نے جا کر خوشخبری دی کہ آج عبداللہ جو کہ فوت ہو چکے ہیں ان کے ہاں بیٹا پیدا ہوا ہے۔ ابولہب کو بڑی خوشی ہوئی۔ جب اس نے بھتیجے کی خوشخبری سنی تو اس نے ہاتھ کی انگلی سے اشارہ کر کے کہا جا تجھے اس خوشی میں آزاد کرتا ہوں۔ بخاری میں موجود ہے حضرت عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مرنے کے بعد ایک مرتبہ ابولہب مجھے خواب میں ملا۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے ابولہب سے پوچھا بتا مرنے کے بعد تیرے ساتھ کیا گزری تو زندگی میں میرے آقا کی شان میں بے ادبی گستاخی کرتا تھا، ابولہب نے کہا میں بھتیجا ہی سمجھتا تھا۔ مرنے کے بعد پتہ چلا کہ وہ تو محبوبِ خدا ہیں۔

اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

آج لے ان کی پناہ آج مدد مانگ ان سے
پھر نہ مانیں گے قیامت میں اگر مان گیا

مرنے کے بعد سارے مانیں گے لیکن وہ ماننا کام نہیں آئے گا ماننا ہے تو آج مان۔

ابولہب نے کہا مجھے چھ دن عذاب ہوتا ہے۔ ساتویں دن پیر کے دن عذاب میں تخفیف ہو جاتی ہے۔ جس انگلی سے میں نے محمد ﷺ کی خوشی میں لونڈی آزاد کی تھی۔ پیر کے دن اس سے دودھ اور شہد کے فوارے جاری ہو جاتے ہیں۔ کافر خوشی منائے اس کے عذاب میں تخفیف ہوتی ہے۔ اگر مسلمان ہو کر خوشی منائے تو اس کے مقام کا کون اندازہ کر سکتا ہے۔ وہ لونڈی ثویبہ جس نے پیدائش کی خوشخبری دی

تھی۔ وہ لونڈی حضور ﷺ کی رضائی ماں بن گئی۔ جب حضور ﷺ نے اعلان نبوت فرمایا ثویبہ ایمان لے آئی اور صحابیہ بن گئی۔

جو حضور ﷺ کا میلاد نہیں کرتے وہ تو مشرک ہو سکتے ہیں جو میلاد کرتے ہیں وہ مشرک نہیں ہو سکتے۔ ان کو شرک کی تعریف نہیں آتی۔ ہمارا عقیدہ ہے کہ حضور ﷺ پیدا ہوئے ہیں۔ آپ ﷺ کے والد ماجد کا نام حضرت عبداللہ ہے۔ آپ کی والدہ ماجدہ کا نام حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا ہے۔ جس کا یہ عقیدہ ہو حضور ﷺ پیدا ہوئے وہ حضور ﷺ کو خدا کہہ سکتا ہے؟ اللہ تعالیٰ کی شان ہے:

لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ ۝

''نہ اس نے کسی کو جنا نہ وہ جنا گیا ہے۔''

ترمذی شریف میں باب میلاد النبی ﷺ موجود ہے۔ یہ آج کی بات ہے یا لوگ شروع سے منا رہے ہیں۔

اعلیٰ حضرت کیا خوب فرماتے ہیں:

حشر تک ڈالیں گے ہم پیدائش مولا کی دھوم
مثل فارس نجد کے قلعے گراتے جائیں گے
مٹ گئے مٹتے ہیں مٹ جائیں گے اعدا تیرے
نہ مٹا ہے نہ مٹے گا کبھی چرچا تیرا

یہودی نے کہا اس رات امت کا آخری نبی پیدا ہوا ہے:

حضور ﷺ کی ولادت باسعادت پیر کے دن بارہ ربیع الاوّل کو عام الفیل میں بمطابق ۵۷۱ء کو ہوئی۔ سارا گھر بقعہ نور بن گیا۔ امّ المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے۔ آپ ان لوگوں سے روایت کرتی ہیں جو ولادت با

سعادت کے وقت موجود تھے۔

آپ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ مکہ میں ایک یہودی رہتا تھا جب وہ رات آئی جس میں حضور ﷺ کی ولادت باسعادت ہوئی تو اس یہودی نے قریش کی ایک محفل میں جا کر پوچھا کہ اے قریش! کیا آج تمہارے ہاں کوئی بچہ پیدا ہوا ہے۔ قریش نے اپنی بے خبری کا اظہار کیا۔ اس یہودی نے کہا کہ میری بات خوب یاد کر لو۔ اس رات میں اس امت کا آخری نبی پیدا ہوا ہے اور اے قریشیو! وہ تمہارے قبیلہ میں سے ہوگا اور اس کے کندھے پر ایک جگہ بالوں کا گچھا ہوگا۔ لوگ یہ بات سن کر اپنے گھروں کو چلے گئے۔ ہر شخص نے اپنے گھر والوں سے پوچھا انہیں بتایا گیا کہ آج رات عبداللہ بن عبدالمطلب کے ہاں ایک فرزند پیدا ہوا ہے جس کو محمد کے بابرکت نام سے موسوم کیا گیا ہے۔

لوگوں نے یہودی کو آ کر بتایا۔ اس نے کہا! مجھے لے چلو وہ بچہ دکھاؤ چنانچہ وہ اسے لے کر حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کے گھر آئے۔ انہوں نے حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کو کہا کہ ہمیں اپنا فرزند دکھاؤ۔ وہ بچے کو اٹھا کر ان کے پاس لے آئیں۔ انہوں نے اس بچے کی پشت سے کپڑا ہٹایا۔ وہ یہودی بالوں کے اس گچھے کو دیکھ کر غش کھا کر گر گیا۔ جب اسے ہوش آیا تو لوگوں نے پوچھا تمہیں کیا ہو گیا تھا تو اس نے افسوس سے کہا۔ بنی اسرائیل سے نبوت ختم ہو گئی۔ اے قبیلہ قریش! تم خوشیاں مناؤ اس بچے کی وجہ سے مشرق و مغرب میں تمہاری عظمت کا ڈنکا بجے گا۔ اس قسم کی بے شمار روایات ہیں جن میں علماء یہود نے حضور ﷺ کی ولادت باسعادت کی خوشخبریاں دی ہے۔

حضور ﷺ کے والدین مومن تھے:

جب بھی حضور ﷺ کے میلاد شریف کا ذکر ہوگا تو حضور ﷺ کے والدین کا

بھی ذکر ہوگا۔ جو میلاد النبی مانتے ہیں وہ حضور ﷺ کے والدین کو مومن مانتے ہیں اور جنتی مانتے ہیں۔ بعض لوگ حضور ﷺ کے والدین کو جنتی نہیں مانتے۔ حضور ﷺ کے والدین کے ایمان کے قائل نہیں ہیں۔ نعوذباللہ من ذلک

دلیل یہ دیتے ہیں کہ حضور ﷺ کے والدین اعلان نبوت سے پہلے ہی فوت ہوگئے تھے، ایمان نہیں لائے جنتی کیسے ہو سکتے ہیں۔ میں سمجھانے کی نیت سے عرض کرتا ہوں حضور ﷺ کے والدین کریمین کا تعلق زمانہ فترت سے ہے۔ ایک نبی کے جانے کے بعد دوسرے نبی کے آنے تک فترت کا زمانہ ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے جانے کے بعد حضور ﷺ کے دنیا میں تشریف لانے تک تقریباً چھ سو ۶۰۰ سال کا زمانہ نبی سے خالی زمانہ ہے۔ جس زمانے میں کوئی نبی پیدا نہ ہوا ہو اسے فترت کا دور کہتے ہیں۔ اب اس دور کے لوگ ہدایت کی روشنی حاصل کرتے تو کہاں سے کرتے؟ کلمہ حق سنتے تو کس سے؟ اس فترت کے دور میں اللہ تعالیٰ کی توحید کو ماننا ہی کافی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی توحید پر قائم رہنا کفر اور شرک نہ کرنا ہی مومن کی نشانی ہے۔ جنتی ہونے کی نشانی ہے۔ حضور ﷺ کے

ماں باپ

دادا دادی

نانا نانی

یہ فترت کے دور میں ہیں۔ اس دور میں انہوں نے کسی بت کی پوجا نہیں کی۔ پوجا نہ کرنا ہی ان کے ایماندار ہونے کی نشانی ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام صرف بنی اسرائیل کی رہنمائی کے لئے تشریف لائے تھے۔ حجاز والے ان کی امت دعوت میں ہی داخل نہ تھے۔ نہ

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ان کو تبلیغ فرمائی۔ (ضیاء النبی ج ۲)

کیونکہ یہ ان کی ذمہ داری ہی نہ تھی۔ اللہ تعالیٰ کے فرمان کے یہی لوگ مصداق ہیں۔

وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِيْنَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُوْلًا ۔

''ہم کسی کو عذاب نہیں دیتے جب تک ان میں رسول مبعوث نہ فرمائیں۔''

کسی ضعیف حدیث سے بھی یہ ثابت نہیں کہ حضور ﷺ کے والدین بتوں کو پوجتے تھے۔ حضور ﷺ کے والدین کریمین موحد اور مومن تھے۔ بتوں کو پوجنے والے بتوں کے نام پر نام رکھتے تھے۔

عبدالصنم

عبدیغوث

عبدالعزیٰ

اور حضور ﷺ کے والد کا نام ہے:

عبداللہ ...... اللہ کا بندہ

اور آپ کی والدہ کا نام ہے:

آمنہ ...... امانت رکھنے والی

اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کے والدین کے نام بھی شرک سے پاک رکھے۔

ان کے نام بھی شرک سے پاک ہیں

ان کے کام بھی شرک سے پاک ہیں

اہلسنّت و جماعت کا یہی عقیدہ ہے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا:

وَمِنْ ذُرِّيَّتِنَآ اُمَّةً مُّسْلِمَةً لَّكَ ۔(پ ۱ سورۃ البقرۃ)

''اے اللہ! ہماری اولاد میں ایک مسلمان جماعت رکھنا۔''

پھر فرمایا:

وَابْعَثْ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ ۔

''اور اسی مسلمان جماعت میں آخری نبی بھیجنا۔''

وہ دعا حضور ﷺ سے پوری ہوئی۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

وَلَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى ۔(پ ۳۰ سورۃ الضحیٰ)

''آپ کا رب آپ کو اتنا دے گا کہ آپ راضی ہو جائیں گے''

وہ کون سا بیٹا ہے جو اپنے والدین کے جہنمی ہونے پر راضی ہو جائے۔
حضور ﷺ نے ایک مرتبہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کے دستر خوان سے ہاتھ پونچھ لئے تھے وہ تنور کی آگ میں نہیں جلتا تھا تو کیا جس ماں کا دودھ آپ نے پیا ہو وہ جہنم میں جائے گی۔

حضور ﷺ کے والدین اپنی زندگی میں مُوَحِّد اور مومن تھے اور حضور ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقع پر والدین کو زندہ فرمایا اور کلمہ پڑھایا اب وہ امت مصطفیٰ کے اولیاء کاملین میں سے ہیں۔(تفسیر نعیمی ج ۱)

مفتی احمد یار صاحب رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں ایک دیوبندی عالم نے اپنی تقریر میں کہا تم لوگ حضور اکرم ﷺ کی شفاعت کی آس لگائے بیٹھے ہو وہ تو اپنے ماں باپ کی شفاعت نہ کر سکیں گے کہ وہ دونوں جہنم میں جائیں گے۔ تقریر ختم ہوئی ایک دیہاتی

کسان اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ اس نے کہا مولوی صاحب بتائیں قرآن کے حافظ کا کیا درجہ ہے۔ دیوبندی بولا حافظ اپنی تین پشتوں کو بخشوائیں گا اور عالم اپنی سات پشتوں کو بخشوائے گا۔ کسان بولا تو اپنی سات پشتوں کو بخشوائے اور حضور اپنے والدین کو بھی نہ بخشوائیں۔ اس کے بعد وہ ذلیل ہوا اور وہاں سے نکال دیا گیا۔

قاضی ابوبکر ابن عربی سے یہ مسئلہ پوچھا گیا کہ آپ کا اس شخص کے بارے میں کیا خیال ہے جو نبی کریم ﷺ کے آباؤ اجداد کے بارے میں کہتا ہے کہ وہ جہنم میں ہیں۔ آپ نے جواب دیا جو شخص یہ کہتا ہے وہ ملعون ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

"جو اذیت پہنچاتے ہیں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کو لعنت بھیجتا ہے اللہ تعالیٰ ان پر دنیا میں اور آخرت میں۔"

(سورۃ الاحزاب آیت ۵۷)

اس سے بڑی اذیت کیا ہے کہ حضور ﷺ کے والدین کے بارے میں ایسی بات کی جائے۔ (ضیاء النبی ج دوم)

علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے حضور ﷺ کے والدین کے جنتی ہونے کے متعلق دس رسالے لکھے ہیں۔ آپ نے آخر میں یہی فیصلہ کیا ہے کہ آپ کے والدین جنتی ہیں۔ جب امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے دس رسالے لکھے تو حضور ﷺ اتنے خوش ہوئے کہ سیوطی کو جاگتے ہوئے حضور ﷺ نے پچھتر مرتبہ اپنے دیدار سے سرفراز فرمایا۔ آپ نے جاگتے ہوئے پچھتر مرتبہ حضور ﷺ کی زیارت کی۔

اعلیٰ حضرت عظیم البرکت مولانا شاہ احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ کی چودہ رضاعی مائیں ہیں جن خوش نصیب ماؤں نے حضور ﷺ کو بچپن میں دودھ پلایا تھا وہ ساری کی ساری کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو گئیں اور حضور ﷺ کی

صحابیہ بن گئیں تو جس ماں کے بطن پاک میں نو ماہ رہے ہیں اس کا مقام کیا ہوگا۔ وہ رضاعی مائیں ہیں حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا تو حقیقی ماں ہیں۔

غزوۂ حنین میں جب دشمنوں کی اچانک تیر اندازی سے لشکر اسلامی میں عارضی طور پر بھگدڑ مچ گئی تو حضور ﷺ نے اپنے خچر پر سوار ہو کر تیروں کی بوچھاڑ میں میدان جنگ میں یہ رجز پڑھتے ہوئے تشریف لائے۔

اَنَا النَّبِیُّ لَا کَذِبْ ۔ اَنَا ابْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبْ

''کہ میں سچا نبی ہوں یہ جھوٹ نہیں ہے میں عبدالمطلب کا بیٹا ہوں۔''

اگر عبدالمطلب موحد نہ ہوتے تو حضور ﷺ کبھی ان کی فرزندی پر فخر نہ کرتے کیونکہ کافر کی فرزندی پر فخر کرنا ممنوع ہے۔ اہلسنّت کا عقیدہ ہے حضور ﷺ کے والدین کریمین جنتی بلکہ ان کے صدقے ہمیں جنت ملے گی۔

میلاد شریف کا ثبوت:

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے:

وَذَکِّرْھُمْ بِاَیّٰمِ اللّٰہِ ۔

''اور یاد دلاؤ ان کو اللہ تعالیٰ کے دن۔''

سب دن اللہ تعالیٰ کے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے ہی ان کو پیدا کیا ہے۔ دیکھنا یہ ہے کہ وہ کون سے دن ہیں جن کو خاص طور پر یاد دلانے کا حکم دیا گیا ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایام اللہ سے مراد وہ دن ہیں جن میں اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر انعام فرمائے۔

حضور ﷺ اللہ تعالیٰ کی سب سے بڑی نعمت ہیں تمام نعمتیں ہمیں حضور ﷺ

کے صدقے ملی ہیں تو جس دن یہ نعمت ملی اس دن کو یاد دلانا اور امت مسلمہ کو بتانا کہ یہ ہے وہ دن جس دن اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کو بھیج کر مومنوں پر بڑا احسان کیا یہ حکم الٰہی کی تعمیل ہے۔ بدعت نہیں ہے بلکہ باعث رحمت ہے اور باعث برکت ہے۔ باعث سعادت ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَبِرَحْمَتِهٖ فَبِذٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوْا ۔

"فرما دیجئے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل اور اس کی رحمت (کے ملنے)
پر چاہئے کہ (لوگ) خوشی کریں۔"

اس آیت سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی فضل و رحمت پر خوشی کا اظہار کرنا حکم الٰہی ہے۔

حضور ﷺ کو رحمت بنا کر بھیجنا اللہ تعالیٰ کی رحمت اور فضل عظیم ہے۔ حضور ﷺ کی تشریف آوری کے سلسلے میں خوشی کرنا اور مسرت کا اظہار کرنا اس آیت پر عمل ہے۔

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ جن کو دیوبندی اپنا استاد مانتے ہیں۔ وہ فرماتے ہیں جب میں حج کرنے کے لئے گیا تو میں کچھ عرصہ کے لئے مکہ میں ٹھہر گیا۔ یہاں تک کہ ربیع الاول شریف کا مہینہ آ گیا، بارہ تاریخ آ گئی۔ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ کے ولادت کے مقام پر محفل میلاد منعقد ہوئی۔

بڑے بڑے علماء کرام

محدث

غوث

قطب

ابدال

اولیاء آئے۔

حضور ﷺ پر درود شریف پڑھتے رہے۔ آپ ﷺ کی ولادت کا ذکر کرتے رہے۔ معجزات بیان کرتے رہے جو آپ کی ولادت کے وقت ظاہر ہوئے تھے۔ شاہ صاحب فرماتے ہیں:

وَرَأَيْتُ بِخَالِطِهٖ اَنْوَارِ الْمَلٰٓئِكَةِ اَنْوَارِ الرَّحْمَةِ ۔

''میں نے دیکھا کہ انوار کی بارش ہو رہی ہے اور میں نے دیکھا کہ انوار ملائکہ اور انوار رحمت آپس میں ملے ہوئے ہیں۔''

شاہ صاحب کو انوار نظر آتے ہیں انکو شرک نظر آتا ہے۔

(فیوض الحرمین ص ۲۷)

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اپنے والد شاہ عبدالرحیم کے بارے میں فرماتے ہیں کہ شاہ عبدالرحیم بارہ ربیع الاوّل کو ہر سال حضور ﷺ کی ولادت کی خوشی میں کھانا پکوا کر لوگوں میں تقسیم کرتے تھے۔ ایک سال میلاد کے موقع پر کھانا نہ پکوا سکے، بھنے ہوئے چنے لوگوں میں تقسیم کر دیئے۔ شاہ عبدالرحیم نے خواب میں حضور ﷺ کو دیکھا کہ وہ چنے حضور ﷺ کی جھولی میں اور حضور ﷺ انہیں دیکھ کر مسرور ہو رہے ہیں اور خوش ہو رہے ہیں۔ (دُرِّ ثمین)

حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں مشرب فقیر کا یہ ہے کہ محفل میلاد میں شریک ہوتا ہوں، بلکہ ذریعہ برکات سمجھ کر ہر سال منعقد کرتا ہوں اور قیام میں لطف ولذت پاتا ہوں۔ (فیصلہ ہفت مسئلہ)

شاہ عبدالعزیز دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ فقیر کے مکان پر سال میں دو

مجلسیں ہوتی ہیں۔

ایک ذکر ...... وفات

دوسری ذکر ...... شہادت حسنین

سینکڑوں آدمی جمع ہوتے ہیں

قرآن کریم کی تلاوت ہوتی ہے

درود شریف پڑھتے ہیں

وعظ ہوتا ہے

پھر سلام پڑھا جاتا ہے

اس کے بعد کھانے پر ختم شریف پڑھ کر حاضرین کو کھلایا جاتا ہے۔ اگر یہ سب باتیں فقیر کے نزدیک ناجائز ہوتیں تو فقیر کبھی نہ کرتا۔ (فتاوی عزیزیہ ج ا)

حضرت علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ جو کہ بہت بڑے محدث ہیں اور حافظ الحدیث ہیں۔ آپ کا عقیدہ ہے:

جس مسجد میں

جس گھر میں

جس آبادی میں

محفل میلاد ہو اس مسجد کو اس گھر کو اس آبادی کو فرشتے نور کے پروں سے ڈھانپ لیتے ہیں۔ یہ فتوے لگاتے ہیں شرک کے اور عرشی محفل کو پروں سے ڈھانپنے آتے ہیں۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بہت بڑے عاشق ہیں۔ آپ جب بھی مدینہ شریف جاتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ کی ارد گرد زمین کو اپنے

داڑھی کے بالوں سے صاف کرتے ہیں۔

غور کریں! ان کا عقیدہ کیا ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں قیامت کے دن میری ساری......

نیکیاں

عبادات

اعمال صالحہ

رد ہو جانے کا خطرہ ہے لیکن ایک ایسا وظیفہ ہے جس کے رد ہونے کا خطرہ نہیں اور جس کے صدقے یقیناً میری بخشش ہوگی اور وہ وظیفہ ہے کہ میں محفل میلاد النبی منعقد کرتا ہوں اور اس میں کھڑے ہو کر سلام پڑھتا ہوں۔ یہ لوگ میلاد اور سلام دونوں کو شرک کہتے ہیں۔ (اخبار الاخیار)

امام قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب مواہب لدنیہ شریف میں یہ فیصلہ فرمایا ہے کہ محفل میلاد النبی ﷺ جس نیت سے کی جائے اور محفل میلاد میں جو دعا مانگی جائے۔ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب کے ذکر پاک کے صدقے اس دعا کو قبول فرماتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے محفل میلاد کے صدقے لاکھوں کروڑوں کی پریشانیاں دور فرمائیں اور لاکھوں کروڑوں بے اولادوں کو اللہ تعالیٰ نے بیٹے عطا کئے جو بے اولاد ہے وہ نیت کرے میں محفل میلاد النبی کروں گا اللہ تعالیٰ مجھے بیٹا عطا فرمائے ان شاء اللہ محفل میلاد کے صدقے اللہ تعالیٰ ایک بیٹا نہیں بیٹے عطا فرمائے گا۔ میلاد پر خرچ کرنا کیا فضول خرچی ہے۔ بعض کہتے ہیں تم

میلاد النبی پر اتنے پیسے خرچ کرتے ہو

جھنڈے لگاتے ہو

دیگیں پکاتے ہو

یہ سب فضول خرچی ہے اللہ تبارک وتعالیٰ کو یہ پسند نہیں ہے۔ اس کا جواب بھی سنیں۔

حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

لا اسراف فی الخیر

''نیک کاموں میں فضول خرچی ہوتی ہی نہیں۔''

معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی رضا کے لئے پیسہ خرچ کرنا فضول خرچی نہیں ہے۔ سینما بنانے میں ایک اینٹ تو در کنار کھوٹا پیسہ بھی لگا دو، دوزخ کی آگ کے لئے پٹرول کا کام دے گا۔ فلم، ڈرامے یا کسی شیطانی مرکز کے لئے ایک پیسہ بھی خرچ کرو گے تو فضول خرچی ہوگی اور مسجد، دینی مدرسہ کی تعمیر وترقی کے لئے کروڑ ہا بھی خرچ کرو گے۔ فضول خرچی نہیں ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر سے بڑھ کر کون سی نیکی ہوسکتی ہے۔ میلاد النبی عظمت مصطفیٰ کے لئے ہے۔ خدا کا ذکر کرنا سنت مصطفیٰ ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کرنا سنت خدا ہے۔

حضرت امام حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ تابعین میں سے ہیں۔ آپ سے سوال کیا گیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے میلاد پر کتنے پیسے خرچ کئے جائیں تاکہ فضول خرچی نہ ہو۔ اس زمانے میں اگر میلاد نہ ہوتا تو یہ سوال بھی نہ ہوتا سوال سے معلوم ہوتا ہے کہ اس زمانے میں میلاد ہوتا تھا اور یہ بھی معلوم ہوتا ہے میلاد دھوم دھام سے ہوتا تھا۔ اگر معمولی انتظام ہوتا تو یہ سوال نہ ہوتا۔ جب حضرت امام حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا محفل میلاد النبی پر کتنے پیسے خرچ کئے جائیں تاکہ فضول خرچی نہ ہو۔ تو امام حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں لوگو! سنو میرا فتویٰ یہ ہے۔ میں اس بات کو پسند کرتا ہوں۔

لَوْ كَانَ لِي جَبَلُ اُحُدٍ ذَهَبًا لَا نْفَقْتُهٗ عَلٰى قِرَاءَةِ مِيْلَادُ النَّبِيِ .

''اگر اللہ تعالیٰ اُحد پہاڑ کو میرے لئے سونا بنا دے تو وہ تمام سونا اپنے آقا ﷺ کے میلاد کی خوشی میں قربان کردوں۔''

معلوم ہوتا ہے کہ میلاد النبی ﷺ پر جتنا بھی خرچ کیا جائے کم ہے۔

اعلیٰ حضرت عظیم البرکت مولانا شاہ احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ

کروں تیرے نام پہ جاں فدا نہ بس ایک جاں دو جہاں فدا
دو جہاں سے بھی نہیں جی بھرا کروں کیا کروڑوں جہاں نہیں

''اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں کہ کروڑوں جہاں بھی ہوں تو میں اپنے آقا کی شان وشوکت پر قربان کردوں۔ اپنے آقا کے نام پر قربان کردوں۔''

آخر میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ میلاد النبی ﷺ کے جلوس میں کوئی ناجائز حرکت نہیں کرنی چاہئے۔ یہ جلوس عظمتِ مصطفیٰ ﷺ کا جلوس ہے۔ یہاں ذرا سی بھی بے ادبی ہوگئی بہت بڑا خطرہ ہے۔

حضور ﷺ کی بارگاہ میں بے ادبی برداشت نہیں ہے۔ جلوس میں باوضو نکلیں۔ درود شریف پڑھتے ہوئے جائیں، نعتیں پڑھیں اور باادب ہوکر جائیں رحمتیں نازل ہوں گی۔ اگر بے ادبی ہوگئی عمل برباد ہونے کا خطرہ ہے۔

ادب گاہیست زیرِ آسماں از عرش نازک تر
نفس گم کردہ می آید جنید و بایزید ایں جا

''آسمان کے نیچے حضور ﷺ کی بارگاہ عرش سے بھی زیادہ نازک تر ہے۔ یہاں تو جب حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ اور بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ جیسے بزرگ بھی آتے ہیں۔ وہ بھی اپنا سانس روک لیتے ہیں کہ کہیں بے ادبی نہ ہو جائے۔''

میلاد میں ہم سرکار مدینہ ﷺ پر صلوٰۃ وسلام بھی پڑھتے۔ اس لئے آخر میں حضور ﷺ کی ایک حدیث شریف عرض کرتا ہوں۔

حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ''ایک روز حضور ﷺ اس حالت میں تشریف لائے کہ چہرۂ اقدس سے خوشی کے آثار نمایاں تھے۔ فرمایا میں اس وجہ سے خوش ہوں کہ میرے پاس جبرائیل امین علیہ السلام آئے اور انہوں نے کہا کہ آپ کا رب فرماتا ہے۔ اے محمد ﷺ! کیا آپ اس پر راضی نہیں ہیں کہ آپ کی امت کا کوئی شخص آپ پر درود بھیجے تو میں اس پر دس مرتبہ رحمت بھیجوں گا اور آپ کی امت کا کوئی شخص آپ پر ایک مرتبہ سلام بھیجے تو میں اس پر دس مرتبہ سلام بھیجوں گا۔ فرمایا میں نے کہا کیوں نہیں، میں اس پر راضی ہوں۔'' (مشکوٰۃ)

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ جو شخص آپ پر ایک مرتبہ درود اور ایک مرتبہ سلام بھیجتا ہے۔ اس پر دس مرتبہ اللہ تعالیٰ کی رحمت ہوتی ہے اور دس مرتبہ اللہ تعالیٰ اس پر سلام بھیجتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں عمل کی توفیق عطا فرمائے۔

وَ اٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

حدیث شریف

وَعَنْهُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اٰتِیْ بَابَ الْجَنَّۃِ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ فَاسْتَفْتِحُ فَیَقُوْلُ الْخَازِنُ مَنْ اَنْتَ فَاَقُوْلُ مُحَمَّدٌ فَیَقُوْلُ بِکَ اُمِرْتُ اَنْ لَّا اَفْتَحَ لِاَحَدٍ قَبْلَکَ (رواہ مسلم)

(مشکوۃ باب فضائل سید المرسلین)

روایت ہے انہی سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ قیامت کے دن جنت کے دروازے میں آؤں گا دروازہ کھلواؤں گا تو خازن جنت کہے گا آپ ﷺ کون ہیں میں کہوں گا محمد ﷺ ہوں وہ عرض کرے گا کہ مجھے آپ ﷺ کے متعلق حکم دیا گیا ہے کہ آپ ﷺ سے پہلے کسی کے لئے نہ کھولوں۔

تیسرا خطبہ

بچپن مصطفیٰ ﷺ

اَلْحَمْدُلِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالْعَاقِبَۃُ لِلْمُتَّقِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ ط اَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم...... بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ...... اَلَمْ یَجِدْکَ یَتِیْمًا فَاٰوٰی ۝ (پ۳۰ ع۱۸)

اٰمَنْتُ بِاللّٰہِ صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ وَ بَلَّغَنَا رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمُ الْاَمِیْنُ وَ نَحْنُ عَلٰی ذٰلِکَ مِنَ الشَّاھِدِیْنَ وَ الشّٰکِرِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ......

اِنَّ اللّٰہَ وَ مَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ...... یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَ سَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا......

تمام حضرات محبت، ذوق اور شوق کے ساتھ درود پاک پڑھیں۔

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ

وَعَلٰی اٰلِکَ وَ اَصْحَابِکَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہِ

میرے محترم بزرگو اور معزز دوستو! قرآن حکیم کی جو آیت کریمہ آپ کے سامنے تلاوت کی ہے اس کا ترجمہ یہ ہے:

اَلَمْ یَجِدْکَ یَتِیْمًا فَاٰوٰی ○

''محبوب کیا تجھے یتیم نہیں پایا اور جگہ دی۔''

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کی یتیمی کا ذکر فرمایا ہے۔ بچپن میں جس کا باپ فوت ہو جائے اسے یتیم کہتے ہیں۔ بالغ ہونے سے پہلے اس بچے کو یتیم کہا جاتا ہے۔ جب بچہ بالغ ہو جائے یتیمی ختم۔ جس بچے کی ماں فوت ہو جائے اسے مسکین کہتے ہیں۔ ماں باپ دونوں فوت ہو جائیں تو مکمل یتیم ہے۔ حضور ﷺ یتیمی میں بھی مکمل یتیم ہیں۔

حضور ﷺ کے والد ماجد حضرت عبداللہ مکہ سے تجارتی سفر کے لئے نکلے جب واپس آنے لگے بیمار ہو گئے اور مدینہ شریف میں ایک ماہ بیماری کی حالت میں ٹھہرے۔ ایک ماہ کے بعد حضرت عبداللہ کا مدینہ میں انتقال ہو گیا۔ حضرت عبداللہ کے انتقال کے بعد حضور ﷺ کی ولادت باسعادت ہوئی۔

آپ ﷺ کے دادا حضرت عبدالمطلب نے آپ کا نام محمد رکھا۔ جب آپ ﷺ کی عمر چھ سال ہوئی والدہ ماجدہ بھی وفات پا گئیں۔ جب آپ ﷺ کی عمر آٹھ سال ہوئی آپ ﷺ کے دادا عبدالمطلب بھی وفات پا گئے۔ پھر آپ ﷺ کے حقیقی چچا ابو طالب آپ کی پرورش کرتے رہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا!

اَلَمْ یَجِدْکَ یَتِیْمًا فَاٰوٰی ۔

''محبوب کیا تجھے یتیم نہیں پایا اور جگہ دی۔''

یعنی آپ یتیم تھے اور ہم نے آپ کی تربیت کا انتظام فرمایا۔

حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا حضور ﷺ کی حقیقی والدہ ہیں۔ جن کے بطن اطہر سے

حضور ﷺ کی ولادت باسعادت ہوئی۔ کچھ عورتوں نے حضور ﷺ کو بچپن میں دودھ پلایا جو کہ آپ کی رضاعی مائیں ہیں۔

برادران ملت! اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کی یتیمی کا ذکر فرمایا اور حبیب کی ہرادا کو قرآن وحدیث میں محفوظ فرمایا۔ حضور ﷺ کی حیات طیبہ کا ایک ایک لمحہ اور ایک ایک ادا محفوظ ہے۔

اعلیٰ حضرت عظیم البرکت مولانا شاہ احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں حضور ﷺ کی چودہ رضاعی مائیں ہیں جن خوش نصیب ماؤں نے حضور ﷺ کو بچپن میں دودھ پلایا تھا وہ ساری کی ساری کلمہ پڑھ کر مسلمان ہوگئیں اور حضور ﷺ کی صحابیہ بن گئیں۔ جن عورتوں نے بچپن میں حضور ﷺ کو دودھ پلایا وہ مومنہ بن گئیں جنتی بن گئیں۔ جس ماں کے بطن میں نو ماہ رہے ہیں اس ماں کا مقام کیا ہوگا۔ حضور ﷺ کی حیات طیبہ کا ایک ایک لمحہ محفوظ ہے۔ ایک ایک ادا محفوظ ہے۔

رضاعت:

سب سے پہلے حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا نے اپنے نور نظر اور لخت جگر کو دودھ پلایا پھر یہ شرف ثویبہ کو نصیب ہوا لیکن سب سے زیادہ یہ شرف حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا کے حصہ میں آیا۔ انہوں نے لگاتار دو سال تک یہ خدمت سرانجام دی۔ قریش مکہ کے ہاں یہ رواج تھا کہ وہ اپنے بچوں کو دودھ پلانے والیوں کے حوالے کرتے تھے۔ اس کی کئی وجوہات بیان کی گئیں ہیں۔

ایک کہ ان کی بیویاں ان کی خدمت کے لئے فارغ رہ سکیں۔

دوسرا ان کی اولاد صحرائی ماحول میں نشوونما پائے اور انہیں فصیح عربی زبان میں مہارت حاصل ہوجائے تاکہ صحرا کا پاک صاف ماحول میسر آئے۔ تندرست اور

توانا ہوں۔ صحرائی زندگی کی جفاکشیوں اور مشقتوں کے وہ بچپن سے خوگر ہوں اور بھی بہت سی وجوہات بیان ہوئی ہیں۔ (ضیاء النبی ج۲ص۶۵)

جب حضور ﷺ کی ولادت باسعادت ہوئی مکہ میں باہر سے دائیاں بچے لینے کے لئے آئیں۔ مکہ والوں کا طریقہ تھا باہر سے جو دائیاں آتیں انہیں پرورش کے لئے بچے دیتے تھے۔ والدین بچوں کی خدمت کی وجہ سے دائیوں کو بہت انعام واکرام دیتے تھے۔

دائیاں بچے لینے مکہ آئیں ان کے ساتھ حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا بھی آئیں۔ دوسری دائیاں

کوئی امیر کے بیٹے کو لے گئی
کوئی رئیس کے بیٹے کو لے گئی
کوئی سردار کے بیٹے کو لئے گئی

لیکن ان میں سے آج کسی کا نام بھی زندہ نہیں ہے۔ حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا کا نام آج بھی زندہ ہے۔

کسی نے کہا حلیمہ تو بڑی خوش نصیب دائی ہے۔ تو نے حضور ﷺ کی دوسال پرورش کی ہے۔ حلیمہ نے کہا! یہ مت کہو کہ میں نے حضور ﷺ کی پرورش کی ہے بلکہ حضور ﷺ نے تو میرے پورے خاندان کی پرورش کی ہے۔

نہ حلیمہ بھید کھلا ہے یہ نہ مقام چون و چراں ہے یہ
تو خدا سے پوچھ وہ کون تھے تیری بکریاں جو چرا گئے

حضرت عبدالمطلب بھی ایک دائی کی تلاش میں تھے، تاکہ وہ اپنے عظیم پوتے کو اس کے حوالے کرسکیں۔ دائیاں حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کے پاس بھی گئیں لیکن جب انہیں پتہ چلتا کہ بچہ یتیم ہے تو وہ واپس لوٹ آئیں۔ یہ خیال کر کے کہ اس کا

باپ تو ہے نہیں جو ہماری خدمات پر ہمیں انعام سے نوازے گا۔ حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں ہر ایک کو بچہ مل گیا لیکن میری گود خالی تھی۔

میری غربت

خستہ حالی

تنگ دستی

کو دیکھ کر کوئی مجھے اپنا بچہ دینے کے لئے تیار نہ ہوا۔ حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا پھر پھرا کر باب آمنہ رضی اللہ عنہا کے سامنے آ کر کھڑی ہو گئیں۔ حلیمہ تو غریب ہے۔ بچہ یتیم ہے۔ اگر یہ بچہ بھی نہ ملا سہیلیاں طعنہ دیں گی۔ حلیمہ تجھے کیا پتہ اب تجھے کوئی طعنہ نہیں دے گا، قیامت تک لوگ تجھے دعا ہی دیں گے۔ بچے کی یتیمی سن کر دائیاں چھوڑ جاتیں۔

حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا باب آمنہ کے سامنے کھڑی ہیں۔ باب آمنہ کھلا حضرت عبدالمطلب باہر تشریف لائے۔ حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا کو دیکھا،

پوچھا تیرا نام کیا ہے؟ ...... کہا میرا نام حلیمہ ہے۔

کس قبیلہ سے تعلق رکھتی ہو؟ ...... کہا قبیلہ سعد سے

حضرت عبدالمطلب نے کہا کہ تو تو بڑی خوش نصیب ہے کہ حلم بھی تیرے پاس ہے اور سعادت بھی تیرے پاس ہے۔

حلیمہ میرے ساتھ اندر آؤ۔ حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا اندر تشریف لے گئیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھتی ہیں۔

نور کی تصویر ہے

مقدس ادائیں

حسین وجمیل شہزادہ

حسن وجمال کا پیکر

چاند سا چہرہ

سوہنا مکھڑا

حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا حضور ﷺ پر سو جان سے قربان ہوگئیں۔ سادہ سی چار پائی۔ سفید کپڑے میں لپٹے ہوئے۔ حضور ﷺ نے حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا کی طرف ہاتھ پھیلا دیئے۔ حضور ﷺ نے حلیمہ کی طرف ہاتھ پھیلا کر ثابت کر دیا نبی پیدا ہوتے ہی غریب کا ہمدرد ہوتا ہے۔ حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا نے حضور ﷺ کو اٹھا کر سینے سے لگا لیا۔ حلیمہ فرماتی ہیں کہ حضور ﷺ کو لے کر مجھے اتنی خوشی ہوئی۔ اگر پوری دنیا کی دولت مل جاتی تو اتنی خوشی نہ ہوتی۔ جتنی حضور ﷺ کو لے کر ہوئی۔ میں کہتا ہوں غربت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا کے کام آ گئی۔

وہ نبیوں میں رحمت لقب پانے والا
مرادیں غریبوں کی بر لانے والا
غریبوں کا ملجیٰ یتیموں کا ماویٰ
وہ اپنے پرائے کا غم کھانے والا

حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا کی غربت پر بادشاہیاں قربان۔ حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا کے خطبے آج بھی منبروں پر پڑھے جا رہے ہیں۔

حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا نے دائیں طرف سے دودھ پلایا پھر بائیں طرف سے دودھ پلانے کی کوشش کی لیکن بائیں طرف سے حضور ﷺ نے دودھ نہ پیا۔ کیونکہ حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا کا ایک اور بچہ تھا۔ اس کے لئے چھوڑ دیا۔ یہ علم اللہ تعالیٰ نے

آپ ﷺ کو عطا فرمایا تھا۔ آپ ﷺ نے پیدا ہوتے ہی انصاف کے جھنڈے گاڑ دیئے۔

حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کوئی دائی دو دن پہلے اور کوئی تین دن پہلے روانہ ہو چکی تھی۔ ہم حضور ﷺ کو لے کر سب سے آخر میں چلے۔ ہماری سواری

کمزور تھی

دبلی پتلی تھی

فاقوں کی ماری ہوئی تھی

لیکن جب سرکار مدینہ ﷺ کے قدم لگے تو ہماری سواری تازہ دم اور برق رفتار بن گئی۔ بے ادب کہتے ہیں حضور ﷺ ہماری طرح ہیں۔ تم تو اچھی بھلی بس پر بیٹھو تو بس کو بے بس کر دیتے ہو اور مقابلہ اس ذات کا کرتے ہو جس کے قدم سواری کو لگیں تو سواری براق بن جائے۔

اب حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا کی سواری اتنی تیز رفتار ہو گئی کہ ایک ایک قافلے کو چھوڑ کر آگے جا رہی ہے۔ دائیاں کہہ رہی تھیں حلیمہ ٹھہر تو جا، بات تو سن لے۔ حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا کہہ رہی تھیں اس سواری کو روکنا اب میرے بس کی بات نہیں ہے۔ دائیاں پوچھ رہی تھیں یہ سواری وہی ہے یا اور ہے؟ حلیمہ سعدیہ کہہ رہی تھیں سواری تو وہی ہے لیکن اس کا سوار اور ہے۔

نعمتیں بانٹتا جس سمت وہ ذی شان گیا
ساتھ ہی منشئ رحمت کا قلمدان گیا

حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں! میں نے بڑے سفر کیے ہیں لیکن اس سفر میں جتنا مزہ آیا ہے کسی سفر میں نہیں آیا۔ جس پہاڑ کے قریب سے گزرتے تھے

آواز آتی تھی۔

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ

وَعَلٰی اٰلِکَ وَاَصْحَابِکَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہِ

جس درخت کے قریب سے گزرتے تھے۔ صلوٰۃ وسلام کی آواز آتی تھی۔ قافلہ جنگل میں پہنچا تو سامنے سے ایک شیر آ گیا ہم پریشان ہوگئے لیکن میں حیران ہوگئی بجائے حملہ کے اس نے دُم ہلانا شروع کر دی۔ احترام کے ساتھ سواری کے ساتھ چلنا شروع کر دیا۔ حفاظت شروع کر دی۔ جب ہم جنگل سے نکل گئے۔ وہ واپس چلا گیا جو قافلہ پہلے پہنچنے والا تھا۔ پیچھے رہ گیا ہم پہلے پہنچ گئے۔ محلے میں ہر طرف خوشبو پھیل گئی۔ حضور ﷺ کو سادے سے بستر پر گھر میں لٹایا۔ آپ ﷺ کے قدم لگے تو بستر عرش معلّٰی سے بھی افضل ہو گیا۔

قحط سالی ہے

بکریاں دودھ نہیں دیتیں

حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا نے اپنے شوہر حارث سے کہا بکریوں کا دودھ دوھ لو۔ حارث نے کہا دودھ کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا نے کہا تم دودھ دوہو تو سہی مجھے امید ہے اس بچے کی برکت سے اللہ تعالیٰ ہمیں دودھ عطا کر دے گا۔ دودھ دوہنا شروع کیا تو دودھ ختم ہی نہیں ہوتا۔ دودھ کے چشمے جاری ہو گئے۔ حضور ﷺ کے قدم لگے حلیمہ کے گھر پر رحمتوں اور برکتوں کا نزول شروع ہو گیا۔ حلیمہ اور برتن لاؤ حلیمہ کہتی ہیں برتن ختم ہو گئے ہیں۔ حارث نے کہا جاؤ پڑوسیوں کو کہو دودھ لے جائیں۔ حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا ایک ایک سہیلی کے دروازے پر جا کر دستک دیتی ہیں آؤ آ کر دودھ لے جاؤ۔ جہاں پانی نہیں ملتا وہاں دودھ کی نہریں جاری ہیں۔

حضور ﷺ کا فرمان ہے کھانے سے پہلے پڑوسیوں کی بھی خبر لے لیا کرو کہ پڑوسی بھوکا تو نہیں۔ یہاں خود گوشت کھاتے ہیں پڑوسیوں کو ہڈیاں بھی نہیں دکھاتے۔ گھر میں گوشت پکاؤ تو پانی زیادہ ڈال لیا کرو پڑوسی کا برتن آئے تو خالی واپس نہ جائے۔

دائیاں آئیں کہنے لگیں جہاں تیری بکریاں چرتی ہیں وہیں ہماری بکریاں چرتی ہیں۔ ہماری بکریاں دودھ دینے کا نام نہیں لیتیں۔ تیری بکریاں دودھ دینا بند ہی نہیں کرتیں۔ اس کی وجہ کیا ہے؟ حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا نے کہا یہ ساری برکت ہے اس بچے کی۔ حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا خطبے دے رہی ہے۔ دائیاں آرہی ہیں زیارت کررہی ہیں، ایک ہاتھ میں بچہ ہے دوسرے ہاتھ میں برتن ہے۔ دودھ بھی لے رہی ہیں اور حلیمہ سے کہہ رہی تھیں۔

حلیمہ! یہ امیروں کے بچے تو لے لے
رئیسوں کے بچے تو لے لے
سرداروں کے بچے تو لے لے
ایک یتیم بچہ ہمیں دے دے۔

حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا نے کہا یہ سارے بچے اس کے قدموں پر قربان تو کرسکتی ہوں لیکن دے نہیں سکتی۔ حلیمہ فرماتی ہیں! میں لوریاں دیتی دیتی سو جاتی ہوں لیکن حضور ﷺ نہیں سوتے۔ ایک مرتبہ اچانک میری نگاہ آسمان کی طرف اٹھی تو میں حیران رہ گئی۔ آسمان کے ستارے میرے گھر کی طرف جھک رہے ہیں۔ فرماتی ہیں! جب میں نے حضور ﷺ کی طرف دیکھا تو آپ جھولے میں مسکرا رہے ہیں اور ستاروں سے کھیل رہے ہیں۔

جب انگلی اوپر اٹھتی ہے ...... ستارے اوپر چلے جاتے ہیں

جب انگلی جھکتی ہے ...... ستارے واپس آجاتے ہیں

حضور ﷺ نور ہیں ...... کھلونا بھی نور کا تھا۔

چاند جھک جاتا جدھر انگلی اٹھاتے مہد میں

کیا ہی اشاروں پر چلتا تھا کھلونا نور کا

(رسالہ میلاد النبی علامہ ابن جوزی)

حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب تک حضور اکرم ﷺ میرے گھر میں رہے مجھے گھر میں چراغ جلانے کی ضرورت پیش نہیں آئی۔ میرا گھر بقعۂ نور بنا رہا۔

حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا خوشحال ہو گئیں:

حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا کا گھر تو خوشبوں کا گہوارہ بن گیا۔ حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب کسی کو کوئی تکلیف ہوتی وہ آتا حضور ﷺ کی بابرکت ہتھیلی کو پکڑ کر تکلیف والی جگہ پر رکھتا تو اللہ تعالیٰ کے حکم سے فوراً شفایاب ہو جاتا۔ اگر ان کا کوئی اونٹ یا بکری بیمار ہو جاتی تو اس پر حضور ﷺ کا ہاتھ مبارک پھیرتے وہ تندرست ہو جاتی۔

حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ راحت و خوشحالی کے یہ دو سال گویا کہ پل بھر میں بیت گئے۔ حضور ﷺ کے زیر سایہ جو ہم مزے لوٹ رہے تھے اس کے باعث خواہش یہ تھی کہ حضور ﷺ کچھ عرصہ ہمارے پاس اور رہیں۔ جب مدت رضاعت پوری ہو گئی ہم حضور ﷺ کو مکہ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کے پاس لے آئے۔ ان کے سپرد کر دیا۔

حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں لیکن ہمارا دل حضور ﷺ کی جدائی برداشت کرنے کے لئے تیار نہ تھا۔ میں نے حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا سے عرض کی کہ بہتر یہ ہے آپ اپنے فرزند کو مزید کچھ عرصہ کے لئے ہمارے پاس رہنے دیں وہاں کی آب و ہوا بہت اچھی ہے۔

حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے اتنا اصرار کیا کہ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا نے ہاں کردی میں حضور ﷺ کو لے کر پھر اپنے گھر آ گئی۔

حضور ﷺ کی واپسی سے گھر گھر خوشی کے چراغ روشن ہو گئے۔ بہن شیما کی خوشی کی کوئی حد نہ رہی۔

کبھی کھلاتی
کبھی پلاتی
کبھی گیت گا کر دل بہلاتی
کبھی محبت بھری لوریاں دیتی

شقِ صدر:

حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور ﷺ کی واپسی کے دو تین ماہ بعد ایک روز حضور اکرم ﷺ ہمارے مکان کے پچھلی طرف اپنے رضاعی بھائی کے ساتھ بکریاں چرا رہے تھے کہ دوپہر کے وقت اچانک آپ کا بھائی دوڑتا ہوا آیا۔ وہ بہت گھبرایا ہوا تھا۔ اس نے بتایا کہ دو مرد جنہوں نے سفید لباس پہنا ہوا تھا میرے قرشی بھائی کے پاس آئے پکڑ کر اسے زمین پر لٹا دیا۔ اس کے پیٹ کو چاک کر دیا۔

حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں اور میرا شوہر دوڑتے ہوئے آپ کی طرف گئے ہم نے دیکھا کہ آپ کھڑے ہیں اور چہرہ مبارک کی رنگت زردی مائل

ہے۔ہم نے آپ کو گلے لگالیا۔ہم نے پوچھا کیا ہوا۔حضور ﷺ نے بتایا میرے قریب دو آدمی آئے سفید کپڑے پہنے ہوئے تھے۔مجھے زمین پر لٹا کر پیٹ کو چیر دیا اس میں سے کوئی چیز نکالی اور باہر پھینک دی پھر میرے پیٹ کو سی کر پہلے کی طرح کر دیا۔ہم دونوں آپ ﷺ کو واپس گھر لے آئے۔ہم نے آپس میں مشورہ کیا کہ اس سے پہلے کہ آسیب کا اثر ظاہر ہو،ہم اسے حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کے پاس فوراً پہنچا آئیں۔

چنانچہ ہم حضور ﷺ کو لے کر مکہ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کے پاس پہنچ گئے۔ہمیں دیکھ کر آمنہ گھبرا گئیں۔پوچھا خیر تو ہے کل تو مجبور کر کے لے گئی تھی اور آج واپس لے کر آ گئی ہو۔ہم نے کہا کوئی بات نہیں۔حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا نے کہا سچ بتاؤ کیا بات ہے؟ حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا نے شق صدر کا واقعہ سنایا۔حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا:حلیمہ کیا تمہیں خوف ہے میرے لخت جگر کو شیطان کوئی تکلیف پہنچائے گا۔حلیمہ شیطان اس کے قریب بھی نہیں آسکتا۔پھر حمل کے دوران جو واقعات پیش آئے تھے وہ سنائے حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا اب اسے میرے پاس رہنے دو میں خود اس کی پرورش کروں گی۔

حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا مسلمان ہوگئی:

حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا کو اور ان کے خاندان کو حضور ﷺ کی خدمت کی وجہ سے جو سعادتیں ملی ان کا احاطہ ممکن نہیں ہے۔تنگ دستی خوشحالی میں بدل گئی۔خدمت کے عوض جو شہرت ملی وہ کسی بادشاہ کو بھی نہ ملی۔جو بڑی نعمت ملی وہ ایمان کی نعمت ملی جس نے دونوں جہان سنوار دیئے۔حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا کا سارا خاندان مشرف بہ اسلام ہوگیا۔

حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا ایک مرتبہ سرکار مدینہ ﷺ کی خدمت اقدس میں

حاضر ہوئیں۔ حضور ﷺ نے حلیمہ کے لئے اپنی چادر مبارک بچھائی۔ حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا نے قحط سالی کی شکایت کی۔ حضور ﷺ نے حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا کو چالیس بکریاں دیں اور ایک اونٹ سامان کا بھر کر عطا کیا۔ پھر بعثت کے بعد حاضر ہوئیں۔ ایمان لے آئیں۔ خاوند حارث بھی ایمان لے آیا۔ دونوں نے حضور ﷺ کی بیعت کی اور ایمان کی دولت سے مالا مال ہوگئے۔ (ضیاء النبی ج ۲ ص ۴۵)

حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کا سفر مدینہ:

حضور ﷺ کے والد ماجد حضرت عبداللہ شادی کے بعد کچھ عرصہ مکہ میں رہے پھر تجارت کے سلسلہ میں ملک شام گئے۔ جب واپس لوٹے تو مدینہ میں آ کر اپنے والد عبدالمطلب کے ننھال میں ٹھہرے اور وہاں پر بیمار ہو گئے۔ آپ کے ساتھیوں نے کچھ روز انتظار کیا، لیکن جب حضرت عبداللہ کی طبیعت بگڑتی چلی گئی اور بیماری میں اضافہ ہوتا چلا گیا تو وہ لوگ مکہ روانہ ہو گئے۔ لیکن آپ رکے رہے طبیعت ٹھیک ہو تو سفر اختیار کریں۔ لیکن اللہ تعالیٰ کو کچھ اور ہی منظور تھا۔ آپ کی طبیعت بگڑتی چلی گئی یہاں تک کہ مدینہ میں ہی انتقال ہو گیا۔ جب یہ خبر مکہ پہنچی تو آپ کے خاندان کو بہت دکھ ہوا لیکن سب سے زیادہ دکھ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کو ہوا۔ آپ کے ہاتھوں کی تو ابھی مہندی بھی نہ اتری تھی۔

کتنی آرزوئیں زندہ درگور ہو گئی
کتنی امنگیں ادھوری رہ گئیں ہوں گی
کتنے حسین خواب چکنا چور ہو گئے ہوں گے
دل چاہتا ہو گا کہ اُڑ کر مدینہ چلی جاؤں
شوہر کی قبر کی زیارت کروں

لیکن وہ امانت جس کا آپ کو امین بنایا گیا تھا، اس کی حفاظت نے قبر کی زیارت سے روکے رکھا۔ جب حضور ﷺ کی عمر چھ سال ہوگئی۔ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کو یقین ہوگیا کہ نورِ نظر لختِ جگر سفر کی تکلیفیں برداشت کرلیں گے تو حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا نے اپنے سسر حضرت عبدالمطلب سے مدینہ جانے کی اجازت طلب کی۔ آپ نے اجازت دے دی۔ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا اپنے پیارے بیٹے کو لے کر روانہ ہوگئیں۔ ان کے ساتھ حضرت امّ ایمن رضی اللہ عنہا بھی تھیں۔ یہ مختصر قافلہ مدینہ میں عبدالمطلب کے ننھال میں جا کر ٹھہرا۔ ایک ماہ یہاں پر قیام کیا۔

ایک ماہ قیام کے دوران جو واقعات پیش آئے حضور ﷺ ہجرت کے بعد جب مدینہ تشریف لائے تو حضور ﷺ ان یادوں کو تازہ فرمایا کرتے تھے۔ آپ جب اس مکان کو دیکھتے جہاں اپنی والدہ کے ساتھ رہتے تھے تو فرماتے اس مکان میں میں اپنی والدہ کے ساتھ اترا تھا اور میں نے بنی عدی بن نجار کے تالاب میں تیرنے میں مہارت حاصل کی تھی۔

اس مختصر قیام کے دوران ایک یہودی نے حضور ﷺ کو دیکھا تو پوچھا تمہارا نام کیا ہے؟ میں نے کہا میرا نام احمد ہے۔ پھر اس نے میری پیٹھ کی طرف دیکھا پھر میں نے اسے یہ کہتے سنا یہ اس امت کا نبی ہے۔ پھر وہ اپنے یہودی علماء کے پاس گیا۔ انہیں جا کر بتایا میری والدہ ماجدہ کو بھی پتہ چل گیا ان کے دل میں یہود کی طرف سے طرح طرح کے اندیشے پیدا ہونے لگے۔

امّ ایمن رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے ان یہودیوں کو جو حضور ﷺ کو دیکھنے کے لئے یکے بعد دیگرے آئے تھے، سنا کہ اس امت کے یہ نبی ہیں اور یہ جگہ ان کی دارالہجرت ہے۔ ان اندیشوں کی وجہ سے حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا نے یہاں زیادہ دیر ٹھہرنا

مناسب نہ سمجھا اور واپس مکہ جانے کی تیاری شروع کر دی۔

حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کا یہ مختصر سا قافلہ جب ابواء کے مقام پر پہنچا تو حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا بیمار ہو گئیں اور ان کا انتقال ہو گیا اور وہیں پر آپ کو دفن کر دیا گیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خود اپنے چھوٹے چھوٹے ہاتھوں سے ماں کی قبر پر مٹی ڈالی۔ واہ قدرت کی بے نیازی، والد ماجد حضرت عبداللہ کا سایہ پہلے ہی اٹھ چکا تھا۔ ماں آمنہ کی آغوش محبت اب چھوٹ رہی ہے۔ یہ دردناک سانحہ دوران سفر پیش آ گیا۔ پاس نہ شفیق دادا ہے اور نہ چچا ہے۔ ابھی مکہ تقریباً دو سو میل دور ہے۔ بے بسی اور بے کسی کی حالت ہے۔ قدرت کے فیصلے بھی عجیب ہوتے ہیں۔

ساری زندگی مشکلات سے بھری پڑی ہے۔ امتحانات سے بھری پڑی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صابر اور شاکر بن کر تمام تکلیفوں کو برداشت کیا۔ حضرت امّ ایمن رضی اللہ عنہا جو شفیق خادمہ تھیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے ساتھ اونٹ پر سوار کیا یہ مختصر سا قافلہ مکہ کی طرف روانہ ہوا۔ جب امّ ایمن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو لے کر مکہ پہنچی اور گھر والوں نے حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کو نہ پایا تو انتہائی دکھ ہوا۔ دادا جان حضرت عبدالمطلب نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو سینے سے لگایا اور سو جان سے قربان ہو رہے ہیں۔ حضرت عبدالمطلب جب حرم شریف میں حاضری کے لئے جاتے تو کعبہ کے سائے میں ان کے لئے ایک خاص بیٹھنے کے لئے جگہ بنائی جاتی۔ کسی بڑے سے بڑے آدمی کی بھی مجال نہ تھی کہ اس پر قدم رکھے۔ حتیٰ کہ آپ کے بیٹے بھی ادب کے طور پر دور ہٹ کر بیٹھتے تھے لیکن جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لاتے تو بغیر جھجک کے حضرت عبدالمطلب کے پاس جا کر بیٹھ جاتے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا روکتے تو عبدالمطلب اپنے بیٹوں کو فرماتے میرے بیٹے کو مت روکو آگے آنے دو۔ بخدا اس کی بڑی شان ہونے والی ہے۔ ہمیشہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو

اپنے ساتھ بٹھاتے۔ آپ ﷺ کی پشت پر پیار سے ہاتھ پھیرتے۔ حضور ﷺ کو دیکھتے تو خوشی سے پھولے نہ سماتے۔

اہل قیافہ قدم شناس نے عبدالمطلب کو کہا کہ اس فرزند کو حفاظت سے رکھنا کیونکہ آپ کا قدم ایسا ہے جیسا مقام ابراہیم علیہ السلام میں نشان ہے یعنی آپ کا قدم حضرت ابراہیم علیہ السلام کے مشابہ ہے۔ (مدارج دوم)

حضرت عبدالمطلب کا انتقال ہوگیا:

جب حضور ﷺ کی عمر آٹھ سال ہوئی تو حضرت عبدالمطلب کا بھی انتقال ہوگیا۔ وفات سے پہلے اپنے بیٹے ابوطالب کو بلایا اور حضور ﷺ کی خدمت ان کے سپرد کی کیونکہ آپ حضرت عبداللہ کے سگے بھائی تھے۔

حضرت عبدالمطلب کی وصیت کے مطابق حضور ﷺ کی خدمت ابوطالب کے حصہ میں آئی۔ آپ کی مالی حالت بہتر نہ تھی، لیکن اس کے باوجود آپ نے خدمت کا حق ادا کر دیا۔ اپنے بچوں سے بھی زیادہ حضور ﷺ سے پیار فرماتے تھے۔ ایک لمحہ کے لئے بھی اپنی آنکھوں سے اوجھل نہ ہونے دیتے تھے۔ رات کو سوتے تو حضور ﷺ کو اپنے پاس لٹاتے۔

کھانے کا وقت ہوتا تو اس وقت تک بچوں کو کھانا نہ کھانے دیتے جب تک حضور ﷺ تشریف نہ لے آتے۔

ابوطالب کے گھر رحمتیں:

ابوطالب فرماتے ہیں کہ جب حضور ﷺ میرے گھر آ گئے تو میرے گھر میں رحمتیں اور برکتیں آ گئیں۔ ابوطالب فرماتے ہیں کہ جب میرے بچے کھانا کھانے کے لئے بیٹھتے۔ کھانا ختم ہو جاتا، بچے بھوکے رہ جاتے، جب سے میرے گھر میں

حضور ﷺ جلوہ افروز ہوئے ہیں۔ اب میرے بچے کھانے کے لئے بیٹھتے ہیں، سرکار بھی جلوہ افروز ہوتے ہیں۔ حضور ﷺ بسم اللہ پڑھ کر کھانا تناول فرماتے میرے بچوں کا پیٹ بھر جاتا اور کھانا ختم نہیں ہوتا تھا۔ ابو طالب کے بچے کھانے کے وقت دستر خوان پر بیٹھتے۔ اگر حضور ﷺ موجود نہ ہوتے تو ابو طالب کی بیوی کہتی محمد ابن عبداللہ کو تلاش کر کے لاؤ۔ جب تک آپ نہیں ہوں گے کھانا شروع نہیں ہوگا۔

سرکار مدینہ ﷺ کے ہاتھ لگ جاتے کھانے میں برکت آجاتی، اضافہ ہو جاتا۔ ابو طالب فرماتے ہیں کہ میرے بچے بھی رات کو سوتے ہیں در یتیم بھی رات کو سوتا ہے۔ جب صبح کا وقت ہوتا ہے میرے بچے بھی اٹھتے ہیں، آمنہ کا لال بھی اٹھتا ہے۔ جب میرے بچے اٹھتے ہیں......

چہروں پر میل کچیل ہوتی ہے
بال بکھرے ہوئے ہوتے ہیں
کپڑے میلے کچیلے ہوتے ہیں
حالات پریشان کن ہوتے ہیں
لیکن محبوب خدا جب بیدار ہوتے ہیں تو ایسے معلوم ہوتا ہے کہ
حوض کوثر سے غسل کر کے آئے ہیں
آنکھوں میں سرمہ لگا ہوا ہے
بالوں میں کنگھی کی ہوئی ہے

جب حضور ﷺ بیدار ہوتے ہیں، آپ ﷺ کا چہرہ دیکھنے والا بھی خوشحال ہو جاتا ہے۔

قحط اور رحمت کی بارش:

ایک مرتبہ مکہ مکرمہ میں قحط پڑ گیا۔ عرصہ دراز سے بارش نہ ہوئی۔ سب لوگ جمع ہو کر ابو طالب کے پاس گئے اور کہا کہ قحط نے برا حال کر دیا ہے بال بچے بھوک سے پریشان ہیں۔ آپ آئیں اور بارش کے لئے دعا مانگیں ابو طالب سب کے ہمراہ روانہ ہوئے حضور ﷺ آپ کے ساتھ تھے۔ ابو طالب نے حضور ﷺ کو پکڑا اور آپ کی پشت کعبہ شریف کے ساتھ لگا دی۔ حضور ﷺ نے سراپا عجز و نیاز بن کر دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا کی۔ اس وقت آسمان پر بادل کا نام و نشان تک نہ تھا۔ آپ ﷺ کے مبارک ہاتھ اٹھتے ہی ہر طرف آسمان پر بادل چھا گئے اور رحمت کی بارش برسنے لگی۔ ایسی موسلا دھار بارش برسی کہ

ساری وادیاں بھر گئیں

سارے میدان لبالب بھر گئے

کچھ عرصہ بعد ہر طرف سبز گھاس لہلہانے لگی

سوکھے درخت سرسبز و شاداب ہو گئے

اعلانِ نبوت کے بعد جب کفار مکہ نے حضور ﷺ کو طرح طرح کی تکلیفیں پہنچانی شروع کیں تو ابو طالب نے کفار مکہ کو حضور ﷺ کا وہ احسان یاد دلایا اور اس عظیم برکت کا ذکر کر کے انہیں تکلیفیں دینے سے باز رہنے کی تلقین کی۔

ملک شام کا سفر اور بحیرا راہب:

سرکار مدینہ ﷺ کے چچا جان ابو طالب نے تجارتی مقاصد کے لئے شام کے سفر کی تیاری شروع کی۔ جب ابو طالب روانہ ہونے لگے تو حضور اکرم ﷺ سامنے آ گئے اور اونٹ کی نکیل پکڑ کر کہا میں بھی آپ کے ساتھ جاؤں گا۔ ابو طالب نے سمجھایا کہ

سفر میں وقت پر کھانا نہیں ملتا

آرام کا موقع نہیں ملتا

پانی نہیں ملتا

تکلیفیں اٹھانی پڑتی ہیں

رہنے دو پھر کبھی چلے جانا

لیکن حضور ﷺ نے اصرار کیا لیکن یہ اصرار بچپنے کی وجہ سے نہ تھا بلکہ تورات اور انجیل میں لکھا ہوا تھا کہ آخرالزماں پیغمبر کی عمر جب دس سال ہوگی وہ بصرہ آئیں گے۔ یہ اس لئے اصرار تھا حضور ﷺ اصرار کریں اور ابوطالب نہ مانیں یہ کیسے ہوسکتا ہے؟ ابوطالب مان گئے اور ساتھ لے جانے پر تیار ہو گئے۔

آپ کو اپنے ساتھ سوار کر لیا۔ کئی دنوں کی مسافت کے بعد جب یہ قافلہ بصرہ پہنچا وہاں پر ایک عیسائی راہب عرصہ دراز سے ایک گرجے میں رہتا تھا۔ اس کا نام جرجیس تھا لیکن بحیرا کے نام سے مشہور تھا۔ بحیرا کا معنی دانشمند ہے۔ اس زمانے میں اس کی بہت شہرت تھی جیسے

حضرت داتا علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ کی شہرت ہے

بابا فرید گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کی شہرت ہے

حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی شہرت ہے

بہت مشہور آدمی تھا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حواریوں کو جو خصوصی علوم عطا کئے گئے تھے وہ نسل در نسل چلے آرہے تھے۔ اس زمانے میں ان علوم کا امین یہی بحیرا راہب تھا۔ قریش مکہ کے تجارتی قافلے اس راستے سے گزرتے تھے لیکن بحیرا راہب نے کبھی ان کی پروا نہیں کی تھی لیکن اس دفعہ یہ قافلہ جب بصرہ میں داخل ہوا تو بحیرا نے دیکھا کہ حضور ﷺ پر بادل کے ٹکڑے نے سایہ کیا ہوا ہے۔ حضور ﷺ جدھر جاتے

ہیں بادل کا ٹکڑا اسی طرف چلا جاتا ہے۔ بحیرا نے دیکھا جب یہ تجارتی قافلہ ایک درخت کے سائے میں اترا۔ حضور ﷺ جب پہنچے درخت کے سائے میں کوئی جگہ نہ رہی تھی، اس لئے حضور باہر ہی بیٹھ گئے، درخت نے جھک کر فوراً اپنا سایہ حضور ﷺ پر ڈال دیا۔ حضور ﷺ سائے میں آ گئے۔ بحیرا سارا منظر ایک دریچے سے دیکھ رہا تھا، اب بحیرا قریب سے دیکھنا چاہتا تھا۔

اور تمام علامات جو تورات اور انجیل میں لکھی ہوئی تھیں ان کا مشاہدہ کرنا چاہتا تھا، اس نے تجویز مناسب سمجھی کہ سارے قافلے کی دعوت کی جائے بحیرا قافلہ والوں کے پاس خود آیا اور کہا کہ آج تمام قافلہ والوں کی دعوت ہے اور آج کھانا میرے ہاں تناول کرنا ہے۔ قافلے والے حیران ہو گئے۔

آخر ایک شخص نے پوچھ ہی لیا بحیرا اس کی کیا وجہ ہے پہلے ہم یہاں سے کئی مرتبہ گزرے ہیں، آپ نے ہماری طرف دیکھا تک نہیں۔ اس دفعہ آپ خود ہمارے پاس تشریف لائے ہیں اور ہماری مہمان نوازی فرما کر ہماری عزت افزائی فرما رہے ہیں۔ اس کی وجہ کیا ہے؟ بحیرا نے کہا بات ٹھیک ہے لیکن آپ چونکہ دور دراز سے سفر کر کے ہمارے شہر میں آئے ہیں،

آپ کی دعوت یہ ہمارا فرض ہے

مہمان نوازی ہمارا فرض ہے اور حق ہے

کھانا تیار ہو گیا تو قافلہ والے بحیرا کے پاس پہنچے تو اس نے والہانہ استقبال کیا۔ قافلے کے ایک ایک فرد کو ٹک ٹکی باندھ کر دیکھ رہا تھا۔ جس ہستی کے لئے وہ یہ سب کچھ کر رہا تھا جب وہ ہستی نظر نہ آئی تو اس نے پوچھا کوئی پیچھے تو نہیں رہ گیا۔ قافلہ کے سردار ابو طالب نے کہا سب آ گئے ہیں۔ صرف ایک بچہ ہے جو سامان کی حفاظت

کے لئے پیچھے رہ گیا ہے۔ اسے ہم اپنے خیموں اور اونٹوں اور سامان تجارت کی حفاظت کے لئے وہیں بٹھا آئے ہیں۔

بحیرا نے کہا اسے بھی لے کر آئیں قافلہ کا کوئی فرد چھوٹا ہو یا بڑا غلام ہو یا آزاد پیچھے نہ رہ جائے۔ حضور ﷺ کے چچا حارث بن عبدالمطلب گئے اور سرکار مدینہ ﷺ کو بلا کر لے آئے۔ جب بحیرا نے حضور ﷺ کے من موہنے مکھڑے کو دیکھا تو

دل بے قرار کو ...... قرار آ گیا
دل بے چین کو ...... چین آ گیا
دل بے سکون کو ...... سکون آ گیا

جب قافلے والے کھانے سے فارغ ہوئے تو اس نے سب کو کہا جاؤ اور حضور ﷺ سے آزمانے کے لئے گفتگو کا سلسلہ شروع کیا۔ بحیرا کہنے لگا!

اَسْئَلُكَ بِحَقِّ اللَّاتِ وَالْعُزّٰی اِلَّا مَا اَخْبَرْتَنِیْ عَمَّا اَسْئَلُكَ عَنْهُ ۔

میں لات اور عزیٰ کے واسطے سے تم سے سوال کرتا ہوں جو میں پوچھوں آپ اس کا جواب دیں۔"

حضور ﷺ نے کہا!

"مجھ سے لات وعزیٰ کے واسطہ سے کوئی بات مت پوچھو بخدا جتنی مجھے ان سے نفرت ہے اتنی اور کسی چیز سے نہیں۔"

بحیرا راہب نے کہا:

فَبِاللّٰهِ اِلَّا مَا اَخْبَرْتَنِیْ عَمَّا اَسْئَلُكَ عَنْهُ ۔

''تو میں اللہ تعالیٰ کے واسطے سے عرض کرتا ہوں کہ جو میں آپ
سے پوچھوں اس کا جواب آپ مجھے دیں۔''

فَقَالَ لَهٗ سَلْنِی مَا بَدَا لَكَ ۔

سرکار مدینہ ﷺ نے فرمایا! ''اب تمہارا جو جی چاہے پوچھو میں
اس کا صحیح صحیح جواب دوں گا۔''

بحیرا راہب نے آپ سے نیند کی کیفیت کے بارے میں پوچھا۔ حضور ﷺ نے جواب دے دیا۔ حضور ﷺ جو باتیں اسے بتاتے اس سے ان صفات کی تصدیق ہوتی جاتی تھی جو آخرالزماں پیغمبر کے بارے میں اس کے پاس تھیں۔

آخر میں بحیرا راہب نے حضور ﷺ کی پشت مبارک سے کپڑا اٹھایا اور مہر نبوۃ کو دیکھا جھک کر ادب و احترام کے ساتھ چوم لیا۔ یہ سارا منظر قافلہ والوں نے دیکھا کہنے لگے! بحیرا راہب کے دل میں محمد کی بڑی عزت ہے۔ بحیرا نے آپ ﷺ کی تصدیق کی اور ایمان لے آیا۔

جب بحیرا راہب فارغ ہوا تو ابوطالب سے پوچھنے لگا۔ اس بچے کے ساتھ آپ کا کیا رشتہ ہے۔ ابوطالب نے کہا کہ میرا بیٹا ہے۔

بحیرا نے کہا یہ آپ کا بیٹا نہیں ہے اور نہ ہی اس کا باپ زندہ موجود ہو سکتا ہے۔

ابوطالب نے کہا یہ میرا بھتیجا ہے۔

بحیرا نے پوچھا ان کا والد کہاں ہے؟

ابوطالب نے بتایا کہ والد کا انتقال ہو گیا۔ جب کہ یہ ابھی والدہ کے پیٹ میں تھے۔ بحیرا راہب نے کہا! اب آپ نے سچی بات کہی ہے۔ بحیرا نے پوچھا! ان کی

والدہ کہاں ہے؟ ابوطالب نے کہا وہ بھی انتقال کر گئی ہیں۔

بحیرا راہب نے ابوطالب کو کہا کہ آپ اپنے بھتیجے کو لے کر واپس مکہ چلے جائیں اور یہودیوں سے ہوشیار رہیں۔ اگر یہودیوں نے دیکھ لیا اور ان کو حالات کا علم ہو گیا جن کا مجھے علم ہوا ہے تو وہ انہیں نقصان پہنچائیں گے۔ آپ کے بھتیجے کی بڑی شان ہو گی۔ یہ بات تورات اور انجیل میں موجود ہے، ہمیں اپنے بڑوں سے یہی پتہ چلا ہے۔ میں نے حقیقت حال سے آپ کو خبردار کر دیا ہے۔

بحیرا راہب نے بتایا کہ ابوطالب!

یہ سارے جہانوں کے سردار ہیں

یہ رب العالمین کے رسول ہیں

انہیں اللہ کریم رحمۃ العالمین بنا کر مبعوث فرمائے گا

ابوطالب اپنے کام سے فارغ ہو کر جلدی جلدی سرکار مدینہ ﷺ کو واپس مکہ لے گئے۔

اس قسم کے کئی واقعات ہیں جو آپ ﷺ کی عظمت اور شان کو صراحۃً بیان کرتے ہیں۔ (مدارج النبوت ج ۲)

فرش والے تیری شوکت کا علو کیا جانیں
خسروا عرش پہ اڑتا ہے پھریرا تیرا

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

حدیث شریف

وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اُعْطِیْتُ خَمْسًا لَمْ یُعْطَھُنَّ اَحَدٌ قَبْلِیْ نُصِرْتُ بِالرُّعْبِ مَسِیْرَۃَ شَھْرٍ وَّجُعِلَتْ لِیَ الْاَرْضُ مَسْجِدًا وَّطَھُوْرًا فَاَیُّمَا رَجُلٍ مِّنْ اُمَّتِیْ اَدْرَکَتْہُ الصَّلٰوۃُ فَلْیُصَلِّ وَاُحِلَّتْ لِیَ الْمَغَانِمُ وَلَمْ تَحِلَّ لِاَحَدٍ قَبْلِیْ وَاُعْطِیْتُ الشَّفَاعَۃَ وَکَانَ النَّبِیُّ یُبْعَثُ اِلٰی قَوْمِہٖ خَاصَّۃً وَّبُعِثْتُ اِلَی النَّاسِ عَامَّۃً (متفق علیہ) (مشکوۃ باب فضائل سید المرسلین)

روایت ہے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ مجھے پانچ نعمتیں وہ دی گئی ہیں جو مجھ سے پہلے کسی کو نہ دی گئیں۔ میں ایک ماہ کے راستہ سے رعب کے ذریعہ مدد کیا گیا۔ اور میرے لئے ساری زمین مسجد اور ذریعہ طہارت بنا دی گئی کہ میری امت کے آدمی کو جس جگہ نماز آجائے وہ وہاں ہی پڑھ لے اور میرے لئے غنیمتیں حلال کر دی گئیں مجھ سے پہلے کسی کے لئے حلال نہیں کی گئیں اور مجھے بڑی شفاعت دی گئی اور نبی خاص اپنی قوم کی طرف بھیجے جاتے تھے میں سارے انسانوں کی طرف بھیجا گیا ہوں۔

چوتھا خطبہ

شانِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِیْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِهٖ مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِیْنَ ط اَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ...... بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ...... یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ قَدْجَآءَ كُمْ بُرْهَانٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَاَنْزَلْنَاۤ اِلَیْكُمْ نُوْرًا مُّبِیْنًا ۝ (پارہ ۶ سورۃ النساء آیت ۱۷۴ ع ۴)

اٰمَنْتُ بِاللّٰهِ صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِیْمُ وَ بَلَّغَنَا رَسُوْلُهُ النَّبِیُّ الْكَرِیْمُ الْاَمِیْنُ وَ نَحْنُ عَلٰی ذٰلِكَ مِنَ الشَّاهِدِیْنَ وَ الشّٰكِرِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ......

اِنَّ اللّٰهَ وَ مَلٰٓئِكَتَهٗ یُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِیِّ ...... یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْهِ وَ سَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا......

تمام حضرات محبت ذوق اور شوق کے ساتھ درود پاک پڑھیں۔

اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ

وَعَلٰی اٰلِكَ وَاَصْحَابِكَ یَا حَبِیْبَ اللّٰهِ

میرے محترم بزرگو اور معزز دوستو! قرآن حکیم کی جو آیت کریمہ تلاوت کی

ہے اس کا ترجمہ یہ ہے:

یٰٓاَیُّھَا النَّاسُ قَدْ جَآءَ کُمْ بُرْھَانٌ مِّنْ رَّبِّکُمْ وَاَنْزَلْنَآ اِلَیْکُمْ نُوْرًا مُّبِیْنًا ۝

”اے لوگو! بیشک تمہارے پاس اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک واضح دلیل آئی اور ہم نے تمہاری طرف ایک روشن نور اتارا۔“

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے دو چیزوں کا ذکر کیا ہے۔ برہان اور نور مبین۔ مفسرین کرام فرماتے ہیں اس آیت میں برہان سے مراد حضور پر نور ﷺ ہیں اور نور مبین سے مراد قرآن کریم ہے۔ حضور ﷺ کی ذات کو برہان کہا گیا ہے۔ برہان کا معنی دلیل ہے۔ دلیل دعوے کی ہوتی ہے۔ سرکار مدینہ ﷺ نے دنیا میں آ کر دعویٰ کیا کہ

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ ۔

”محمد اللہ کے رسول ہیں۔“

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا!

قَدْ جَآءَ کُمْ بُرْھَانٌ مِّنْ رَّبِّکُمْ ۔

”اے لوگو! میرے محبوب نے جو دعویٰ کیا ہے کہ وہ اللہ کے رسول ہیں۔“

اس دعویٰ کی دلیل خود ان کی ذات ہے۔ وہ خدا کی طرف سے دلیل بن کر تشریف لائے ہیں۔ یعنی اگر تم محمد رسول اللہ ﷺ کے دعویٰ پر دلیل مانگتے ہو تو محمد رسول اللہ ﷺ کی ذات اقدس کو دیکھ لو۔ آفتاب آمد دلیل آفتاب۔ سورج کی دلیل خود سورج کا وجود ہے۔ اسی طرح محمد رسول اللہ ﷺ کی دلیل خود محمد رسول اللہ ﷺ کی

ذات بے وجود ہے۔ سرکار مدینہ ﷺ کی رسالت کو ثابت کرنے کے لئے کسی دلیل کی ضرورت نہیں۔ آپ کی ذات ہی آپ کی رسالت و نبوت کی سب سے بڑی دلیل ہے۔ سب سے عظیم اور اعلیٰ دلیل ہے۔

سورج کو دیکھنے والا اقرار کرنے پر مجبور ہے کہ سورج موجود ہے۔ اسی طرح عقل سلیم والا ایک مرتبہ حضور پرنور کو دیکھ لے گا تو دل و دماغ میں آفتاب سے بڑھ کر یہ بات واضح ہو جائے گی کہ سرکار مدینہ سرور قلب وسینہ اللہ تعالیٰ کے

سچے رسول ہیں

سچے نبی ہیں

سچے محبوب ہیں

برہان کے معنی دلیل ہے، معجزہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کو سراپا دلیل بنا کر بھیجا۔ سراپا معجزہ بنا کر بھیجا۔ حضور ﷺ سے پہلے جتنے انبیاء کرام علیہم السلام آئے وہ معجزے لے کر آئے۔ حضور ﷺ معجزہ بن کر آئے۔ حضور ﷺ سراپا معجزہ ہیں۔

حضور ﷺ کی پیدائش	....	معجزہ ہے
حضور ﷺ کا بچپن	....	معجزہ ہے
حضور ﷺ کی جوانی	....	معجزہ ہے
حضور ﷺ کا بڑھاپا	....	معجزہ ہے
حضور ﷺ کی صورت	....	معجزہ ہے
حضور ﷺ کی سیرت	....	معجزہ ہے
حضور ﷺ کا چلنا	....	معجزہ ہے
حضور ﷺ کا دیکھنا	....	معجزہ ہے
حضور ﷺ کا بیٹھنا	....	معجزہ ہے

حضور ﷺ کا کھانا ...... معجزہ ہے

حضور ﷺ کا پینا ...... معجزہ

حضور ﷺ سراپا معجزہ بن کر آئے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کو دلیل بنا کر بھیجا ہے اور معجزہ بنا کر بھیجا ہے۔

حضور ﷺ کی ذات عیب سے پاک:

بعض لوگ حضور ﷺ کی ذاتِ اقدس میں عیب تلاش کرتے ہیں۔ نقص تلاش کرتے ہیں۔ وہ حضور ﷺ کے دشمن نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے دشمن ہیں۔ ہمیں کہتے ہیں کہ بے عیب تو اللہ تعالیٰ کی ذات ہے تم نے حضور ﷺ کو بھی بے عیب کہنا شروع کر دیا ہے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ بھی ...... بے عیب ہیں

محمد مصطفیٰ ﷺ بھی ...... بے عیب ہیں

لیکن فرق یہ ہے کہ

وہ خدا ہونے میں ...... بے عیب ہے

حضور ﷺ مصطفیٰ ہونے میں ...... بے عیب ہیں

اُس بے عیب نے اپنے حبیب کو بے عیب پیدا کیا۔ اللہ تعالیٰ بنانے میں بے عیب اور مصطفیٰ بننے میں بے عیب۔ یہ عقیدہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا ہے۔

حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ حضور پرنور ﷺ کی بارگاہ میں عرض کرتے ہیں:

خُلِقتَ مُبَرَّأً مِنْ کُلِّ عَیبٍ

”یارسول اللہ ﷺ! اللہ تعالیٰ نے آپ کو ہر عیب سے پاک پیدا

کیا ہے۔"

صحابی اگر غلط بات کہتے تو حضور ﷺ ٹوک دیتے۔ ٹوکا نہیں، خاموشی اختیار فرمائی۔ واقعی حضور ﷺ بے عیب ہیں۔ جس سے محبت ہوتی ہے اس میں عیب نظر نہیں آتا۔

محبت ایک صداقت ہے

محبت ایک حقیقت ہے

محبت ایک رفعت ہے

محبت ایک کامیابی ہے

محبت ایک ہدایت کا نام ہے

محبت میں بناوٹ نہیں ہے

محبت میں ملاوٹ نہیں ہے

تم اس ذات میں عیب تلاش کرتے ہو جس میں رب تعالیٰ نے عیب رکھا ہی نہیں ہے۔ اگر عمل میں کوئی کمی رہ گئی ہو تو حساب و کتاب ہو جائے گا۔ ایمان میں نقص ہو گیا تو اس کا کوئی علاج نہیں۔

ہمارا تھوک عیب ہے

ہمارا پسینہ عیب ہے

ہمارا خون عیب ہے

ہمارا پیشاب عیب ہے

ہمارے تھوک میں جراثیم اور بیماریاں ہیں.......... سرکار مدینہ ﷺ کا لعاب دہن شفا ہے۔

ہمارے تھوک میں نری بیماری ہے.......... وہ ﷺ کے لعاب دہن میں نری

شفا ہے۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے دعوت کی:

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے پاس گھر میں تھوڑا بہت بھی کھانے کے لئے کچھ ہوتا تو خوش ہوتے اور حضور ﷺ کی دعوت کرتے۔ حضور ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوتے اور عرض کرتے ہماری دعوت قبول فرمائیں۔ یہاں کچہری بازار میں دوکان ہے رات کو نوٹوں کی بوریاں بھر کر گھر لے جاتے ہیں پھر کہتے ہیں ہم پریشان ہیں۔ برا حال ہے گزارہ نہیں ہوتا ہے۔ نوٹوں کی کمی نہیں۔ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی وجہ سے پریشانی ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

وَمَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِىْ فَاِنَّ لَهٗ مَعِيْشَةً ضَنْكًا ۔

(پ۱۶ ع۱۶ سورۃ طٰہٰ آیت ۱۲۴)

”جو میرے ذکر سے روگردانی کرتے ہیں ہم ان کی روزی بے برکت کردیتے ہیں۔“

اللہ تبارک وتعالیٰ کا ہر حال میں شکر ادا کرنا چاہئے۔

غزوۂ خندق کے موقع پر حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے حضور ﷺ کی حالت دیکھی کہ آپ سخت فاقے میں ہیں تو حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ! آج آپ ﷺ کی دعوت میرے غریب خانے پر ہے۔ حضور ﷺ نے دعوت قبول فرمالی۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ گھر گئے۔ بیوی سے کہا حضور ﷺ نے ہماری دعوت قبول فرمالی ہے۔ بیوی بھی خوش ہوگئی۔ روٹی کا انتظام ہونے لگا۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے بکری کے بچے کو ذبح کیا۔ گوشت پکنا شروع ہوگیا۔ تھوڑا سا آٹا تھا اس کی روٹیاں پکنا شروع ہو گئیں۔ ادھر حضور پرنور ﷺ نے اپنے چودہ سو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں اعلان فرمایا۔ خندق

والو! چلو جابر رضی اللہ عنہ کے گھر کھانا کھانے کے لئے۔ ادھر حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے جب دیکھا کہ تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آ رہے ہیں۔ بیوی سے کہا ہم نے جو انتظام کیا ہے وہ بہت تھوڑا ہے۔ خیال تھا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دو چار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آئیں گے لیکن آقا صلی اللہ علیہ وسلم چودہ سو صحابہ رضی اللہ عنہم کو لے آئے ہیں۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ پریشان ہو گئے لیکن قربان جائیں صحابیہ رضی اللہ عنہا کے عقیدے کے۔

صحابیہ رضی اللہ عنہا نے کہا!

اَللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ نَحْنُ اَخْبَرْنَاهُ بِمَا عِنْدَنَا۔

''اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں۔ ہم نے تو جو ہمارے پاس تھا اس کے بارے میں اطلاع دے دی ہے۔''

لعابِ دہن کی برکت:

دستر خوان بچھ گئے چودہ سو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کھانے کے لئے بیٹھ گئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں جابر رضی اللہ عنہ! عرض کی لبیک یا رسول اللہ! آٹا میرے پاس لے آؤ۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ آٹا گوندھا ہوا لے آئے...... فَبَصَقَ فِيْهِ وَبَارَكَ...... آٹے میں اپنا لعاب دہن ڈالا اور برکت کی دعا کی...... پھر ہانڈی منگوائی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے سامنے اس میں لعاب دہن ڈالا اور برکت کی دعا کی...... فَبَصَقَ وَبَارَكَ...... بعض لوگ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے جیسا سمجھتے ہیں۔ میں ان سے کہتا ہوں اپنے بیوی بچوں کے سامنے ہانڈی میں تھوک کر دیکھو!

بچے کہیں گے ...... ابا پاگل ہو گیا ہے

بیوی کہے گی ...... نکل جا گھر سے ورنہ ہانڈی تیرے منہ پر ماروں گی

تم عظمتِ مصطفیٰ کو آج تک نہیں سمجھے۔

محبت مصطفیٰ کا نام ...... ایمان ہے

ادب مصطفیٰ کا نام ...... ایمان ہے

سرکار مدینہ ﷺ نے تمام لشکر اسلام کے سامنے ہانڈی اور آٹے میں لعاب دہن ڈالا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بجائے پریشان ہونے کے ان کے چہروں پر خوشیاں نمودار ہوگئیں۔ انہوں نے کہا پہلے کھانا ملنا تھا۔ اب تبرک بن گیا ہے۔ اب تبرک کھائیں گے۔

چودہ سو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کھانا کھا کر فارغ ہوگئے۔ کھانا دیکھا تو اسی طرح موجود ہے۔

تیرا، میرا تھوک بیماری

حضور ﷺ کا لعاب دہن شفا اور برکت ہے

(ریاض الصالحین ج ۱ ص ۳۱۶)

حضرت حسان رضی اللہ عنہ اور ذکر میلاد:

ہاں تو میں عرض کر رہا تھا۔ حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کے ثناخواں مسجد نبوی میں موجود ہیں۔ صدر بزم کائنات بھی مسجد میں جلوہ فرما ہیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی جماعت

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ

اور بڑے بڑے جلیل القدر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حضور ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہیں۔ صدارت حضور ﷺ کی ہے۔ حضور ﷺ فرماتے ہیں حسان کے لئے منبر بچھا

دو۔ فرمایا حسان! اس منبر پر بیٹھ کر اللہ تعالیٰ کے رسول کی عظمت اور شان بیان کرو۔ حسان آقا کی شان بیان کر رہے ہیں۔

وَاَحْسَنُ مِنْكَ لَمْ تَرَقَطُّ عَيْنِيْ ۔

''یارسول اللہ ﷺ! میری آنکھ نے آپ سے زیادہ خوبصورت دیکھا ہی نہیں۔''

یہ کہتے ہیں ہماری طرح ہیں۔ جنہوں نے دیکھا ہے وہ کہتے ہیں آپ سے زیادہ خوبصورت کسی کو دیکھا ہی نہیں۔ حسان عرض کرتے ہیں:

وَاَكْمَلُ مِنْكَ لَمْ تَلِدِ النِّسَاءُ ۔

''یارسول اللہ ﷺ! کسی عورت نے آپ جیسا کامل بچہ جنا ہی نہیں''

میلاد کے منکر کہتے ہیں دکھاؤ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے میلاد کہاں کیا ہے۔ یہ میلاد کا ذکر نہیں تو اور کیا ہے:

خُلِقْتَ مُبَرَّأً مِنْ كُلِّ عَيْبٍ ۔

''یارسول اللہ ﷺ! اس بنانے والے نے آپ کو ہر عیب سے پاک بنایا ہے۔''

جسے حضور ﷺ میں کوئی عیب نظر آئے وہ سمجھے اس کے پاس ایمان نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو ہر عیب سے پاک بنایا ہے۔ عرض کرتے ہیں:

كَاَنَّكَ قَدْ خُلِقْتَ كَمَا تَشَاءُ ۔

''جیسا آپ ﷺ نے چاہا ویسا ہی اللہ نے آپ کو بنا دیا۔''

حبیب کی باری آئی تو پوچھا محبوب تو ہی بتا تجھے کیسا بناؤں۔ حسان اپنا

عقیدہ پیش کر رہے ہیں۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جھوم رہے ہیں۔ حسان رضی اللہ عنہ کے لئے دعائیں کر رہے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی نعت سن کر اتنا خوش ہوئے، فرماتے ہیں:

اَللّٰھُمَّ اَیِّدْہُ بِرُوْحِ الْقُدُسْ ۔

''یا اللہ! حسان رضی اللہ عنہ کی مدد فرما روح القدس کے ساتھ۔''

جب حضرت حسّان رضی اللہ عنہ نعت پڑھے کلام حسان کا ہو زبان حضرت جبرائیل علیہ السلام ہو۔

کی محمد سے وفا تونے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں
محمد کی محبت دین حق کی شرط اوّل ہے
اگر اس میں ہے کچھ خامی تو سب کچھ نامکمل ہے

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا خون پاک ہے:

تیرا میرا خون پلید ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا خون پاک ہے۔ ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پچھنے لگوائے۔ خون نکلا۔ خون پیالے میں جمع کیا گیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کو فرمایا یہ خون کسی جگہ رکھ آؤ۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ وہ خون لے کر جا رہے ہیں۔ تلاش کر رہے ہیں کوئی ایسی جگہ مل جائے جہاں خون کی بے ادبی نہ ہو۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ پہاڑوں پر گئے۔ غاروں میں گئے۔ سوچا خطرہ ہے بے ادبی ہو جائے گی۔ کسی کا پاؤں پڑ جائے گا۔ جب کہیں اطمینان نہ ہوا۔ ادھر خون سے خوشبو آ رہی ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ جسم اطہر سے نکلا ہوا خون پی گئے۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں پہنچ گئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا خون کہاں رکھا ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے عرض کی

آقا میں نے دیکھا کوئی جگہ محفوظ نہیں۔ بے ادبی ہو جائے گی۔ آقا میں تو اسے پی گیا ہوں۔ حضور ﷺ نے فرمایا جس نے جنتی کو دیکھنا ہو اسے دیکھ لے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ پر دوزخ کی آگ حرام ہو گئی ہے۔ خونِ مصطفیٰ کی خوشبو حضرت انس رضی اللہ عنہ کی دس پشتوں تک آتی رہی۔

سرکار مدینہ ﷺ کی ہر ادا معجزہ ہے۔ اگر کوئی انسان جمالِ مصطفیٰ کا نظارہ کرے تو آپ ﷺ کی نبوت کا اقرار کرنے پر مجبور ہو جائے۔

حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ جو کہ یہودیوں کے بہت بڑے عالم تھے۔ فرماتے ہیں جب پہلی مرتبہ میں نے اللہ تعالیٰ کے محبوب کی زیارت کی تو میرے دل کی دنیا بدل گئی اور اندر ایک انقلاب برپا ہو گیا۔

وَاللّٰہِ لَقَدْ عَرِفْتُ اَنَّ وَجْھَہٗ لَیْسَ بِوَجْھِہٖ کَذَّاب ۔

"میں نے جان اور پہچان لیا کہ یہ چہرہ کسی جھوٹے کا چہرہ نہیں ہو سکتا۔"

جو بد نصیب ہیں
جن کے دلوں میں کفر ہے
آنکھوں پر عناد کی عینک لگی ہوئی ہے

وہ اگر کئی مرتبہ بھی جمال مصطفیٰ کا نظارہ کریں۔ ان کو رسالت کا ماہتاب نظر نہیں آئے گا۔ ہاں میں عرض کر رہا تھا حضور ﷺ سراپا معجزہ ہیں۔ حضور ﷺ کی آنکھ مبارک کا معجزہ دیکھیں۔ حضور پرنور ﷺ فرماتے ہیں:

اِنِّیْ اَرٰی مَالَا تَرَوْنَ ۔

"میں وہ دیکھتا ہوں جو تم نہیں دیکھتے۔"

حضور ﷺ نے فرمایا:

اَقِيْمُوا الرُّكُوْعَ وَالسُّجُوْدَ فَوَ اللّٰهِ اِنِّیْ لَاَرٰکُمْ مِنْ بَعْدِیْ ۔

''تم رکوع اور سجود کو درست طریقے سے ادا کرو کیونکہ اللہ کی قسم میں تم کو اپنے پیچھے سے بھی دیکھتا ہوں۔'' (مشکوٰۃ)

حضور ﷺ نے ایک مقام پر فرمایا!

وَاللّٰهِ مَا يَخْفٰی عَلَیَّ رُکُوْعُکُمْ وَلَا خُشُوْعُکُمْ ۔

''اللہ کی قسم تمہارا رکوع اور خشوع میری نگاہوں سے پوشیدہ نہیں رہتا۔'' (بخاری شریف)

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

يَرٰی فِی الظَّلْمَاءِ كَمَا يَرٰی فِی الضَّوْءِ ۔

''حضور ﷺ اندھیرے اور روشنی میں یکساں دیکھتے تھے۔''

(خصائص کبریٰ)

سرکار مدینہ ﷺ ہزاروں میل دور ہونے والے واقعات کو مسجد نبوی میں بیٹھ کر ملاحظہ فرماتے۔ جنگِ موتہ کے لئے حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو امیر لشکر مقرر فرمایا اور ارشاد فرمایا اگر

زید شہید ہو جائیں ...... تو جعفر امیر لشکر ہوں گے

وہ بھی شہید ہو جائیں ...... پھر عبداللہ بن رواحہ امیر لشکر ہوں گے

وہ بھی شہید ہو جائیں ...... پھر مجاہدین خود امیر لشکر مقرر کر لیں

جنگِ موتہ کا ملاحظہ فرمانا:

جب لشکر اسلام موتہ کی سرزمین پر پہنچا اور کفار کے ساتھ جنگ شروع ہوئی۔

حضور ﷺ مسجد نبوی میں تشریف فرما ہیں اور جنگ دیکھ رہے ہیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی موجود ہیں۔ آپ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا اب زید رضی اللہ عنہ نے جھنڈا ہاتھ میں لیا مگر وہ شہید ہو گئے۔ پھر فرمایا! اب جعفر رضی اللہ عنہ نے جھنڈا ہاتھ میں لیا مگر وہ بھی شہید ہو گئے۔ پھر فرمایا! اب عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ نے جھنڈا ہاتھ میں لیا مگر وہ بھی شہید ہو گئے۔ پھر فرمایا! اب حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے جھنڈا ہاتھ میں لیا اور فتح مبین ہو گئی۔ حضور ﷺ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو جنگ کا حال سناتے رہے۔ آنسوں کے قطرے چشمانِ رحمت سے چہرے پر نثار ہوتے رہے۔ نگاہِ مصطفیٰ کی تو یہ شان ہے کہ معراج کی رات اللہ تعالیٰ کو بھی دیکھ لیا۔ ساری خدائی کو بھی دیکھ لیا۔ اسی طرح کان کی شان مبارک دیکھیں۔ میرے آقا حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ ﷺ نے ارشاد فرمایا!

اِنِّی اَرٰی مَا لَا تَرَوْنَ وَ اَسْمَعُ مَالَا تَسْمَعُوْنَ ۔

''میں وہ دیکھتا ہوں جو تم نہیں دیکھتے اور میں وہ سنتا ہوں جو تم نہیں سنتے۔'' (خصائص کبریٰ) ۔

حضور ﷺ کی سماعت کی شان دیکھیں امّ المومنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا ارشاد فرماتی ہیں کہ ایک رات تہجد کے وقت میرے حجرے میں حضور ﷺ وضو فرما رہے تھے۔ اچانک آپ ﷺ نے فرمایا!

لَبَّیْکَ لَبَّیْکَ لَبَّیْکَ ۔

پھر تین مرتبہ فرمایا!

نُصِرْتَ نُصِرْتَ نُصِرْتَ ۔

''یعنی تیری مدد کی جائے گی میں مدد کے لئے حاضر ہوں۔''

حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی آپ ﷺ اس وقت کس سے گفتگو کر رہے

ہیں۔ یہاں پر میرے سوا کوئی دوسرا نہیں ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا: مشرکین مکہ نے ہمارے حلیف بنی کعب پر حملہ کر دیا ہے۔ وہ اس وقت مجھ سے مدد مانگ رہے ہیں۔ میں نے ان کی فریاد کا جواب دیا ہے۔

اعلیٰ حضرت عظیم البرکت مولانا شاہ احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

دور و نزدیک کے سننے والے وہ کان
کان لعلِ کرامت پہ لاکھوں سلام

اسی طرح زبان مبارک کو دیکھیں کہ وہ بھی سرچشمہ معجزہ ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَمَا یَنۡطِقُ عَنِ الۡهَوٰی ؕ اِنۡ هُوَ اِلَّا وَحۡیٌ یُّوۡحٰی ۔

(پ ۲۷ سورۃ النجم)

یعنی آپ اپنی خواہش سے کچھ نہیں فرماتے بلکہ ان کا کلام، کلام الٰہی ہے۔"

حضور ﷺ نے اپنی زبان مبارک سے جو ارشاد فرمایا وہ معجزہ بن کر سامنے آ گیا۔

تیرے آگے یوں ہیں دبے لچے
فُصَحا عرب کے بڑے بڑے
کوئی جانے منہ میں زبان نہیں
نہیں بلکہ جسم میں جاں نہیں

ایک مرتبہ سرکارِ مدینہ ﷺ کی بارگاہ میں ایک کافر نے عرض کی کہ یہ کھجور کا درخت اگر آپ کے حکم سے پکی ہوئی کھجوروں کا ایک خوشہ گرا دے تو میں ایمان لے آؤں گا۔ آپ ﷺ نے حکم دیا درخت نے پکی ہوئی کھجوروں کا خوشہ پیش کر دیا۔
(مشکوٰۃ شریف)

حکیم بن ابی العاص رضی اللہ عنہ بگاڑ بگاڑ کر آپ ﷺ کی نقلیں اتارتا تھا ایک دن آپ ﷺ نے فرمایا! کن کذٰلِکَ ''تو ایسا ہی ہو جا۔'' مرتے دم تک اس کا منہ ہلتا ہی رہا۔ (خصائص کبریٰ)

وہ زباں جس کو سب کن کی کنجی کہیں
اس کی نافذ حکومت پہ لاکھوں سلام

مجھے خزانوں کی کنجیاں دے دی گئیں:

مقدس ہاتھوں کا معجزہ دیکھیں۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اُوْتِیْتُ بِمَفَاتِیحَ خَزَائِنِ الْاَرْضِ فَوُضِعَتْ فِیْ یَدِیْ ۔

(بخاری شریف)

''میرے پاس زمین کے خزانوں کی کنجیاں لائی گئیں اور میرے ہاتھوں میں رکھ دی گئیں۔''

اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کے ہاتھوں میں خزانوں کی کنجیاں رکھ دی ہیں۔ اب حضور ﷺ جس کو چاہیں جتنا چاہیں عطا فرمائیں۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور ﷺ کی دعوت کی، ایک بکری ذبحہ کی، اس کا گوشت پکایا۔ حضور ﷺ نے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے گوشت کھایا۔ جب کھانے سے فارغ ہو گئے تو ہڈیوں کو جمع کر کے ان پر حضور ﷺ نے دست رحمت پھیرا تو اچانک وہ بکری زندہ ہو کر کھڑی ہو گئی اور دم ہلانے لگی۔ (خصائص ج ۲)

استن حنانہ:

سرکار مدینہ ﷺ کے دستِ رحمت کا اعجاز دیکھیں۔ حضور ﷺ مسجد نبوی میں کھجور کے ستون کے ساتھ ٹیک لگا کر خطبہ پڑھتے تھے۔ ایک انصاری عورت نے

منبر تیار کرا کے آپ کی خدمت میں پیش کیا۔ حضور ﷺ نے منبر پر خطبہ دیا تو کھجور کا ستون رونے لگ گیا۔ حضور ﷺ کے فراق اور جدائی میں اس طرح رونے لگ گیا جس طرح بچہ روتا ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ستون کا رونا سن کر حیران ہو گئے۔ حضور ﷺ نے اپنا دستِ رحمت اس پر پھیرا، پوچھا کیوں رو رہا ہے؟ اس ستون نے کہا۔ آقا ﷺ آپ مجھے چھوڑ کر منبر پر رونق افروز ہو گئے ہیں۔ اس لئے آپ کے فراق میں رو رہا ہوں۔ یہ سرکارِ مدینہ ﷺ کا معجزہ ہے۔ ایک لکڑی میں جان آ گئی بلکہ زبان مل گئی۔

(بخاری شریف)

اسی طرح ابو جہل ہاتھ میں کنکریاں لے کر آیا۔ آپ ﷺ نے اشارہ فرمایا ابو جہل کی مٹھی میں کنکریوں نے کلمہ پڑھنا شروع کر دیا۔ یہ شانِ مصطفیٰ ﷺ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو سراپا معجزہ بنا کر بھیجا۔

لشکر سیراب ہو گیا:

حضور ﷺ ۶ھ میں عمرے کے ارادے سے مدینہ سے مکہ مکرمہ روانہ ہوئے۔ اس کاروان میں جو لوگ شریک تھے۔ ان کی تعداد پندرہ سو تھی۔ اس کے علاوہ ان کی سواری کے جانور قربانی کے جانور بھی ساتھ تھے۔ جس جگہ حدیبیہ کے مقام پر پڑاؤ کیا، جتنے کنویں تھے خشک ہو گئے۔ قرب و جوار میں پانی کا کوئی چشمہ نہ تھا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو جب سخت پیاس لگی تو نبی رحمت کی بارگاہ میں حاضر ہوئے۔ حضور ﷺ نے پوچھا کیا بات ہے؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم عرض کی، پانی نہیں ہے تاکہ پئیں اور وضو کریں۔

حضور ﷺ کے سامنے ایک چھوٹا سا پیالہ پانی کا رکھا تھا۔ حضور ﷺ نے اپنا ہاتھ مبارک پیالے میں رکھ دیا۔ حضور ﷺ کی انگلیوں سے اس طرح پانی اُبلنے لگا جس طرح چشموں سے پانی اُبلتا ہے۔ سب لوگوں نے پانی پیا، وضو کیا۔ پندرہ سو کا

لشکر سیراب ہو گیا۔ جانوروں کو بھی پانی پلایا۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے لوگوں نے پوچھا کتنے لوگ تھے؟ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا! اگر ہم ایک لاکھ بھی ہوتے تب بھی پانی کافی تھا۔ ہماری تعداد پندرہ سو تھی۔

اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں کہ

انگلیاں ہیں جوش پر ٹوٹے ہیں پیاسے
ندیاں پنجاب رحمت کی ہیں جاری واہ واہ

سرور عالم ﷺ جب سنگ خارا پر قدم مبارک رکھتے تھے تو نشان اس میں لگ جاتے تھے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور ﷺ جب کہیں قدم رکھتے تو پورا قدم رکھتے۔ میں نے حضور ﷺ سے زیادہ تیز رفتار کوئی نہیں دیکھا۔ یوں معلوم ہوتا تھا زمین سامنے سے لپٹتی جارہی ہے۔

نبی کریم ﷺ ایک روز اپنے چچا ابو طالب کے ساتھ ذی الحجاز گئے۔ ابو طالب کو سخت پیاس لگ گئی۔ حضور ﷺ سے عرض کی کہ سخت پیاس لگی ہے۔ حضور ﷺ نے اپنی ایڑی زمین پر ماری تو پانی کا چشمہ جاری ہو گیا۔ ابو طالب کہتے ہیں، میں نے زندگی میں کبھی ایسا ٹھنڈا اور میٹھا پانی نہیں پیا۔ پھر ایڑی ماری تو وہ غائب ہو گیا۔ (ضیاء النبی ج پنجم)

ایک مرتبہ حضور ﷺ نے ایک آدمی کو یاد فرمایا وہ حاضر ہوا۔ اس نے شکایت کی، یا رسول اللہ ﷺ میری اونٹنی نے مجھے تھکا دیا ہے۔ یہ بہت سست رفتار ہے۔ حضور ﷺ نے اپنے قدم مبارک سے ٹھوکر لگائی۔ قدم مبارک کی ٹھوکر سے وہ ایسی برق رفتار ہو گئی کہ کسی اور اونٹنی کو اپنے سے آگے بڑھنے نہیں دیتی تھی۔

(مسلم شریف)

حضور ﷺ نے پہاڑ کو ٹھوکر ماری:

ایک دن رحمت دو عالم ﷺ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ، حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ، کو ساتھ لے کر اُحد پہاڑ پر تشریف لے گئے۔ پہاڑ خوشی میں آ کر ہلنے لگا۔ اس کے پتھر گرنے لگے۔ حضور ﷺ نے پہاڑ کو ٹھوکر ماری، اے پہاڑ! ٹھہر جا ٹھہر جا، اس وقت تیرے اوپر ایک نبی، ایک صدیق اور دو شہید ہیں۔ آپ ﷺ کے قدم مبارک کی ٹھوکر سے اُحد پہاڑ کا زلزلہ ساکن ہو گیا۔ (بخاری شریف)

حضور اکرم ﷺ کے قدم مبارک کا معجزہ ہے۔ سرکار مدینہ ﷺ سراپا معجزہ بن کر آئے ہیں۔

ایک ٹھوکر سے اُحد کا زلزلہ جاتا رہا
رکھتی ہیں کتنا وقار اللہ اکبر ایڑیاں

حضور ﷺ کا سایہ زمین پر نہیں پڑتا تھا۔ حضور ﷺ دھوپ اور چاند کی روشنی میں چلا کرتے تھے، لیکن کبھی کسی نے حضور ﷺ کا سایہ مبارک نہیں دیکھا۔ ...... اِنَّہٗ كَانَ نُوْرًا ......ور ﷺ سراپا نور تھے اور نور کا سایہ زمین پر نہیں پڑتا۔

تو ہے سایہ نور کا ہر عضو ٹکڑا نور کا
سایہ کا سایہ نہ ہوتا ہے نہ سایہ نور کا

شفا شریف میں قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں حضور ﷺ کا جسم اطہر پر کبھی مکھی نہیں بیٹھا کرتی تھی۔

دنیا کی کوئی طاقت جسم پر مکھی کو بیٹھنے سے نہیں روک سکتی مگر حضور ﷺ کا یہ معجزہ ہے کہ آپ ﷺ کے جسم اطہر پر مکھی نہیں بیٹھتی تھی۔ آپ ﷺ کی عظمت کو مکھی بھی پہچانتی تھی۔ مکھی بھی ادب و احترام کرتی تھی۔

لیکن یہ نادان حضور ﷺ کا ادب واحترام نہیں کرتے۔ کہتے ہیں حضور ﷺ ہماری طرح ہیں۔

مٹ گئے مٹتے ہیں مٹ جائیں گے اعدا تیرے
نہ مٹا ہے نہ مٹے گا کبھی چرچا تیرا

تیز بارش میں کپڑے بھیگے نہیں:

جسم انور کا معجزہ دیکھیں، حضور ﷺ ایک مرتبہ ایک صحابی کے دفن کے بعد قبرستان سے واپس جب گھر تشریف لائے۔ امّ المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی جب چہرہ مبارک پر نظر پڑی، استقبال کے لئے کھڑی ہوگئیں۔ حضور ﷺ کے کپڑوں کو ہاتھ لگا کر ٹٹولنا شروع کر دیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا عائشہ رضی اللہ عنہا! کیا دیکھ رہی ہو؟ امّ المومنین نے عرض کی آپ ﷺ اتنی تیز بارش میں تشریف لائے ہیں، لیکن آپ کے کپڑے بھیگے نہیں ہیں، حالانکہ باہر بارش نہیں ہو رہی تھی۔

آسمان پر بادل کا نام ونشان تک نہیں تھا مگر امّ المومنین فرماتی ہیں زوردار بارش ہو رہی ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا آج تم نے کون سا کپڑا پہنا ہوا ہے؟ آج میں نے آپ ﷺ کی چادر کو دوپٹہ بنایا ہوا ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا! اس چادر کی وجہ سے تیری آنکھوں میں نور پیدا ہو گیا ہے۔ عالم غیب میں جو انوار کی بارش ہو رہی ہے اس کا تو نے نظارہ کر لیا ہے، اس سے اندازہ لگائیں چادر والے کا اپنا مقام کیا ہوگا۔

حضور ﷺ کا پسینہ مبارک:

حضور ﷺ سراپا معجزہ بن کر آئے ہیں۔ تمام انسانوں کے جسموں سے پسینہ نکلتا ہے۔ حضور ﷺ کے جسم مبارک سے بھی پسینہ نکلتا ہے لیکن ہمارے پسینے اور حضور ﷺ کے پسینے میں زمین وآسمان کا فرق ہے۔ ہمارا پسینہ بد بو دار لیکن سرکار

مدینہ ﷺ کا پسینہ مُشک سے بھی زیادہ خوشبودار ہے۔

ایک مرتبہ حضور ﷺ آرام فرمارہے تھے، پسینہ آ گیا، بی بی اُمِ سلیم ایک شیشی میں پسینہ جمع کرنے لگیں۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا امّ سلیم! کیا کر رہی ہو؟ عرض کی یارسول اللہ ﷺ یہ آپ کے جسم مبارک پسینہ ہے۔ اس کو ہم اپنی خوشبو میں ملائیں گے۔

وَهُوَ اَطْيَبُ الطِّيْب

''کیونکہ یہ نہایت ہی بہترین خوشبو ہے۔'' (بخاری شریف)

اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں:

واللہ جو مل جائے میرے گل کا پسینہ
مانگے نہ کبھی عطر نہ پھر چاہے دولہن پھول

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا قرض:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے والد غزوہ اُحد میں شہید ہو گئے اور ان پر بہت قرض تھا۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے اپنے والد کے قرض خواہوں سے مصالحت کی کوشش کی کہ تم باغ بھی لے لو جو اس میں کھجوریں ہیں وہ بھی لے لو، پھل پورا سال کھاتے رہو قرض معاف کر دو، لیکن انہوں نے اس تجویز کو قبول نہ کیا۔ باغ میں کھجوروں پر جو پھل تھا، وہ کئی سال تک قرض خواہوں کو دیا جاتا رہتا، پھر بھی قرض ادا نہ ہو سکتا، اتنا قرض تھا۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے، عرض کی حضور ﷺ! آپ جانتے ہیں کہ میرے والد اُحد میں شہید ہو گئے تھے اور بہت سا قرض چھوڑ گئے تھے۔ حضور ﷺ نے فرمایا! جاؤ کھجوروں کا ایک طرف ڈھیر لگا دو۔ سرکار مدینہ ﷺ خود جابر رضی اللہ عنہ کے باغ میں تشریف لے گئے اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا کی کہ کھجوروں میں

برکت عطا فرما۔

حضور ﷺ نے ڈھیر کے اردگرد تین چکر لگائے اور ڈھیر پر بیٹھ گئے۔ فرمایا قرض خواہوں کو دو۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے ہر ایک کو اتنی کھجوریں دیں جتنی اس کی بنتی تھیں، جب تمام قرض خواہوں کو ان کے قرض کے مطابق کھجوریں دے دی گئیں اور فارغ ہو گئے۔ جب ڈھیر کی طرف دیکھا تو ان میں سے ایک دانہ بھی کم نہ ہوا تھا۔

یہ قرض خواہ یہودی تھے، اس چیز کو دیکھ کر کہ حضور ﷺ کی دعا کی برکت سے کھجوروں میں برکت ہوئی ہے، وہ سراپا حیرت بن گئے۔

حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اے جابر رضی اللہ عنہ! تم حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو خبر دو کہ نبی کریم ﷺ کے قدموں کی برکت سے کھجوروں میں اتنی برکت ہوئی ہے، میرا سارا قرض ادا ہو گیا ہے۔ (مشکوٰۃ شریف)

ابوداؤد حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک روز نبیِّ مکرم رحمت عالم ﷺ نے مجھے حکم دیا، تمہارے بالا خانے میں جو کھجوریں رکھی ہیں ان میں سے اَحْمَس قبیلہ کے چار سو سواروں کو زادِ راہ دو۔ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے سرکار مدینہ ﷺ کی خدمت اقدس میں عرض کی، یارسول اللہ ﷺ! وہ کھجوریں بہت تھوڑی ہیں، چند صاع ہیں۔ اتنے آدمیوں میں کس طرح پوری آئیں گی۔ سرکار مدینہ ﷺ نے فرمایا!

اِذْهَبْ وَافْعَلْ مَا اَمَرْتُكَ بِهٖ وَلَا تُبَالِ بِقِلَّةِ التَّمْرِ۔

"جاؤ اور جو میں نے حکم دیا ہے اس کو پورا کرو اس بات کی فکر مت کرو کہ کھجوروں کی مقدار کم ہے۔"

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے آقا کا فرمان پورا کیا اور تمام لوگوں میں

کھجوریں تقسیم کیں پھر بھی کھجوروں کا ڈھیر ایسے معلوم ہوتا تھا کہ اِس سے ایک دانہ بھی کسی نے نہیں لیا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی کھجوریں:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ غزوۂ تبوک میں ایک دفعہ سامان خوردو نوش کی کمی واقع ہوگئی۔ کھانے کی کمی کی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں شکایت کی گئی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا! کیا کوئی چیز ہے؟ میں نے عرض کی توشہ دان میں کچھ کھجوریں ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کھجوروں کو دستر خوان پر بچھا دیا اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں برکت کی دعا کی۔ پھر ارشاد فرمایا! دس دس آدمیوں کو بلاتے جاؤ، وہ کھاتے جاتے تھے اور اٹھتے جاتے یہاں تک کہ سارا لشکر کھا کر سیر ہوگیا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ارشاد فرمایا جتنی کھجوریں تم لے کر آئے تھے یہاں سے اٹھالو۔ میں جتنی لایا تھا ان سے زیادہ اٹھا لیں۔ ان کھجوروں سے خود بھی کھایا، اہل وعیال کو بھی کھلایا اور جو مہمان آتے تھے ان کو بھی کھلاتا تھا۔ انہیں مٹھی بھر کھجوروں سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے اختتام تک حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے دور تک پھر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے دور تک کھاتا رہا، یہاں تک کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو شہید کیا گیا، اس دن افراتفری میں وہ توشہ دان کھجوروں والا مجھ سے چھین لیا گیا۔ (ترمذی شریف)

اُمِ سلیم رضی اللہ عنہا نے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت کی:

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اور امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ جس زمانہ میں سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نکاح حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا سے ہوا تھا، انہی دنوں میری والدہ ماجدہ امّ سلیم رضی اللہ عنہا نے کہا! کیا ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں

کوئی ہدیہ نہ پیش کریں۔ میں نے کہا ضرور کریں۔ انہوں نے کھجوریں، گھی اور پنیر لے کر ایک حلوہ تیار کیا اور ایک تھال میں رکھا اور فرمایا اے انس! اس حلوے کو لے جاؤ اور حضور ﷺ کی خدمت اقدس میں پیش کرو۔ عرض کرنا میری والدہ نے یہ ہدیہ حضور ﷺ کی خدمت میں بھیجا ہے اور سلام عرض کرتی ہیں۔ میں نے جب یہ ہدیہ پیش کیا اور والدہ کا پیغام بھی عرض کیا تو نبی مکرم ﷺ نے فرمایا انس! اس طشت کو رکھ دو اور فلاں فلاں آدمی کو بلا لاؤ اور جو آدمی تمہیں راستہ میں ملے اس کو بھی دعوت دو۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں حضور ﷺ کے حکم کے مطابق میں نے سب کو دعوت دی جب واپس آیا تو حضور ﷺ کا گھر مہمانوں سے کھچا کھچ بھر چکا تھا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ان کی تعداد پوچھی گئی کہ مہمانوں کی تعداد کتنی تھی تو فرمایا تقریباً تین سو حضور ﷺ نے اس کھانے پر اپنا دست رحمت رکھا اور کچھ پڑھ کر دم فرمایا پھر دس دس آدمیوں کو بلایا بٹھا کر کھانا کھلایا وہ سیر ہو کر چلے جاتے پھر دوسری ٹولی آ جاتی۔

جب لوگ کھانے کے لئے بیٹھتے تو حضور ﷺ ارشاد فرماتے، اللہ تعالیٰ کا نام لے کر شروع کرو اور ہر شخص اپنے سامنے سے کھائے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں تمام مہمانوں نے اس تھوڑے سے کھانے سے پیٹ بھر کر کھایا۔ جب سب کھانا کھا کر چلے گئے تو کھانا بچ گیا۔ جب میں نے بچے ہوئے کھانے کی طرف غور سے دیکھا تو یہ فیصلہ نہ کر سکا کہ جب مہمانوں کو کھانا کھلانا شروع کیا تھا اس وقت کھانا زیادہ تھا یا اب زیادہ ہے۔ جب کہ سینکڑوں مہمان پیٹ بھر کر کھا چکے ہیں۔ اب کھانے کی مقدار زیادہ ہے۔

حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے گھر دعوت:

حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ فرماتے جب امام الانبیاء حبیب کبریا علیہ

التحیۃ وَالثنا مکہ سے ہجرت فرما کر مدینہ میں تشریف لائے تو ہم نے حضور ﷺ اور حضور ﷺ کے یار غار حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے لئے کھانا پکایا۔ جب کھانے کا وقت آیا تو سرکار مدینہ ﷺ نے ابو ایوب رضی اللہ عنہ کو حکم دیا، انصار کے سرداروں میں سے ان تین آدمیوں کو بلاؤ جو کہ ہمارے ساتھ کھانا کھائیں۔ میں نے انہیں بلایا۔ وہ سب آئے اور انہوں نے خوب پیٹ بھر کر کھانا کھایا کہ پھر بھی کھانا بچ گیا۔ حضور ﷺ نے پھر فرمایا! فلاں فلاں ساٹھ آدمیوں کو بلاؤ کہ وہ ہمارے ساتھ کھانا کھائیں۔ میں ان سب کو بلا لایا۔ سب نے خوب پیٹ بھر کر کھانا کھایا۔

دو آدمیوں کے لئے ہم نے جو کھانا پکایا تھا، اتنا کھانا پھر بھی بچ گیا۔ پھر حضور ﷺ نے حکم دیا فلاں فلاں ستر آدمیوں کو بلا لاؤ، وہ ہمارے ساتھ کھانا کھائیں۔ میں انہیں بھی بلا لایا، یہاں تک کہ انہوں نے بھی پیٹ بھر کر کھانا کھایا، لیکن کھانا پھر بھی بچ گیا۔

جتنے لوگ اس دعوت میں شریک ہوئے وہ گھر پہنچتے ہی مسلمان ہو گئے۔ انہوں نے سرکار مدینہ ﷺ کے ہاتھ پر جہاد کرنے کی بیعت کی اور ہر حالت میں حضور ﷺ کی مدد کرنے کی بیعت کی، اس معجزہ کو دیکھ کر انہوں نے اسلام کو قبول کیا۔

(بیہقی)

اللہ تعالیٰ ہمیں عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

وَ اٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۔

حدیث شریف

وَعَنْ اُمِّ الْفَضْلِ بِنْتِ الْحَارِثِ اَنَّهَا دَخَلَتْ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّىْ رَأَيْتُ حُلْمًا مُنْكَرًا اَللَّيْلَةَ قَالَ وَمَا هُوَ قَالَتْ اِنَّهٗ شَدِيْدٌ قَالَ وَمَا هُوَ قَالَتْ رَأَيْتُ كَاَنَّ قِطْعَةً مِّنْ جَسَدِكَ قُطِعَتْ وَوُضِعَتْ فِىْ حَجْرِىْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَيْتِ خَيْرًا تَلِدُ فَاطِمَةُ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ غُلَامًا يَكُوْنُ فِىْ حَجْرِكِ فَوَلَدَتْ فَاطِمَةُ الْحُسَيْنَ فَكَانَ فِىْ حَجْرِىْ كَمَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَدَخَلْتُ يَوْمًا عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوَضَعْتُهٗ فِىْ حَجْرِهٖ ثُمَّ كَانَتْ مِنِّى الْتِفَاتَةٌ فَاِذَا عَيْنَا رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تُهْرِيْقَانِ الدُّمُوْعَ قَالَتْ فَقُلْتُ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ بِاَبِىْ اَنْتَ وَاُمِّىْ سَتَقْتُلُ اِبْنِىْ هٰذَا فَقُلْتُ هٰذَا قَالَ نَعَمْ وَاَتَانِىْ بِتُرْبَةٍ مِّنْ تُرْبَتِهٖ حَمْرَآءَ .

حدیث نمبر ۵۹۱۲ (مشکوٰۃ باب مناقب اہل بیت النبی ﷺ)

روایت ہے ام الفضل بنت حارث رضی اللہ عنہا سے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں بولیں یارسول اللہ ﷺ میں نے آج رات ایک خطرناک خواب دیکھا ہے فرمایا کیا ہے بولیں! حضور ﷺ بہت خطرناک

ہے فرمایا وہ کیا ہے بولیں میں نے دیکھا جیسے کہ آپ ﷺ کے جسم کا ٹکڑا کٹا اور میری گود میں رکھا گیا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم نے اچھی خواب دیکھی ہے انشاء اللہ فاطمہ لڑکا جنے گی وہ بچہ تمہاری گود میں رہے گا۔ چنانچہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو جنم دیا وہ میری گود میں رہے۔ جیسے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا پھر میں ایک دن رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی انہیں آپ ﷺ کی گود میں دیا پھر میرا دھیان بٹ گیا تو رسول اللہ ﷺ کی آنکھوں سے آنسو بہ رہے تھے فرماتی ہیں کہ میں نے عرض کیا یا نبی اللہ ﷺ آپ ﷺ پر میرے ماں باپ فدا ہوں یہ کیا ہے فرمایا میرے پاس جبرائیل آئے تھے مجھے خبر دی کہ میری امت میرے اس فرزند کو قتل کرے گی میں نے کہا اس کو۔ فرمایا ہاں۔ اور وہ میرے پاس وہاں کی سرخ مٹی میں سے کچھ مٹی لائے۔



پانچواں خطبہ

علمِ غیبِ مصطفیٰ ﷺ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِیْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِهٖ مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِیْنَ ۔

اَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

وَعَلَّمَكَ مَالَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَیْكَ عَظِیْمًا

(پ ۵ سورۃ النساء، آیت ۱۱۳)

اٰمَنْتُ بِاللّٰهِ صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِیْمُ وَ بَلَّغَنَا رَسُوْلُهُ النَّبِیُّ الْكَرِیْمُ الْاَمِیْنُ وَ نَحْنُ عَلٰی ذٰلِكَ مِنَ الشّٰهِدِیْنَ وَ الشّٰكِرِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ......

اِنَّ اللّٰهَ وَ مَلٰٓئِكَتَهٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ ...... یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْهِ وَ سَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا......

تمام حضرات محبت، ذوق اور شوق کے ساتھ درود پاک پڑھیں۔

اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ

وَعَلٰی اٰلِكَ وَاَصْحَابِكَ یَا حَبِیْبَ اللّٰهِ

میرے محترم بزرگو اور معزز دوستو! سورۃ النساء کی ایک آیۂ کریمہ آپ کے سامنے تلاوت کرنے کا شرف حاصل کیا ہے۔ اس کا ترجمہ یہ ہے:

اے محبوب! اور تمہیں سکھا دیا جو کچھ تم نہ جانتے تھے اور اللہ کا تم پر بڑا فضل ہے۔

قرآن کریم کی اور آیات بھی آپ کے سامنے پیش کرتا ہوں جن سے حضور ﷺ کا علم غیب ثابت ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَجْتَبِيْ مِنْ رُّسُلِهٖ مَنْ يَّشَآءُ

اور اللہ کی شان یہ نہیں ہے کہ اے عام لوگو! تمہیں غیب کا علم دے دے ہاں اللہ چن لیتا ہے اپنے رسولوں سے جسے چاہے۔

(پ ۴ ع ۹ سورۃ آل عمران آیت ۱۷۹ ترجمہ کنز الایمان)

عَالِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖۤ اَحَدًا ۔ اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ

غیب کا جاننے والا تو اپنے غیب پر کسی کو مسلط نہیں کرتا سوائے اپنے پسندیدہ رسولوں کے (پ ۲۹ سورۃ الجن آیت ۲۶ تا ۲۷ ترجمہ کنز الایمان)

حضرات محترم!

پہلی آیت بھی اعلان کر رہی ہے رسولوں کی جماعت جو مجتبیٰ ہے (یعنی تمام انسانوں میں سے چن لیا ہے) ان کو اللہ تعالیٰ غیب کا علم عطا فرما دیتا ہے۔

اور دوسری آیت بھی اعلان کر رہی ہے کہ رسولوں کی جماعت کو اللہ تعالیٰ غیب کا علم عطا فرماتا ہے۔

رحمت عالم تو اللہ تعالیٰ کے پسندیدہ رسول ہیں۔ مجتبیٰ بھی ہیں اور مرتضیٰ بھی ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کو غیب پر مطلع فرمایا ہے اسی لئے اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد

رضاخاں رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:۔

سر عرش پر ہے تری گزر دل فرش پر ہے تری نظر
ملکوت و ملک میں کوئی شی نہیں وہ جو تجھ پہ عیاں نہیں

قرآن کریم کی ایک اور آیت سنیں

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

وَمَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِضَنِيْنٍ

یعنی اور یہ نبی غیب بتانے میں بخیل نہیں۔ (پ۳۰ سورۃ التکویر آیت ۲۴)

اللہ تعالیٰ ارشاد فرمارہا ہے:

میرا نبی غیب بتانے میں بخیل نہیں ہے۔

اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان اسی وقت صحیح ہوگا جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو غیب کا علم دیا گیا ہو اور حضور دوسروں کو بتاتے بھی ہوں کیونکہ بخیل اسے کہتے ہیں جس کے پاس مال ہو اور وہ کسی کو دیتا نہ ہو۔ یقیناً اس کا مطلب یہ ہے کہ نبی مکرم غیب کا علم جانتے بھی ہیں اور دوسروں کو بھی بتاتے ہیں۔

قرآن کریم سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم

کے فضائل اور کمالات ثابت ہو رہے ہیں لیکن بعض لوگ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کو گھٹانے کی کوشش کرتے ہیں لیکن ان بدبختوں اور بدنصیبوں کے گھٹانے سے سرکار کی شان گھٹے گی نہیں بلکہ بڑھتی ہی جائے گی۔

اعلیٰ حضرت کیا خوب فرماتے ہیں

عقل ہوتی تو خدا سے نہ لڑائی لیتے
یہ گھٹائیں اسے منظور بڑھانا تیرا

وہ آیتیں جن سے معلوم ہوتا ہے حضور ﷺ غیب نہیں جانتے

قُلْ لَّآ اَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِىْ خَزَآئِنُ اللّٰهِ وَلَآ اَعْلَمُ الْغَيْبَ

تم فرمادو میں تم سے نہیں کہتا میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں اور نہ یہ کہوں کہ میں آپ غیب جان لیتا ہوں۔

(پ ۷ سورۃ الانعام آیت ۵۰ ترجمہ کنزالایمان)

قرآن کریم میں دوسرے مقام پر آتا ہے

وَعِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَآ اِلَّا هُوَ ط

اور اسی کے پاس ہیں کنجیاں غیب کی انہیں وہی جانتا ہے۔

(پ ۷ م ع ۱۳ الانعام آیت ۵۹)

قرآن حکیم کی ان دو آیتوں سے معلوم ہوتا ہے حضور ﷺ غیب نہیں جانتے۔

ان آیتوں کا مطلب یہ ہے کہ حضور ﷺ ذاتی طور پر غیب نہیں جانتے۔

جن آیات میں آیا ہے کہ حضور علم غیب جانتے ہیں مطلب یہ ہے کہ علم غیب عطائی طور پر جانتے ہیں (یعنی اللہ تعالیٰ کے علم غیب عطا کرنے سے جانتے ہیں)

اللہ تعالیٰ کے عطا کرنے سے رسولوں کو علم غیب ہے

اللہ کے علم غیب اور انبیاء کرام کے علم غیب جاننے میں فرق ہے۔ اللہ کریم کا علم غیب ذاتی ہے اور غیر متناہی ہے اور لامحدود ہے اور انبیاء کرام کا علم غیب عطائی ہے (اللہ تعالیٰ کا عطا کیا ہوا ہے) اور اللہ تعالیٰ کا علم غیب قدیم ہے۔

انبیاء کرام کا علم غیب حادث ہے۔

اس وضاحت کے بعد بھی اگر کوئی شخص نہ سمجھے اور اہلسنت پر الزام لگاتا رہے اس کی بدبختی ہے۔

مٹ گئے مٹتے ہیں مٹ جائیں گے اعدا تیرے
نہ مٹا ہے نہ مٹے گا کبھی چرچا تیرا

فرش والے تیری شوکت کا علو کیا جانیں
خسروا! عرش پہ اڑتا ہے پھریرا تیرا

خود بدلتے نہیں قرآں کو بدل دیتے ہیں
ہوئے کس درجہ فقیہانِ حرم بے توفیق

احادیث میں علم غیب کا ثبوت

خاتون جنت حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کے بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:
تَلِدُ فَاطِمَةُ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ غُلَامًا یَکُوْنُ فِیْ حَجْرِكَ
سرکار مدینہ نے خبر دی کہ فاطمہ زہرا کے فرزند پیدا ہوگا جو تمہاری پرورش میں ہوگا۔ (مشکوۃ باب مناقب اہل بیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم)
جو خبر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دی وہ پوری ہوئی اور حضرت فاطمہ کے ہاں حضرت امام حسین پیدا ہوئے اور حضرت ام فضل کی گود میں دیئے گئے۔

دو قبروں والوں کو عذاب قبر

حدیث شریف میں آتا ہے کہ سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دو قبروں پر سے گزر ہوا۔ دونوں کو عذاب قبر ہو رہا تھا۔ فرمایا: ان دونوں شخصوں کو عذاب دیا جا رہا ہے اور کسی دشوار بات میں عذاب نہیں ہو رہا بلکہ ان میں سے ایک تو پیشاب کے چھینٹوں سے نہ بچتا تھا اور دوسرا چغلی کیا کرتا تھا۔ پھر ایک تر شاخ لے کر اس کو آدھا آدھا چیرا پھر

قبروں میں ایک ایک کو گاڑ دیا۔

اور فرمایا کہ جب تک یہ ٹکڑے خشک نہ ہوں گے ان دونوں شخصوں سے عذاب میں کمی کی جائے گی۔ (بخاری شریف باب اثبات عذاب قبر)

میدان بدر میں نشان لگائے

جنگ بدر میں سرکار مدینہ ﷺ نے صحابہ کرام کو اپنے ساتھ لیا اور میدان بدر میں نشان لگائے اور قریش مکہ کے مرنے کی ایک دن پہلے ہی خبر دی۔ حدیث شریف میں آتا ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ یہ فلاں شخص کے گرنے کی جگہ ہے اور اپنے دست مبارک کو ادھر ادھر زمین پر رکھتے تھے۔ راوی نے کہا کہ کوئی بھی مقتولین میں سے حضور ﷺ کے ہاتھ کی جگہ سے ذرا بھی نہ ہٹا جہاں نشان لگایا تھا مقتول وہیں آ کر گرا اور وہیں اس کی جان نکلی۔ (مسلم شریف ج دوم' کتاب الجہاد باب غزوہ بدر)

منبر پر کھڑے ہو کر قیامت کا ذکر فرمایا

حدیث شریف میں آتا ہے حضور ﷺ منبر پر کھڑے ہوئے پس قیامت کا ذکر فرمایا کہ اس سے پہلے بڑے بڑے واقعات ہیں۔

پھر فرمایا: جو شخص جو بات پوچھنا چاہے پوچھ لے۔ قسم خدا کی جب تک ہم اس جگہ یعنی منبر پر ہیں تم کوئی بات ہم سے نہ پوچھو گے مگر ہم تم کو اس کی خبر دیں گے۔

ایک شخص نے کھڑے ہو کر عرض کیا کہ میرا ٹھکانا کہاں ہے؟ فرمایا: جہنم میں۔

حضرت عبداللہ ابن حذافہ نے کھڑے ہو کر پوچھا کہ میرا باپ کون ہے؟ فرمایا: حذافہ۔ پھر حضور بار بار فرماتے رہے کہ پوچھو' پوچھو۔

(بخاری شریف کتاب الاعتصام بالکتاب والسنہ)

دوستو! جہنمی یا جنتی ہونا علوم خمسہ میں سے ہے۔ کون کس کا بیٹا ہے یہ ایسی بات ہے جس کا علم سوائے اس کی ماں کے اور کسی کو نہیں ہوسکتا۔ حضرت حذافہ کے بارے میں لوگ باتیں کرتے تھے کہ یہ اپنے باپ کا نہیں ہے اس لئے حضرت حذافہ نے حضور ﷺ سے سوال کیا کہ میرا باپ کون ہے تو حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: تیرا باپ حذیفہ ہے۔

مجھ سے جو چاہو پوچھو

رحمت عالم ﷺ صحابہ کرام میں کھڑے ہو کر اعلان فرما رہے ہیں: مجھ سے جو چاہو پوچھو۔ یہ بات وہی کہہ سکتا ہے جو سب کچھ جانتا ہو جو علم غیب، علم شہادت سب کچھ جانتا ہو۔

جس کے سینے میں تمام علوم کا خزانہ ہو۔ جس کے سینے میں علوم کا سمندر ٹھاٹھیں مار رہا ہو۔

ایک شخص نے حضور ﷺ سے سوال کیا، میں جنتی ہوں یا جہنمی ہوں۔ حضور ﷺ نے فرمایا: تو جہنمی ہے۔ یہ غیب کی خبر ہے۔ دوسرے نے سوال کیا: میرا باپ کون ہے؟ فرمایا: حذافہ۔ یہ بھی غیب کی خبر ہے۔

صحابہ کرام کا عقیدہ

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا بھی یہ عقیدہ تھا کہ حضور غیب جانتے ہیں ورنہ کبھی سوال نہ کرتے۔ صحابہ کرام تو حضور ﷺ سے غیب کی خبریں معلوم کرتے تھے۔ اگر صحابہ کا یہ عقیدہ ہوتا کہ حضور غیب نہیں جانتے تو حضور ﷺ کی بارگاہ میں عرض کرتے کہ غیب تو خدا کے سوا کوئی نہیں جانتا، آپ کو غیب کا علم کس طرح ہوگیا۔ صحابہ کرام کا عقیدہ تھا کہ حضور غیب جانتے ہیں جو خود کچھ نہیں جانتے وہی کہتے ہیں حضور

کچھ نہیں جانتے' معاذ اللہ۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کو غیب کے خزانے عطا کئے ہیں۔

غور سے سنو

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے اللہ کے محبوب حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی بارگاہ میں عرض کی: یا رسول اللہ!

هَلْ يَكُوْنُ لِاَحَدٍ مِّنَ الْحَسَنَاتِ عَدَدَ نُجُوْمِ السَّمَآءِ قَالَ نَعَمْ عُمَرُ قُلْتُ فَاَيْنَ حَسَنَاتُ اَبِیْ بَكْرٍ قَالَ اِنَّمَا جَمِيْعُ حَسَنَاتِ عُمَرَ كَحَسَنَةٍ وَّاحِدَةٍ مِّنْ حَسَنَاتِ اَبِیْ بَكْرٍ

کیا کسی کی نیکیاں آسمان کے تاروں کے برابر ہوں گی۔ فرمایا: ہاں وہ عمر ہیں۔ میں بولی: ابوبکر کی نیکیاں کہاں گئیں۔ فرمایا کہ عمر کی ساری نیکیاں ابوبکر کی نیکیوں میں سے ایک نیکی کی طرح ہیں۔

(مشکوٰۃ باب مناقب ابی بکر و عمر)

یہ شان ہے حضور ﷺ کے علم کی فوراً ارشاد فرمایا کہ میری امت میں (حضرت) عمر وہ شخصیت ہیں جن کی نیکیوں کی تعداد آسمان کے ستاروں کے برابر ہے۔ یہ ہے علم غیب۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ سرکار مدینہ ﷺ کو قیامت تک کے سارے لوگوں کے تمام ظاہری اور پوشیدہ اعمال کی پوری خبر ہے اور آسمان کے ستاروں کا بھی علم ہے۔ تبھی تو حضور ﷺ نے فرمایا: حضرت عمر کی نیکیاں آسمانوں کے ستاروں کے برابر ہیں۔

سرکار مدینہ ﷺ کی شان

حضور ﷺ ارشاد فرماتے ہیں:

اِنَّ اللّٰهَ زَوٰى لِيَ الْاَرْضَ فَرَاَيْتُ مَشَارِقَهَا وَمَغَارِبَهَا

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے میرے لئے زمین سمیٹ دی تو میں نے اس کے مشرقوں اور مغربوں کو دیکھ لیا۔

(مشکوٰۃ باب فضائل سید المرسلین)

مطلب یہ ہے کہ ساری زمین مجھے مختصر کر کے دکھا دی گئی۔
میرے سامنے رکھ دی گئی
میں نے اس کے مشرقوں اور مغربوں کو دیکھ لیا۔
زمین کا کوئی ذرہ چھپا نہیں رہا۔

یہاں حدیث شریف میں سمیٹ دینے کا اور دکھا دینے کا ذکر ہے مگر بعد میں چھپا لینے کا ذکر نہیں ہے جس سے معلوم ہوا کائنات حضور ﷺ کے سامنے ہے حضور ﷺ کائنات کا مشاہدہ فرما رہے ہیں اور کائنات کا کوئی ذرہ آپ سے پوشیدہ نہیں ہے۔

حضور نے ماضی کے حالات اور مستقبل کے حالات بیان کر دیئے

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

کہ ہم میں رسول اللہ ﷺ ایک جگہ کھڑے ہوئے تو ہم کو ابتدا خلق کے متعلق خبر دی حتیٰ کہ جنتی جنت میں اپنے گھروں میں داخل ہو گئے اور دوزخی دوزخ میں اپنے گھروں میں جس نے یاد رکھا اس نے یاد رکھا اور جو بھول گیا وہ بھول گیا۔

(مشکوٰۃ جلد دوم باب بدء الخلق وذکر الانبیاء)

سرکار مدینہ ﷺ نے

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے سامنے فجر کی نماز سے مغرب کی نماز تک وعظ فرمایا اور درمیان میں ظہر اور عصر کی نماز کے سوا کسی کام کے لئے وعظ بند نہ کیا۔ ابتدا سے انتہا تک بیان فرما دینا یہ بھی آپ ﷺ کا معجزہ ہے۔ اس وعظ شریف میں

پرندہ کا پر مارنا' قطرہ کا حرکت کرنا' ذرہ کا جنبش کرنا تک بیان فرمادیا۔ ماضی کے حالات اور مستقبل کے حالات بیان کردیئے۔ یہ حضور ﷺ کا علم غیب ہے۔

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرمایا:

وَعَلَّمَكَ مَالَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ اور تمہیں سکھادیا جو کچھ تم نہ جانتے تھے۔ اوپر والی حدیث اس آیت کی تفسیر ہے۔

سورۃ لقمان کی آیت مقدسہ

اِنَّ اللّٰـهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ ۚ وَيُنَزِّلُ الْغَيْثَ ۚ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْاَرْحَامِ ؕ وَمَا تَدْرِيْ نَفْسٌ مَّاذَا تَكْسِبُ غَدًا ؕ وَمَا تَدْرِيْ نَفْسٌۢ بِاَيِّ اَرْضٍ تَمُوْتُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ

بے شک اللہ کے پاس ہے قیامت کا علم اور اتارتا ہے مینہ اور جانتا ہے جو کچھ ماؤں کے پیٹ میں ہے اور کوئی جان نہیں جانتی کہ کل کیا کمائے گی اور کوئی جان نہیں جانتی کہ کس زمین میں مرے گی بے شک اللہ جاننے والا بتانے والا ہے۔

سورۃ لقمان کی اس آیت میں بتایا گیا ہے۔ پانچ چیزوں کا علم اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہے۔ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔

قیامت کب آئے گی

بارش کب ہوگی

بچہ دانی میں کیا ہے

کون کل کیا کام کرے گا

کون کہاں مرے گا

اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ

خدا کے بتانے کے بغیر کوئی نہیں جانتا

لیکن خدا کے بتانے سے جانتا ہے خدا کے بتانے سے حضور کو ان پانچ چیزوں کا علم ہے۔

اس آیت میں پانچ چیزوں کے علم کی خصوصیت اللہ تبارک وتعالی کے ساتھ بیان فرمائی گئی ہے۔ اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے صدرالافاضل حضرت مولانا محمد نعیم الدین مرادآبادی خزائن العرفان میں لکھتے ہیں:

خلاصہ

یہ ہے کہ علم غیب اللہ تعالی کے ساتھ خاص ہے اور انبیاء واولیاء کو غیب کا علم اللہ تعالی کی تعلیم سے بطریق معجزہ وکرامت عطا ہوتا ہے۔ یہ اس اختصاص کے منافی نہیں ہے اور کثیر آیتیں اور حدیثیں اس پر دلالت کرتی ہیں۔

بارش کا وقت

حمل میں کیا ہے

کل کو کیا کرے گا

اور کہاں مرے گا

ان امور کی خبریں بکثرت اولیاء وانبیاء نے دی ہیں اور قرآن وحدیث سے ثابت ہیں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو فرشتوں نے حضرت اسحاق علیہ السلام کے پیدا ہونے کی خبر دی اور حضرت زکریا علیہ السلام کو حضرت یحیٰ علیہ السلام کے پیدا ہونے کی خبر دی اور حضرت مریم کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پیدا ہونے کی خبر دی۔ تو ان فرشتوں کو بھی پہلے سے معلوم تھا کہ ان کے حملوں میں کیا ہے اور ان حضرات کو بھی جنہیں فرشتوں نے اطلاعیں دی تھیں اور سب کا جاننا قرآن کریم سے ثابت ہے۔

تو آیت کے معنی قطعاً یہی ہیں کہ بغیر اللہ تعالی کے بتائے کوئی نہیں جانتا۔ اس

کے معنی یہ لینا کہ اللہ تعالیٰ کے بتانے سے بھی کوئی نہیں جانتا محض باطل ہے اور آیات و احادیث کے خلاف ہے۔

قیامت کا علم

ان پانچ علوم میں سے پہلا علم ہے' قیامت کا علم۔ یعنی قیامت کب آئے گی۔

حضور ﷺ نے فرمایا: قیامت جمعہ کے دن قائم ہوگی۔

محرم الحرام کی دس تاریخ کو ہوگی۔

قیامت سے پہلے بہت سی نشانیاں ظاہر ہوں گی۔

مثلاً دجال کا نکلنا

یاجوج ماجوج کا نکلنا

حضرت امام مہدی علیہ السلام کا ظہور

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان اترنا

حشر' نشر' حساب و کتاب یہ ساری باتیں حضور ﷺ نے اپنی امت کو بتادی ہیں احادیث میں تفصیل موجود ہے۔ صرف ایک چیز قیامت کا ''سن'' حضور ﷺ نے اپنی امت کو نہیں بتایا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس کے چھپانے کا حکم دیا تھا۔ قرآن کریم میں آتا ہے: لَا تَاْتِیْکُمْ اِلَّا بَغْتَةً یعنی قیامت تو بالکل اچانک ہی آئے گی۔ اگر سرکار امت کو ''سن'' بتادیتے تو پھر قیامت کا آنا اچانک کیسے ہوتا۔ امت گنتی رہتی کہ اتنے دن باقی رہ گئے ہیں پھر کسی چیز کے نہ بتانے سے یہ کب لازم آتا ہے کہ حضور ﷺ کو اس کا علم نہیں تھا۔ اللہ تعالیٰ نے سرکار مدینہ ﷺ کو قیامت کا علم عطا فرمایا ہے۔

بچہ دانی میں کیا ہے؟

غور کریں' بچہ دانی میں کیا ہے اس کا علم بھی اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کو دیا ہے۔

سنیں! حضور اکرم ﷺ کی چچی حضرت عباس کی بیوی حضرت ام فضل کہتی ہیں کہ میں ایک روز سرکار مدینہ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئی۔

حضور نے فرمایا: چچی جان تیرے پیٹ میں لڑکا ہے جب پیدا ہو تو اس کو میرے پاس لے آنا۔ جب پیدا ہوا تو میں حضور کی خدمت اقدس میں لے آئی۔ حضور ﷺ نے اس لڑکے کے داہنے کان میں اذان دی اور بائیں کان میں تکبیر پڑھی اور اپنا لعاب دہن اس کے منہ میں ڈالا اور اس کا نام عبداللہ رکھا اور پھر مجھ سے فرمایا: خلفاء کے باپ کو لے جا۔

حضرت ام فضل حضور کی چچی کہتی ہیں حضور کی یہ بات سن کر مجھے بڑا تعجب ہوا اور میں نے اپنے شوہر حضرت عباس سے اس بات کا ذکر کیا تو حضرت عباس نے حضور کی بارگاہ میں خود حاضر ہو کر دریافت کیا۔ یا رسول اللہ! آپ نے میرے بچے کے بارے میں ایسا ایسا ارشاد فرمایا ہے تو حضور ﷺ نے جواب دیا کہ ہاں میں نے ایسا ہی کہا ہے۔

یہ تمہارا بچہ واقعی خلفاء کا باپ ہے

اسی کی نسل سے سفاح بھی ہوگا

اسی کی اولاد میں ''مہدی'' بھی ہوگا

یہاں تک کہ اسی کی اولاد میں سے کچھ لوگ حضرت عیسیٰ بن مریم کے ساتھ نماز بھی پڑھیں گے۔ (تاریخ الخلفاء، ص ۱۷)

اس حدیث شریف میں سرکار مدینہ ﷺ نے صرف اتنا ہی نہیں فرمایا کہ ام فضل کے پیٹ میں لڑکا ہے بلکہ بچے کے مستقبل کے بارے میں بھی بتا دیا۔

یہ بچہ خلفاء کا باپ ہوگا

اور اس کی اولاد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان سے نازل ہونے تک باقی

کون کل کیسا کام کرے گا

کون کل کیا کرے گا۔ اس کا علم بھی اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ کو عطا فرمایا ہے۔ غزوہ خیبر کے دن حضور اکرم ﷺ نے یہ اعلان فرمایا کہ کل میں یہ جھنڈا اس آدمی کو دوں گا جس کے ہاتھ پر اللہ تعالیٰ خیبر کو فتح فرمائے گا اور وہ اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول اس سے محبت کرتے ہیں۔

چنانچہ حضور ﷺ نے جھنڈا حضرت علی رضی اللہ عنہ کو دیا اور انہوں نے خیبر کو فتح کیا۔ اس حدیث شریف سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ حضور کو پہلے ہی علم تھا حضرت علی کل خیبر کو فتح کریں گے۔

کون کہاں مرے گا

کون کہاں مرے گا اللہ کریم نے اس کا علم بھی اپنے محبوب حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ ﷺ کو عطا کر دیا ہے۔

غزوہ بدر کے موقع پر حضور ﷺ نے ایک روز پہلے ہی یعنی سولہ رمضان المبارک کو ایک چھڑی سے میدان بدر میں نشان لگا کر بتایا کہ فلاں کافر اس جگہ قتل ہوگا۔ فلاں کافر اس جگہ قتل ہوگا۔

"کفار کے مقتولین میں سے کوئی بھی حضور ﷺ کے ہاتھ رکھنے کی جگہ سے ذرا بھی نہیں ہٹا جس جگہ جس شخص کے قتل ہونے کی جگہ آپ نے مقرر فرما دی تھی اسی جگہ اس کی لاش ملی"۔ (مسلم شریف باب غزوہ بدر)

الغرض: اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کو ہر چیز کا علم عطا فرما دیا ہے۔ کوئی شی آپ سے پوشیدہ نہیں۔ جو کہتے ہیں حضور ﷺ کچھ نہیں جانتے وہ خود ہی کچھ نہیں جانتے۔

انصاری بچیوں کا گیت

حضرت ربیع بنت معوذ بن عفرا فرماتی ہیں۔ سرکار مدینہ ﷺ میری شادی میں شرکت کے لئے میرے غریب خانہ پر تشریف لائے تو چھوٹی بچیاں دف بجا کر میرے باپ داداؤں کا مرثیہ پڑھنے لگیں جو جنگ بدر میں شہید ہوئے تھے۔ اسی دوران اچانک ایک لڑکی نے یہ مصرعہ پڑھا ''وَفِیْنَا نَبِیٌّ یَعْلَمُ مَا فِیْ غَدٍ'' یعنی اور ہمارے درمیان وہ نبی مکرم ہیں جو کل آئندہ میں ہونیوالی باتوں کو جانتے ہیں۔

حضور نے بچی کی زبان سے یہ مصرع سن کر فرمایا کہ اس مصرع کو رہنے دو اور وہی کہو جو کہہ رہی تھیں یعنی حضور ﷺ غیب دان ہیں جو کل آئندہ کی بات جانتے ہیں۔ حضور نے یہ مصرع سن کر منع نہیں فرمایا نہ یہ فرمایا کہ یہ کہنا شرک ہے۔ اتنا فرمایا کہ اس کو چھوڑ دو اور وہی شہداء بدر کا مرثیہ پڑھو جو تم پہلے پڑھ رہی تھیں اگر گناہ ہوتا تو حضور ﷺ فوراً منع فرما دیتے۔

الغرض اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کو علم غیب کے خزانے عطا کئے ہیں۔ معجزات' کمالات بے شمار عطاء کئے ہیں۔

حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کے دو نعتیہ اشعار سنیں

حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ اپنے آقا حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ ﷺ کی تعریف میں فرماتے ہیں:

نَبِیٌّ یَرٰی مَا لَا یَرَی النَّاسَ حَوْلَهٗ
وَیَتْلُوْا کِتَابَ اللّٰهِ فِیْ کُلِّ مَشْهَدٖ

یعنی نبی مکرم اپنے اردگرد وہ سب کچھ دیکھتے ہیں جن کو دوسرے تمام انسان نہیں دیکھ سکتے ہیں اور نبی مکرم ہر جگہ خدا کی کتاب کی تلاوت فرماتے

ہیں۔

فَاِنْ قَالَ فِیْ یَوْمٍ مَقَالَۃَ غَائِبٍ
فَتَصْدِیْقُھَا فِیْ ضَحْوَۃِ الْیَوْمِ اَوْغَدٖ

اور اگر نبی مکرم کوئی غیب کی بات کسی دن فرما دیں تو آج یا کل کے روز روشن میں اس کی تصدیق ہو جاتی ہے۔ (زرقانی علی المواہب ج ا ص ۳۲۷)

حضرت حسان بن ثابت نے حضور ﷺ کی بارگاہ میں یہ اشعار پڑھے جن سے معلوم ہوتا ہے حضور غیب جانتے ہیں اور صحابہ کا عقیدہ بھی یہی تھا کہ حضور غیب جانتے ہیں لیکن حضور نے یہ نہیں فرمایا کہ یہ شرک ہے۔ منع بھی نہیں فرمایا بلکہ دعائیں دیں۔ معلوم ہوا اشعار کا مضمون بالکل درست ہے:

اور کوئی غیب کیا تم سے نہاں ہو بھلا
جب نہ خدا ہی چھپا تم پہ کروروں درود

بعض لوگ اعتراض کرتے حضور کے علم غیب

بعض لوگ یہ اعتراض کرتے ہیں کہ حدیث شریف میں آتا ہے:

وَاللّٰہِ مَا اَدْرِیْ وَاَنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ مَا یُفْعَلُ بِیْ

یعنی خدا کی قسم! میں نہیں جانتا حالانکہ میں اللہ کا رسول ہوں کہ میرے ساتھ کیا کیا جائے گا۔ (بخاری شریف ج ا کتاب الجنائز)

اس سے معلوم ہوا کہ حضور ﷺ کو اپنی بھی خبر نہ تھی کہ قیامت میں ان سے کیا معاملہ ہوگا۔

جواب سنیں

اس کا جواب یہ ہے کہ اس جگہ علم کی نفی نہیں ہے بلکہ درایۃ کی نفی ہے یعنی میں

انکل پچو اور قیاس سے نہیں جانتا کہ میرے ساتھ کیا معاملہ کیا جائے گا بلکہ اس کا تعلق وحی الٰہی سے ہے میں اللہ تعالیٰ کے بتانے سے جانتا ہوں۔ میرا علم یقینی ہے۔ قیاسی نہیں ہے۔

حضور ﷺ کی شان

حضور ﷺ ارشاد فرماتے ہیں میں اولاد آدم کا سردار ہوں۔ قیامت کے دن لِوَاءِ الْحَمْدِ میرے ہاتھ میں ہوگا۔ تمام لوگ میرے جھنڈے کے نیچے ہوں گے۔ اس سے تو معلوم ہوتا ہے حضور ﷺ جانتے ہیں کہ قیامت کے دن میرے ساتھ کیا ہوگا۔ (مشکوۃ باب فضائل سید المرسلین)

دوسرا اعتراض

بعض لوگ دوسرا اعتراض یہ کرتے ہیں کہ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر تہمت لگی۔ حضور ﷺ پریشان رہے۔ بغیر وحی آنے کے کچھ نہ بتا سکے۔ "یہ تہمت صحیح ہے یا غلط" اگر غیب کا علم ہوتا تو پریشان کیوں ہوتے۔ اتنے روز تک خاموشی کیوں فرمائی۔

جواب

اس کا جواب یہ ہے کہ اس میں بھی نہ بتانا ثابت ہے نہ کہ نہ جاننا۔ نہ بتانے سے یہ بات لازم نہیں آتی کہ حضور جانتے بھی نہیں تھے۔ خود اللہ تعالیٰ نے بھی بہت روز تک حضرت عائشہ کی عصمت کی آیات نہ اتاریں تو کیا اللہ تعالیٰ کو بھی خبر نہ تھی معاذ اللہ

بلکہ حضور ﷺ نے تو یہ فرمایا: مَا عَلِمْتُ عَلٰی اَهْلِیْ اِلَّا خَیْرًا ۔ میں اپنی بیوی کی پاکدامنی ہی جانتا ہوں (بخاری ج ۲ کتاب المغازی) یعنی میری بیوی پاک دامن ہے۔

اس سے معلوم ہوتا ہے، علم ہے

وقت سے پہلے اظہار نہیں کیا

نبی کی بیوی بدکار نہیں ہو سکتی

نبی کی بیوی بدکار نہیں ہو سکتی۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

اَلْخَبِيْثَاتُ لِلْخَبِيْثِيْنَ وَالْخَبِيْثُوْنَ لِلْخَبِيْثَاتِ (سورۃ النور آیت ۲۶)

گندی عورتیں گندے مردوں کے لئے ہیں اور گندے مرد گندی عورتوں کے لئے۔

اس گندگی سے مراد زنا کی گندگی ہے یعنی نبی کی بیوی زانیہ نہیں ہو سکتی۔ ہاں کافرہ ہو سکتی ہے۔ کفر سخت جرم ہے مگر گھنونی چیز نہیں ہے۔ زنا سے ہر شخص نفرت کرتا ہے۔ اسی لئے نبی کی بیوی کو کبھی خواب میں احتلام نہیں ہوتا۔ الغرض رحمت عالم ﷺ کو علم تھا لیکن اظہار نہیں کیا۔

زہر والا گوشت کیوں کھایا

اسی طرح بعض لوگ یہ بھی کہتے ہیں کہ اگر حضور ﷺ کو علم تھا تو خیبر میں زہر ملا ہوا گوشت کیوں کھالیا۔ اگر جانتے ہوئے کھایا تو یہ خودکشی کی کوشش ہے جس سے نبی معصوم ہے۔

جواب

اس کا جواب یہ ہے کہ حضور ﷺ کو یہ علم تھا کہ اس میں زہر ہے۔ اور یہ بھی خبر تھی کہ زہر ہم پر اللہ تعالیٰ کے حکم سے اثر نہ کرے گا۔

اور یہ بھی خبر تھی کہ اللہ تعالیٰ کی مرضی یہی تھی کہ ہم اسے کھالیں تاکہ بوقت وفات اس زہر کا اثر لوٹے اور ہم کو شہادت کی موت عطا کی جائے۔ حضور ﷺ راضی برضا تھے۔ (جاء الحق ص ۱۱۰)

اعتراض

بعض لوگ اعتراض کرتے ہیں اگر حضور ﷺ کو غیب کا علم ہے بئر معونہ کے منافقین دھوکے سے آپ سے ستر صحابہ کرام کو کیوں لے گئے جنہیں وہاں لے جا کر شہید کر دیا گیا۔

جواب

دوستو! اس کا جواب یہ ہے کہ حضور ﷺ کو یہ خبر تھی کہ بئر معونہ والے منافقین ہیں۔

اور یہ بھی خبر تھی کہ یہ لوگ ان ستر صحابہ کرام کو شہید کر دیں گے مگر ساتھ ہی یہ بھی خبر تھی کہ اللہ تعالیٰ کی رضا یہی ہے اور ان ستر صحابہ کرام کی شہادت کا وقت آ گیا ہے۔

حضور ﷺ یہ بھی جانتے تھے کہ اللہ تعالیٰ کی رضا میں راضی رہنا بندے کی شان ہے۔ میں نے چند اعتراضات کے مختصر جوابات عرض کر دیے ہیں۔ ان شاء اللہ مفید ثابت ہوں گے۔

متشابہات کا علم دیا گیا ہے

حضور ﷺ کو حقیقت روح اور قرآن کریم کے سارے متشابہات کا علم دیا گیا ہے۔ (جاء الحق ج ۱)

قرآن کریم میں حروف مقطعات ہیں جیسے الم ' الر ' کھیعص ۔ الگ الگ کرکے پڑھے جانے والے حروف ' حضرت جبرائیل حروف مقطعات لے کر نازل ہوئے۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے تلاوت کی (ک) حضور فرماتے ہیں: علمت ' جبرائیل میں جان گیا۔ جبرائیل نے عرض کی: لااعلم ۔ میں نہیں جانتا۔

جبرائیل نے تلاوت کی (ھہ) حضور فرماتے ہیں: ''علمت'' میں جان گیا۔ جبرائیل عرض کرتے ہیں: آقا ''لااعلم'' میں نہیں جانتا۔ حضرت جبرائیل تلاوت کر رہے ہیں۔ حضور فرما رہے ہیں: علمت' علمت' علمت' علمت' میں جان گیا۔ میں جان گیا' میں جان گیا۔ جبرائیل عرض کر رہے ہیں آقا لا اعلم' لا اعلم' لااعلم میں نہیں جانتا' میں نہیں جانتا' میں نہیں جانتا۔

حضرت جبرائیل آیت لے کر نازل ہو رہے ہیں لیکن ان کو پتا نہیں اس آیت کا معنی کیا ہے مفہوم کیا ہے آیت جس پر نازل کی گئی ہے اسے سب کچھ پتا ہے۔ حضور ﷺ کا علم بے مثل اور بے مثال ہے۔ جبرائیل کو بھی پتا نہیں۔ جبرائیل کا کام ہے آیتیں لے کر آنا۔ اس میں کیا ہے خدا جانے یا مصطفیٰ جانے۔

علم کی شمع تو حضور نے روشن کی ہے

حضور ﷺ تو علم لے کر آئے ہیں۔ علم کی شمع تو حضور نے روشن کی ہے۔ علم سے جہان میں اجالا تو حضور نے کیا ہے۔ علم تو حضور نے پھیلایا ہے۔

حضور ﷺ کے آنے سے پہلے ہر طرف اندھیرا ہی اندھیرا تھا۔ حضور کے آنے سے پہلے ہر طرف جہالت ہی جہالت تھی۔ حضور ﷺ کی جس پر نظر پڑی اسے علم کے خزانے عطا کر دیئے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا حافظہ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بلیوں سے کھیلنے والے۔ بلیاں پالنے والے۔ ایک دن سرکار مدینہ ﷺ کی بارگاہ میں عرض کرتے ہیں۔ یارسول اللہ! جو حدیث میں یاد کرتا ہوں۔ بھول جاتا ہوں۔ جب حدیث شریف بھول جاتا ہوں تو مجھے بڑی پریشانی ہوتی ہے۔ حضور ﷺ ارشاد فرماتے ہیں: ابو ہریرہ! عرض کی حضور لبیک۔

فرمایا: اُبْسُطْ رِدَائَكَ۔ اپنی چادر کو پھیلاؤ۔ ابو ہریرہ نے چادر پھیلا دی۔ سرکار مدینہ ﷺ نے اپنا لعاب دہن اس میں ڈالا اور فرمایا: ابو ہریرہ! اسے اپنے سینے اور پیشانی پر مل لو۔ ابو ہریرہ نے لعاب دہن کو سینے اور پیشانی پر مل لیا۔ ملنے کی دیر تھی عرض کی یارسول اللہ! جتنی حدیثیں بھول چکی تھیں سب یاد ہو گئیں۔ حضور نے ابو ہریرہ کو امام المحدثین بنا دیا۔

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ کے لئے دعا

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کے چچازاد بھائی ہیں۔

حضور ﷺ تشریف فرما ہیں۔ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ کا بچپن ہے۔ کبھی حضور کے آگے سے گزرتے ہیں اور کبھی حضور کے پیچھے سے گزرتے ہیں۔ کبھی دوڑتے ہوئے ادھر جا رہے ہیں کبھی ادھر جا رہے ہیں۔ سرکار مدینہ ﷺ دیکھ کر مسکرا رہے ہیں۔

دریائے رحمت جوش میں آیا۔ عبداللہ ابن عباس کو پکڑ کر گود میں بٹھا لیا اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا کی۔

"اَللّٰهُمَّ عَلِّمْهُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ"

اے اللہ اسے کتاب وحکمت کا علم عطا فرما۔

حضور کی دعا کا صدقہ کہ حضرت عبداللہ ابن عباس کو علم کے ایسے خزانے ملے کہ امام المفسرین کے نام سے مشہور ہوئے۔

حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ علم کی گٹھڑی ہیں

حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ اسلام سے پہلے ابوجہل کی بھیڑ بکریاں چراتے تھے۔ آپ مسلمان ہو گئے۔ آپ پر حضور کی ایسی نظر پڑی کہ علم کی گٹھڑی بنا دیا۔ علم کی

جو یہ رونقیں نظر آ رہی ہیں یہ سب صدقہ ہے حضور کے دامن کرم کا ورنہ ہر طرف جہالت ہی جہالت تھی۔ اندھیرا ہی اندھیرا تھا۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کوہ طور پر

حضرت موسیٰ علیہ السلام کوہ طور پر تشریف لے گئے۔ اللہ تعالیٰ سے کلام فرمایا: اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: وَمَا تِلْكَ بِيَمِينِكَ يٰمُوسٰى ۔ موسیٰ تیرے ہاتھ میں کیا ہے۔ صحابہ کرام سے اگر کوئی بات حضور پوچھیں تو بے ادب گستاخ کہتے ہیں حضور کو پتا نہیں تھا۔ اگر حضور کو پتا ہوتا تو کیوں پوچھتے۔

میں ان گستاخوں سے پوچھتا ہوں اللہ تعالیٰ موسیٰ علیہ السلام سے پوچھ رہا ہے کیا معاذ اللہ۔ اللہ تعالیٰ کو بھی پتا نہیں تھا۔ ہر سوال کرنے والا بے علم نہیں ہوتا۔ ہر سوال کرنے والا بے خبر نہیں ہوتا۔ سوال کرنے میں حکمتیں ہوتی ہیں۔ راز ہوتے ہیں' فائدے ہوتے ہیں۔

وَمَا تِلْكَ بِيَمِينِكَ يٰمُوسٰى

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے موسیٰ تیرے ہاتھ میں کیا ہے۔ پوچھنے میں کئی حکمتیں ہیں۔ ایک حکمت یہ بھی ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ نہ پوچھتا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام جواب نہ دیتے تو کلیم اللہ نہ بنتے۔ اللہ تعالیٰ نے پوچھا موسیٰ نے جواب دیا کلام کا سلسلہ شروع ہو گیا تو موسیٰ علیہ السلام کلیم اللہ بن گئے۔ کلیم اللہ بنانے کے لئے پوچھا۔

جب کلیم اللہ سے سوال کرنے میں عظمت نبوت و رسالت کے جھنڈے بلند ہو رہے ہیں تو عظمت مصطفیٰ کا کون اندازہ کر سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: موسیٰ تیرے ہاتھ میں کیا ہے۔ جواب دیا: ''عَصَایَ'' میرے ہاتھ میں ڈنڈا ہے۔ اَتَوَكَّؤُا عَلَيْهَا ۔ میں اس سے تکیہ لگاتا ہوں وَاَهُشُّ بِهَا عَلٰى غَنَمِيْ میں اس سے اپنی بھیڑ بکریوں کے لئے پتے جھاڑتا ہوں وَلِيَ فِيْهَا مَاٰرِبُ اُخْرٰى میں اس سے اور بھی

فائدے کے کام لیتا ہوں۔ پیغمبر کے ہاتھ میں اگر ڈنڈا آ جائے تو اس میں خوبیاں پیدا ہو جاتی ہیں۔ ماسٹر کے ہاتھ میں ڈنڈا آ جائے تو نقصان ہوتا ہے۔ پیغمبر کے ہاتھ میں ڈنڈا آ جائے تو ڈنڈے میں خوبیاں پیدا ہو جاتی ہیں۔ پیغمبر کے دامن کے ساتھ جو چیز لگ جائے اس میں خوبیاں پیدا ہو جاتی ہیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ ڈنڈے کو نسبت ہو جائے اس میں خوبیاں پیدا ہو جاتی ہیں جس شی کی نسبت امام الانبیاء کے ساتھ ہو جائے اس کی شان کا کون اندازہ کر سکتا ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا امام غزالی سے سوال کرنا

معراج کی رات چھٹے آسمان پر حضور ﷺ کی ملاقات حضرت موسیٰ کلیم اللہ سے ہوئی۔ سرکار مدینہ ﷺ سے سوال کیا۔ کیا آپ نے فرمایا ہے: میری امت کے علماء بنی اسرائیل کے نبیوں کی طرح ہیں۔ حضور نے فرمایا: ہاں! حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: اپنی امت کا ایک عالم مجھے دکھائیں جو امتی ہو کر تبلیغ نبیوں کی طرح کر گیا۔

حضور ﷺ کی نظر کرم
عالم ارواح میں امام غزالی پر پڑی
اس سے معلوم ہوا کہ حضور کو پیدائش سے
پہلے ہی پتا ہے عالم کون ہوگا' جاہل کون ہوگا
متقی پرہیزگار کون ہوگا' فاسق و گناہگار کون ہوگا
ایماندار کون ہوگا اور بے ایمان کون ہوگا
عالم کون ہوگا' جاہل کون ہوگا
استاد کون ہوگا' شاگرد کون ہوگا
پیر کون ہوگا اور مرید کون ہوگا
غلام کون ہوگا گستاخ کون ہوگا

حضور ﷺ کی نظر کرم حضرت امام غزالی پر پڑی۔ امام غزالی سامنے آ گئے۔ حضور نے جناب کلیم اللہ کو فرمایا یہ ہے میری امت کا عالم جو نبی نہیں ہوگا لیکن تبلیغ ایسے کرے گا جیسے پہلی امتوں کے نبی کرتے تھے۔ حضور نے ایسی نظر ڈالی کہ غزالی کو ساری باتوں کا علم ہو گیا۔ جس نظر میں اتنا اثر ہے اس کے اپنے علم کا مقام کیا ہوگا۔

امام غزالی کا جواب

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے امام غزالی سے سوال کیا

مَا اسْمُکَ۔ تیرا نام کیا ہے۔

غزالی نے جواب دیا: اسمی محمد بن محمد بن محمد۔

میرا نام محمد ہے، میرے باپ کا نام محمد ہے، میرے دادا کا نام محمد ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: میں نے صرف تیرا نام پوچھا تھا تو نے باپ اور دادا کا نام بھی بتا دیا۔ امام غزالی نے جواب دیا: اللہ تعالیٰ نے آپ سے پوچھا تھا تیرے ہاتھ میں کیا ہے تو جواب تو اتنا ہی کافی تھا کہ یہ میرا ڈنڈا ہے۔ آپ نے فرمایا: یہ میرا ڈنڈا ہے۔ اس سے میں تکیہ لگاتا ہوں۔ بکریوں کے لئے پتے جھاڑتا ہوں اور بہت سے اس سے کام لیتا ہوں۔ جواب آپ نے بہت طویل کر دیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: میں جواب اس لئے طویل کر رہا تھا کہ مجھے اللہ تعالیٰ کے ساتھ گفتگو میں مزہ آ رہا تھا اس لئے میں نے جواب لمبا کر دیا۔

امام غزالی نے کہا میں ایک طرف حبیب اللہ کی زیارت کر رہا ہوں دوسری طرف کلیم اللہ کی زیارت کر رہا ہوں اس لئے مجھے لطف آ رہا ہے۔ اس لئے میں نے کلام کو لمبا کر دیا۔ حضور ﷺ نے امام غزالی کے کندھے کو دبایا۔ فرمایا: خاموش ہو جا۔ موسیٰ علیہ السلام جلال والے پیغمبر ہیں کہیں تھپڑ وغیرہ نہ مار دیں۔ جب حضرت امام غزالی پیدا ہوئے ان کا کندھا اندر کو دھنسا ہوا تھا جب غلاموں کی شان یہ ہے آقا کا مقام

کیا ہوگا۔ آج بے ادب کہتے ہیں دیوار کے پیچھے کی خبر نہیں ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: وَعَلَّمَكَ مَالَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ۔ محبوب جو آپ نہیں جانتے تھے وہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو سکھا دیا۔

جنگ موتہ کا حال حضور نے صحابہ کے سامنے بیان کیا

جنگ موتہ میں لشکر اسلام کا امیر حضور نے حضرت زید بن حارثہ کو مقرر فرمایا اور حکم دیا کہ اگر زید بن حارثہ شہید ہو جائیں تو حضرت جعفر امیر لشکر ہوں گے اور اگر وہ بھی شہید ہو جائیں تو عبداللہ بن رواحہ امیر لشکر ہوں گے۔ اگر وہ بھی شہید ہو جائیں تو مسلمان جس کو چاہیں امیر لشکر مقرر کر لیں۔ چنانچہ سرکار مدینہ ﷺ نے جیسے فرمایا تھا ویسے ہی ہوا۔ یہ تینوں لڑائی میں شہید ہو گئے۔ پھر مسلمانوں نے حضرت خالد بن ولید کو امیر لشکر مقرر کیا اور ان کے ہاتھ پر فتح ہوئی۔

موتہ کے مقام پر یہ جنگ جاری تھی۔
حضور ﷺ مدینہ منورہ میں تشریف فرما تھے۔
جنگ کا حال دیکھ رہے تھے صحابہ کرام کو خبر دے رہے تھے۔
کہ اب زید بن حارثہ شہید ہو گئے ہیں۔ اب امیر لشکر جعفر ہیں۔
اب حضرت جعفر بھی شہید ہو گئے ہیں۔ اب امیر لشکر عبداللہ بن رواحہ ہیں۔
اب عبداللہ بن رواحہ شہید ہو گئے ہیں۔ اب مسلمانوں نے امیر لشکر
خالد بن ولید کو مقرر کیا ہے اور اللہ تعالیٰ نے ان کے ہاتھ پر فتح عطا کی ہے۔
سرکار مدینہ کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔ آنکھیں ساون برسا رہی تھیں
اور صحابہ کرام کے سامنے جنگ کے حالات بیان فرما رہے تھے
کیا یہ حضور ﷺ کا علم غیب نہیں ہے۔

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کے انتقال کی خبر دینا

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کی وفات کا وقت جب قریب آیا تو ان کی بیوی غمگین ہوگئیں اور رونے لگیں۔ آپ نے پوچھا: روتی کیوں ہے؟ بیوی نے کہا میں کیوں نہ روؤں؟ تمہاری وفات جنگل میں ہو رہی ہے اور ہمارے پاس نہ کفن ہے نہ کوئی آدمی۔ حضرت ابوذر غفاری نے فرمایا: مت رو۔

سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ میرے صحابہ میں سے ایک شخص جنگل میں مرے گا۔

اور اس کے جنازے پر مسلمانوں کی ایک جماعت حاضر ہوگی۔ مجھے یقین ہے کہ وہ جنگل میں مرنے والا شخص میں ہی ہوں اس لئے تم فکر نہ کرو اور انتظار کرو۔ اس کے بعد حضرت ابوذر غفاری کا انتقال ہوگیا۔ ان کی بیوی بیان کرتی ہیں کہ میں انتظار کر رہی تھی کہ اچانک کچھ سوار آ گئے۔ ایک نوجوان نے اپنی گٹھڑی میں سے ایک نیا عمدہ کفن نکالا۔ مسلمانوں کی جماعت نے وہی کفن حضرت ابوذر کو غسل دینے کے بعد پہنایا اور جنازہ پڑھنے کے بعد دفن کیا۔ سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کچھ ارشاد فرمایا تھا ویسے ہی ہوا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شہادت کی خبر دینا

ایک روز سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو فرمایا کہ پہلی امتوں میں سب سے زیادہ بد بخت اور شقی وہ سرخ رنگ کا آدمی تھا جس کا نام قدار بن ثعلب تھا جس نے حضرت صالح علیہ السلام کی اونٹنی کو قتل کیا تھا اور اس امت کا سب سے بد بخت اور شقی وہ شخص ہے جو تمہارے سر پر تلوار مارے گا یہاں تک کہ تمہاری داڑھی خون سے رنگین ہو جائے گی اور تم شہید ہو جاؤ گے۔ چنانچہ دنیا نے دیکھا ایسا ہی ہوا کہ عبدالرحمٰن ابن ملجم خارجی نے آپ کی پیشانی پر تلوار ماری۔ آپ کی داڑھی خون سے رنگین ہوگئی

اور اسی زخم سے آپ شہید ہو گئے۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ دو نبیوں کے مشابہ ہیں

حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا جو کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی ہیں اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی زوجہ محترمہ ہیں۔ حضور نے ایک دن دونوں کو سامنے بٹھا کر ارشاد فرمایا: بیٹی رقیہ تم جانتی ہو تمہارے شوہر عثمان غنی کی شان کیا ہے۔

حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کی شرم وحیا سے پیشانی جھک گئی۔ حضور نے فرمایا: تمہارے شوہر عثمان دو نبیوں کے مشابہ ہیں۔ ایک تمہارے دادا حضرت ابراہیم خلیل اللہ دوسرے تمہارے والد (حضرت) محمد رسول اللہ۔ اندازہ کریں حضرت عثمان کتنے حسین وجمیل ہوں گے۔ جن کی شکل وصورت دو نبیوں سے ملتی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نہیں بتا سکتے جب تک دیکھا نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: اَلَمْ تَرَ اِلَی الَّذِیْ حَآجَّ اِبْرٰهٖمَ میرے محبوب کیا تم نے نہیں دیکھا اس شخص کی طرف جو ابراہیم سے جھگڑ رہا تھا اس کے رب کے بارے میں۔ الم تر کیا نہیں دیکھا' کیا معنی یعنی یقیناً دیکھا ہے۔ یہاں استفہام انکاری ہے یعنی آپ نے دیکھا ہے اسی لئے آپ بتا رہے ہیں۔

اور کوئی غیب کیا تم سے نہاں ہو بھلا
جب نہ خدا ہی چھپا تم پہ کروروں درود

جب خدا ہی نہ چھپا باقی کون سا غیب ہے جو نگاہ مصطفیٰ سے چھپ جائے

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ